سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

سوموار 24، منگل 25، بدھ 26، جمعرات 27، جمعتہ المبارک 28۔نومبر 2008

(یوم الاثنین 25، یوم الثلاثہ 26، یوم الاربعاء 27، یوم الخمیس 28، یوم الجمع، 29۔ ذیقعد 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: دسواں اجلاس

جلد 10 (حصہ دوم) : شمارہ جات 7 تا 11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

دسواں اجلاس

سوموار،24۔نومبر 2008

جلد 10 : شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	------------	561
2۔	تلاوت قرآن پاک وار دو ترجمہ	------------	563
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	564
	پوائنٹ آف آرڈر		
4۔	تحریک استحقاق نمبر 6 پر CMIT کی جانب سے انکوائری رپورٹ مکمل کرنے میں تاخیر	------------	564
	سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)		
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	573
6۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	601

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس		
7۔	ایف سی کالج لاہور کے پروفیسر کا گھر میں قتل	------------	624
8۔	ننکانہ صاحب میں مدعی مقدمہ کی نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ہلاکت	------------	626
	پوائنٹ آف آرڈر		
9۔	وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ سیکرٹریز کو ایوان میں موجود ہونے اور اسمبلی اجلاس سہ پہر کے بعد منعقد کرنے کا مطالبہ	------------	630

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
10۔	برٹش ہائی کمیشن ویزا سنٹر لاہور پر مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا ------------	633
	تحاریک استحقاق	
11۔	ایس پی پٹرولنگ بہاولپور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ------------	636
12۔	ٹی ایم او داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال ------------	637
	پوائنٹ آف آرڈر	
13۔	نیٹو فورسز کے ہزاروں فوجیوں کی پاکستانی بارڈر پر تعیناتی سے پیدا ہونے والی صورتحال پر بغیر باری کے تحریک التوائے کار پیش کرنے کا مطالبہ ------------	638
	تحاریک التوائے کار	
14۔	جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا (۔۔۔جاری) ------------	648
15۔	انٹرمیڈیٹ بورڈ راولپنڈی کا میٹرک پرائیویٹ سائنس کے طلباء کا امتحانی داخلہ لینے سے انکار ------------	654
	رپورٹیں (توسیع)	
16۔	تحاریک استحقاق بابت 2008 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	657
	سرکاری کارروائی	
17۔	زراعت پر عام بحث ------------	658

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل، 25۔نومبر 2008	

جلد10 : شمارہ 8

18- ایجنڈا ------------ 717

19- تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ 719

20- نعت رسول مقبولﷺ ------------ 720

پوائنٹ آف آرڈر

21- گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری کالج تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی
میں صبح کی کلاسوں کے اجراء کا مطالبہ ------------ 722

22- لاہور ہائی کورٹ میں پراسیکیوٹر جنرل کی تعیناتی میں تاخیر ------------ 723

23- نشان زدہ سوالات نمبر14،180 کے غلط جواب کی فراہمی سے متعلق
تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ ------------ 727

سوالات (محکمہ جات ہائر وسکولز ایجوکیشن)

24- نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 732

25- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 763

تحاریک استحقاق

26- مقامی اخبار کی جانب سے اپنی رپورٹنگ میں مخصوص نشستوں
پر منتخب خواتین کی توہین ------------ 798

27- شیخوپورہ میں گلشن احسان فیز-II سکیم کے مالکان کو الاٹمنٹس کی جعلی
رجسٹریاں دینے پر بے چینی واضطراب ------------ 805

28- لیڈر آف اپوزیشن کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001
کے سیکشن 131(1)b کے تحت لوکل گورنمنٹ کمیشن کا ممبر نامزد کرنا ------------ 807

پوائنٹ آف آرڈر

29- سول سیکرٹریٹ کو مسمار کرنے سے معزز رکن کی سیکرٹریوں

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سے ملاقات کرنے میں مشکلات ------------	810
	تحاریک التوائے کار	
30۔	صوبہ پنجاب کی 21 تحصیلوں میں ٹیکنیکل کالجوں کی عدم موجودگی پر عوام میں اضطراب ------------	819
31۔	PIDA کے فیڈر کینال بنانے سے نہری نظام کی تباہی اور اربوں روپے کے ضیاع کا خدشہ ------------	821
	پوائنٹ آف آرڈر	
32۔	پرنسپل نشتر میڈیکل کالج کا طالب علم کو معذوری کے سبب داخلہ نہ دینا ------------	828
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
33۔	صوبائی ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت کی فراہمی ------------	830
34۔	صوبہ بھر کی جیلوں میں قید کی مدت پوری کرنے والے مقید افراد کی رہائی ------------	836
	پوائنٹ آف آرڈر	
35۔	معزز رکن کا مقامی اخبارات میں خاتون ممبران اسمبلی کی تصاویر کی اشاعت پر استفسار ------------	837
36۔	زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت زراعت اور کاشتکار نمائندوں کو شامل کرنے کا مطالبہ ------------	842
37۔	پی ٹی سی ایل کی نجکاری کی تحقیقات ------------	843
38۔	قرآن پاک کی غیر معیاری طباعت کرنے والوں کے خلاف اقدامات ------------	844
39۔	ضلعی سطح پر ہیپاٹائٹس کی لیبارٹریاں اور ادارہ کا قیام ------------	846

قرار داد

بدھ،26۔نومبر 2008

جلد10 : شمارہ 9

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
40-	ایجنڈا -----------	868
41۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	872
42۔	نعت رسول مقبولﷺ -----------	873
	پوائنٹ آف آرڈر	
43۔	صوبہ میں ٹی ایم ایز کے ترقیاتی منصوبوں کو سپیشل کمیٹیوں کے ذریعے چیک کروانا -----------	873
44۔	کورم کی نشاندہی -----------	877
	سوالات(محکمہ صحت)	
45۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات -----------	879
46۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	906
	پوائنٹ آف آرڈر	
47۔	صوبہ میں ٹی ایم ایز کے ترقیاتی منصوبوں کو سپیشل کمیٹیوں کے ذریعے چیک کروانا (۔۔۔جاری) -----------	923
	تحاریک استحقاق	
48۔	ڈی ڈی او(آر) تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ (۔۔۔جاری) -----------	941
49۔	ڈی پی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار (۔۔۔جاری) -----------	941

تحاریک التوائے کار

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
50۔	ایل ڈی اے کا تمام واجبات وصول کرنے کے باوجود کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا (۔۔۔جاری)	-----------	947
51۔	ایم پی ایز کے ترقیاتی فنڈز کو علاقے کی ترقی کے علاوہ زراعت کے شعبہ میں خرچ کرنے کا مطالبہ	-----------	950
52۔	بی اے/بی ایس سی کلاس کا گرتا ہوا تعلیمی معیار	-----------	952
53۔	ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے احتجاج سے عوام اور مریضوں میں پریشانی	-----------	955
54۔	پی ایم آئی یو اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جانب سے بروقت کتابیں فراہم نہ کرنے سے طلباء کو پریشانی کا سامنا	-----------	958
55۔	آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت قرارداد پیش کرنے کے لئے اجازت کی تحریک	-----------	960
	سرکاری کارروائی		
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)		
56۔	مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2008	-----------	968
	جمعرات، 27۔نومبر 2008		
	جلد 10 : شمارہ 10		
57۔	ایجنڈا	-----------	1021
58۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	1023

59-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	1024
	پوائنٹ آف آرڈر	
60-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کلر سیداں (راولپنڈی) کے پلے گراونڈ میں ڈی سی او کی جانب سے سستا بازار لگوانا ------------	1024
61-	صوبائی محتسب اعلیٰ، پبلک سروس ٹربیونل اور سی ایم آئی ٹی کے چیئرمینوں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنا ------------	1027
62-	ضلع ڈیرہ غازی خان کے اندر گندم، آٹا اور کھاد کی نقل و حمل پر پابندی ------------	1029
63-	امپورٹ شدہ Red Bull جوسز کے پینے سے نوجوانوں میں ہارٹ اٹیک جیسے مرض میں اضافہ ------------	1033
64-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1037
	پوائنٹ آف آرڈر	
65-	ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کا معزز اراکین اسمبلی کو اپنے دفتر سے باہر نکالنے کی کوشش ------------	1040
66-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (---جاری) ------------	1054

سوالات

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

	توجہ دلاؤ نوٹس	
67-	لاہور عطاء روڈ، باغبانپورہ میں نوجوان کی ہلاکت ------------	1057
68-	شیخوپورہ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ڈاکٹر کی ہلاکت ------------	1059
	تحاریک استحقاق	
69-	قانون ترقی شہر پنجاب مصدرہ 1976 کے سیکشن 35 کے قانونی تقاضوں کے باوجود اس کی سرگرمیوں کی سالانہ رپورٹ برائے	

سال 06۔2005 کا پیش نہ کیا جانا (۔۔۔جاری) ------------ 1070

70۔ ایس پی انوسٹی گیشن مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک ------------ 1072

71۔ ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی
کے ساتھ ہتک آمیز رویہ ------------ 1074

72۔ نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی ------------ 1076

تحاریک التوائے کار

73۔ سروسز ہسپتال لاہور میں میڈیکل ٹیسٹ کے لئے آئے ہوئے
امیدواروں پر پولیس اور ہسپتال انتظامیہ کا تشدد ------------ 1092

سرکاری کارروائی

74۔ زراعت پر عام بحث ------------ 1095

جمعتہ المبارک، 28۔نومبر 2008

جلد 10 : شمارہ 11

75۔ ایجنڈا ------------ 1176

76۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 1178

77۔ نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 1179

سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)

78۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 1181

79۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 1206

نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر

قرارداد

80۔ وفاقی اور صوبائی حکومت سے زرعی انکم ٹیکس لاگو نہ کرنے کا مطالبہ ------------ 1207

81۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت
اسمبلی کی مجالس قائمہ کی تشکیل کی تحریک ------------ 1212

82۔ مجالس قائمہ کی عدم تشکیل کی بناء پر مجلس خصوصی کے سپرد کیئے گئے
معاملات اسمبلی کی متعلقہ مجالس قائمہ کے سپرد کرنے کی تحریک ------------ 1213

83۔ حکومت پنجاب کے حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں
منتخب ہونے والی مجالس قائمہ برائے حسابات نمبرI اورII کے سپرد
کرنے کی تحریک ------------ 1213

تحاریک استحقاق

84۔ ایس ایچ او جلالپور بھٹیاں کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ
تضحیک آمیز رویہ (---جاری) ------------ 1219

85۔ ایس پی مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک (---جاری) ------------ 1221

86۔ شیخوپورہ میں گلشن احسان فیز-II سکیم کے مالکان کو الاٹمنٹس کی جعلی
رجسٹریاں دینے پر بے چینی و اضطراب (---جاری) ------------ 1222

87۔ نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی (---جاری) ------------ 1224

88۔ مقامی اخبار کی جانب سے اپنی رپورٹنگ میں مخصوص نشستوں
پر منتخب خواتین کی توہین (----جاری) ------------ 1226

89۔ نشان زدہ سوال نمبر 1190 کے غلط جواب کی فراہمی (----جاری) ------------ 1232

تحاریک التوائے کار

90۔ وفاقی حکومت کی طرز پر صوبہ میں کنٹریکٹ پر بھرتی ہونے والے
ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ ------------ 1240

91۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن راولپنڈی کا میٹرک

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پرائیویٹ سائنس کے طلبہ کا امتحانی داخلہ لینے سے انکار (۔۔۔جاری) -----------	1241
92۔	معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ کی جانب سے ڈی سی او منڈی بہاؤالدین کے رویہ کے خلاف اٹھائے گئے نکتہ اعتراض پر تشکیل دی گئی کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	1243
93۔	نشان زدہ سوال نمبر 1190 کے غلط جواب کی فراہمی (۔۔۔جاری) -----------	1252
94۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ -----------	1263
95۔	انڈکس	

تحاریک

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

یہ دنیا اک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اک موج بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں بس ایک بستی ہے
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دل قربان
تیری آنکھیں بتاتی ہیں تیری منزل مدینہ ہے
شرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا
وہ میرے دل میں رہتے ہیں میرا دل بھی مدینہ ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات و تعمیرات کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

تحریک استحقاق نمبر 6 پر CMIT کی جانب سے انکوائری رپورٹ مکمل کرنے میں تاخیر

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی ضروری بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے تحاریک استحقاق نمبر 6 اور 7 ماہ جولائی میں پیش کی تھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 7 تو نمٹا دی گئی جس کے لئے میں کمیٹی کا شکر گزار ہوں لیکن تحریک استحقاق نمبر 6 آج تک لٹکی ہوئی

ہے اور میں اگر یہ کہوں کہ وہ اپنی موت مرتی ہوئی نظر آ رہی ہے تو یہ غلط نہیں ہو گا۔ تحریک استحقاق نمبر 6 میری ذات اور استحقاق سے متعلقہ نہیں تھی بلکہ یہ ان کروڑوں عوام کے استحقاق سے متعلق تھی جو فیصل آباد، لاہور روڈ کو استعمال کر رہے ہیں۔ آج چھ مہینے گزر گئے ہیں اگر اس رفتار سے اسمبلی میں کام ہونا ہے تو میرا خیال ہے کہ پھر، ہمیں خود احتسابی کے عمل سے گزرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر اپنے proper time پر لیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ اب اس وقت وقفہ سوالات ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں؟

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لینے دیں کیونکہ جب ہم نے اس agreement کی C&W سے دو کاپیاں منگوائیں تو میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ لوگوں کو پتا نہیں کہ وہ کس چیز کے لئے ٹیکس دے رہے ہیں تو اس agreement کے اندر یہ لکھا گیا ہے کہ پنجاب اسمبلی اس agreement کے متعلق کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی۔ میں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ اگر ایک پرائیویٹ کمپنی گورنمنٹ کے ساتھ معاہدہ کرتی ہے اور اس کے اندر یہ لکھا جاتا ہے کہ اسمبلی اس کے متعلق کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی تو پھر ہم کس لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: میجر صاحب! آپ کی تحریک سپیشل کمیٹی کے سپرد ہے۔ اس کی رپورٹ آئے گی تو پھر ہی ہم کچھ کر سکیں گے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس کمیٹی نے دو ماہ پیشتر اپنا کام مکمل کر کے انکوائری رپورٹ کے لئے C.M.I.T کو بھیج دیا ہے لیکن اس عرصہ میں انہوں نے کسی ایم پی اے کے ساتھ رابطہ نہیں کیا۔ ہمارا رونا کیا ہے؟ اگر اس رفتار سے اس کا جواب آنا ہے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم اس پر سوئی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس مسئلے کی طرف رانا عبدالرحمٰن صاحب توجہ دلانا چاہتے ہیں تو میری ان سے گزارش ہے کہ سپیشل کمیٹی کے اجلاس میں یہ بھی گئے

ہوں گے تو انہی کے بھائی اس کمیٹی میں ہیں اور وہ بھی اس ہاؤس کا حصہ ہیں۔ اگر وہاں پر کسی قسم کی رکاوٹ پیش آ رہی ہے یا انہیں documents پیش نہیں کئے جا رہے تو یہ مجھے حکم کریں یا اس کمیٹی کے اجلاس میں مجھے حکم کریں تو میں وہاں بھی حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں تو جو بھی رکاوٹ ہے وہ دور کروا دی جائے گی۔ باقی اگر کسی agreement میں ایسی کوئی بات لکھی گئی ہے جو اس معزز ایوان کا استحقاق اور اس کی power کے خلاف ہے تو یہ کمیٹی وہ رپورٹ بنا کر بھیجے، اس پر فیصلہ تو یہ معزز House ہی کرے گا لیکن میں انہیں پورا یقین دلاتا ہوں کہ کوئی ایسا معاہدہ جو اس House کی power پر یا اس کی legislation power پر کوئی پابندی لگا سکتا ہے اور نہ کوئی اس قسم کا معاہدہ ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ہے تو اس کی قطعی طور پر قانون میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری بھی تو بات سنیں کیونکہ لا منسٹر کے جواب پر میں نے بھی کچھ گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کی تحریک استحقاق سپیشل کمیٹی کے سپرد ہے اور اس کی رپورٹ آئے گی تو پھر اس کے بعد ہم اس House میں debate کر لیں گے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ابھی مدعا تک تو پہنچا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! آپ مدعا پہلے بیان کرتے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ C.M.I.T کے پاس دو ماہ پہلے انکوائری کے لئے گئی ہے۔ آپ آج رولنگ دیں کہ وہ کتنے وقت میں مکمل کر کے واپس اسمبلی کی اس سپیشل کمیٹی کے پاس بھیجے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس دوران اس ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری اور اس کے افسران نے اس agreement کے متعلق کیا کارروائی کی ہے؟ ان دو چیزوں کے متعلق آپ کی رولنگ چاہئے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اس بارے میں تو اس کی رپورٹ House میں آئے گی۔ یہ ساری رپورٹ آئے گی تو پھر اس کے بعد اس پر بحث ہو گی۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! C.M.I.T کو ٹائم نہیں دیں گے تو وہ دو سال تک ایسے ہی لٹکاتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: لا منسٹر صاحب! اس بارے میں کچھ بتائیں گے؟

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ رولنگ دیں کہ C.M.I.T اپنی رپورٹ دو ہفتے، ایک مہینہ کے اندر پیش کرے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں اس پر کیسے رولنگ دے سکتا ہوں؟ آپ ماشاءاللہ بات سمجھداری کی کر رہے ہیں۔ جب تک میں موقف نہ سنوں، کیسے رولنگ دے سکتا ہوں؟

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سانوں تے فیر ٹرک دی بتی دے مگر لا دتا اے۔ سابق اسمبلی میں بھی اس سے متعلقہ ایک تحریک آئی تھی اور وہ اپنی موت آپ مری تھی۔ مجھے ڈر ہے کہ ہم سب لوگ involved ہیں کہ اس تحریک کو ہم سرے تک پہنچانا ہی نہیں چاہتے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک پر بہت تفصیل سے کمیٹی نے کام کیا اس میں اتنے پیچیدہ موضوعات تھے کہ اس میں انجینئرنگ کے جو construction کے مسائل تھے وہ C.M.I.T کا Engineering Wing پوری research اور checking کے ساتھ کر سکتا تھا جو کہ ہمارے دائرہ اختیار سے زیادہ تھا اس لئے وہ C.M.I.T کو بھیج دیا گیا۔ اسی طرح جو اس contract کا operational حصہ تھا جس کے تحت سڑک کو چلایا جا رہا ہے contract کے اندر بے انتہا پیچیدگیاں تھیں جس کی رپورٹ C&W Department کے سیکرٹری کے through وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیج دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا وہ time limit case ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس پر بڑی انکوائری کی ضرورت ہے اور اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر وقت لگتا ہے، اگر چھوٹا سا معاملہ ہوتا تو ہم حل کر کے رپورٹ پیش کر دیتے۔

جناب سپیکر: آپ ان سے ٹائم کا پتا کر لیں کہ وہ کتنے عرصہ میں اس کو مکمل کر پائیں گے پھر آپ نے جناب میجر صاحب کو بتانا ہے۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

رانا محمد افضل خان: بہتر ہے۔ جناب!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری خواہش ہے کہ جتنا ہم نے اس contract پر محنت کی ہے اگر ہم اس سے آدھا وقت بھی Punjab Land Revenue(Amendment) پر لگا لیتے تو بہت بہتر ہوتا۔ اس وقت میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اپوزیشن میں ہم نے 2008-11-14 کو The Punjab Land Revenue(Amendment) Ordinance,2008 کو پنجاب اسمبلی کے rule 127 کے تحت disapproval کا نوٹس دیا تھا اور قواعد کے مطابق سات دن گزر چکے ہیں مگر اس نوٹس کو ابھی تک ایجنڈے پر نہیں لایا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ایجنڈے پر کیوں نہیں آیا؟ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو Constitution اور Rules of Procedure کے جو appropriate sections ہیں ان کو بھی پڑھ کر سنانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بعد میں مل لیں، میں آپ کو اس بارے میں تسلی کرا دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے سات دن گزر چکے ہیں۔

(اذان عصر)

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسرا صاحب! میرا جواب تو آ لینے دیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! کیا آپ نے میری بات سنی نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ آپ نے میری بات سن تو لی ہے لیکن سنی ان سنی کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شاید سمجھ نہ آئی ہو۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو یہ کہا تھا کہ میں آپ کو اس کے بارے میں بعد میں بتادوں گا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ ایجنڈا تو ایسے دھرے کا دھرا ہی رہ جائے گا اور یہ question hour ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ کی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ ہمارے colleague رانا عبدالرحمن صاحب نے جو بات کی ہے وہ بہت important اور valid point ہے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ اللہ اللہ کر کے ہماری اسمبلی کا اجلاس آتا ہے اور کچھ دنوں کے لئے اجلاس ہوتا ہے اس میں ہم جو points raise کرتے ہیں ان کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے کہ وہ کمیٹی کے سپرد ہو گئے ہیں، گفتاً، نشستاً، برخاستاً کا کام جاری ہے۔ ہم لوگ سنجیدہ انداز میں ہاؤس کو نہیں چلا رہے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اسی floor پر میں نے کھڑے ہو کر گزارش کی تھی، ہر بنس پورہ کا واقعہ اتنا اہم تھا اس پر جناب کی ruling موجود ہے کہ اس کے اوپر کمیٹی بنائی جائے۔ مجھے یہ بتادیں کہ آج تک اس کمیٹی کے ممبران announce ہوئے ہوں۔ اس کے بعد اسی floor پر کھڑے ہو کر یہ بات کی گئی کہ جو morning کا session ہوتا ہے اس کو evening میں کر دیا جائے۔ آپ نے اس پر پھر ruling دی کہ اس کو ہاؤس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم تو پہلے یہ چاہ رہے ہیں کہ کسی نہ کسی طریقے سے اسمبلی کے days کو بڑھایا جائے ہم لوگ اتنے problems کا شکار ہیں، ایک تو بیوروکریسی بیٹھی ہوئی ہمیں پریشان کرتی ہے اور اوپر سے ہمارے ہاؤس میں کام نہیں ہو رہا ہے۔ میں ان دونوں باتوں کی وضاحت چاہوں گا، جیسے میرے بھائی نے کہا یہ بالکل درست بات ہے کہ ہم ٹرک کی بتی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، ہمیں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ کو اگلے اجلاس میں جواب دے دیا جائے گا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ابھی تک جو کچھ کام ہو چکا ہے اور خاص طور پر جب آپ کی ruling موجود ہے تو پھر ابھی تک کام کیوں نہیں ہوا؟ مجھے اس کا جواب لے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جہاں تک بسرا صاحب کی بات کا تعلق ہے، آج ہی میں بحیثیت کنوینر کمیٹی چیک کرتا ہوں اس میں شاید ہم نے C.M.I.T کو ایک مہینے کا ٹائم دیا تھا۔ اگر اس میں time limit نہیں دی گئی تو آج ہی ہم ان کو ایک مہینے کا time limit کا letter لکھ دیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ دونوں کام لاء منسٹر کے ذمے لگے تھے اور ان دونوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میں اتنی اہم بات کو اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک اس بات کا جواب نہیں آجاتا۔

جناب سپیکر: مجھے آپ نہ پکڑیں، مہربانی کریں، آپ کا جواب آرہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جوہر بنس پورہ کے واقعہ سے متعلق گزارش کی ہے یا انہوں نے جو حکم فرمایا ہے تو اس واقعہ کی importance کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ جس دن انہوں نے point raise کیا تھا اس دن کے بعد یہ بیسیوں مرتبہ مجھے ملے اور اس کا انہوں نے کبھی بھی دوبارہ ذکر نہیں کیا۔ اب جو یہ فرمارہے ہیں کہ اجلاس صبح کے ٹائم رکھا جائے یا شام کے ٹائم رکھا جائے۔ اس سلسلے میں Business Advisory Committee میں بات ہوئی ہے، اس پر کوئی consensus نہیں بن سکا لہذا جس طرح سے اجلاس پہلے سے ہو رہا ہے کہ Monday کو جو first working day ہوتا ہے اس روز شام کو ہوتا ہے اور باقی days میں صبح کے ٹائم ہوتا ہے۔ اگر اس پر consensus ہو جاتا تو پھر ہم شام کو کر دیتے، اس پر گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چونکہ اس پر consensus نہیں ہو سکا اور بعض ممبران کا اس پر بڑا زور ہے کہ صبح کے وقت session ہونا بہتر ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ مجھے یہ بہت دفعہ ملا ہے لیکن اس نے یہ بات نہیں کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر قانون بہت competent ہیں، اس پر تو مجھے ملنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ ان کو satisfy کر دیں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ It is very serious subject اور میری humble submission یہ ہے کہ اس کو seriously take up کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ جب ٹائم آئے گا پھر آپ بات کر لینا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ہو گی، یہ اخبار میں ایک بہت اہم خبر ہے اور اس خبر کو پڑھنے کے بعد مجھ سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا اور نہ ہی کوئی اور کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ آج کے اخبار کے پہلے صفحہ پر شہ سرخی سے خبر شائع ہوئی ہے کہ ”جو جنوبی ایشیا کا نقشہ سامنے آیا ہے اور اسے تشہیر کیا گیا ہے اس میں افغانستان کے مقابلے میں پاکستان کو بہت چھوٹا دکھایا گیا ہے اور پاکستان کے ٹکڑے دکھائے گئے ہیں“۔ پاکستان ہے تو ہم ہیں اور یہ اسمبلیاں اور سارے استحقاقات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ذرا قومی اسمبلی والوں کو بھی request کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے ruling آنی چاہئے، مشترکہ قرارداد آنی چاہئے اور اس کے لئے ایک دن مختص کرنا چاہئے اور اس سے زیادہ کوئی اہم چیز نہیں کہ پاکستان کی سلامتی خطرے میں ہے اور پاکستان کتنی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا۔ مسلم لیگ کی حکومت جب کمزور ہوتی ہے اور حکومت میں نہیں ہوتی، تب یہ ملک دشمن عناصر اسی طرح strong ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پاکستان کے حصے اور ٹکڑے کرنے کی سازشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے سپیشل دن رکھا جائے اور اس سے زیادہ کوئی اور چیز اہم نہیں ہو سکتی ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ہزاروں اور لاکھوں قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا۔

جناب سپیکر: یہ خبر آپ نے اکیلے ہی نے پڑھی ہے یا کسی اور نے بھی پڑھی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ خبر قومی اخبار "جنگ" میں آئی ہے۔

جناب سپیکر: پھر یہ national level پر بات ہونی چاہئے۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟ میرے خیال میں یہ بات مناسب نہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ ہر پاکستانی کا مسئلہ ہے اور یہ ہر چپے چپے پر ایک ایک بچے اور بڑوں کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے ہماری اسمبلی کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے اور دیکھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ سے ruling کا مطالبہ کیا جا رہا ہے تو آپ اس پر کیا ruling دیں گے؟ میری گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے جو بات کی ہے اس سے اندازہ نہیں ہو سکا کہ یہ کہاں پر شائع ہوا، یہ کس نے کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ خبر "جنگ" اخبار میں آئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر اخبار میں آئی ہے تو دیکھیں، بات یہ ہے کہ اگر کسی نے یہ بیرون ملک ایسی حرکت کی ہے تو پھر اس طرح سے وہ ہر روز کوئی نہ کوئی بات کر کے ہمارے لئے مسئلہ بنائے رکھیں گے۔ بات یہ ہے کہ یہ کسی آدمی نے حرکت کی ہے اور اگر کسی لابی نے ہمیں پریشان کرنے کے لئے حرکت کی ہے تو ہمیں اس پر ذرا صبر اور ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنا چاہئے۔ اگر یہ ملک کے اندر کسی نے حرکت کی ہے تو اسے قومی سطح پر اٹھایا جائے گا، اگر وہ صوبہ پنجاب میں ہوئی ہے تو وہ آپ اس پر ruling دے سکتے ہیں، گورنمنٹ اس کا نوٹس لے سکتی ہے لیکن ابھی ان کی بات سن کر واضح نہیں ہوا۔ اگر یہ چاہتی ہیں تو اس کے متعلق ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور ہمیں پوری طرح سے یہ آگاہ کریں کہ یہ نقشہ کس نے شائع کیا ہے اور کہاں سے یہ بات آئی ہے، کون لوگ ہیں اور کون اس کے پیچھے ہیں تو پھر اس کے مطابق جو بھی ضروری ہوا، کارروائی کی جائے گی۔

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: ہراج صاحب آپ تشریف رکھیں! مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ رانا محمد اقبال خان! آپ اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 23 ہے۔

لاہور حلقہ پی پی-137 میں ڈویلپمنٹ سکیموں کی تفصیل

*23: **رانا محمد اقبال خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

حلقہ پی پی-137 لاہور میں 2000 سے 2008 تک کتنی ڈویلپمنٹ سکیمیں مکمل کی گئیں، حکومت کی ان سکیموں پر کل کتنی لاگت آئی، سکیم / علاقہ وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے نیز مذکورہ بالا حلقہ میں مزید کتنے منصوبے حکومت کے زیر غور ہیں علاقہ وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

حلقہ پی پی-137 لاہور میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کی زیر نگرانی ہونے والے منصوبہ جات اور زیر غور منصوبہ جات کی تفصیل۔

حلقہ پی پی-137 لاہور میں 2000 سے 2008 تک مکمل کئے گئے منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سکیم کا نام	تخمینہ لاگت	سال	کیفیت
1	تعمیر پنجاب ایمرجنسی سروسز سب اسٹیشن	-/1729100روپے	2005	کام مکمل ہے

حلقہ پی پی۔137 لاہور میں زیر غور وزیر تعمیر منصوبہ جات کی تفصیل:-

نمبر شمار	سکیم کا نام	تخمینہ لاگت	سال	کیفیت
1	تعمیر شفٹ انچارج روم مع باتھ ، ٹیوب ویل 2/1 کیوسک ،ٹربائن پمپ بمہ 20 ہارس پاور جنریٹر 40 کے - وی - اے ، اوور ہیڈ ریزروائیر آر سی سی 10000 گیلن انڈر گراؤنڈ واٹر سیوریج ٹینک 20000 گیلن بمقام شاہدرہ	-/5440000 روپے	2006-07	ریسکیو اتھارٹیز کی جانب سے سائٹ حوالے نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ پر کام شروع نہ ہو سکا ہے
2	تعمیر سڑک جڑانوالہ روڈ (بیگم کوٹ تا فیض پورا انٹرچینج لمبائی 0.79 کلو میٹر، ضلع شیخوپورہ	2182400 روپے	2006-07	کام مکمل ہے
3	تعمیر سڑک شاہدرہ چوک تا بیگم کوٹ لمبائی 2.10 کلو میٹر	132938000 روپے	2006-07	مین سڑک مکمل ہے تاہم سروس روڈ پر کام جاری ہے

جناب سپیکر: آپ اس کے جواب سے مطمئن ہیں؟

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ یہ نامکمل منصوبہ کب مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر انچارج!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں چار منصوبہ جات کا ذکر ہے۔ آپ بتائیں کہ کس کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں؟

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ایک نمبر کے متعلق۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ یہ ذہن میں رکھیں کہ یہ جو منصوبہ تھا یہ 54 لاکھ 44 ہزار رپے کا منصوبہ تھا اور اس کو 2006-07 میں منظور کیا گیا لیکن یہاں پر اس کی جو کیفیت ہے یہ آپ کے علم میں ہونی چاہئے کہ متعلقہ اتھارٹی کی جانب سے site حوالے نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ پر کام نہ ہو سکا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جب تک متعلقہ اتھارٹی جگہ نہیں دیتی تب تک ہم اس منصوبہ کو آگے نہیں چلا سکتے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ میں نے clear کر دیا ہے کہ ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہوا۔ جب اتھارٹی جگہ دے دے گی تو اس کے بعد

یہ کام ہو گا۔ اگر آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ رابطہ کر کے ہم اس کا ٹائم فریم دیں تو وہ آپ مجھے بتادیں، میں آپ کو ٹائم فریم دینے کے لئے تیار ہوں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ یہ بتادیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟ نہیں ہیں۔ dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال ہے میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 63 ہے۔

ڈنگہ، کھاریاں روڈ کو دورویہ بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*63: میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ڈنگہ کھاریاں روڈ کو دورویہ سڑک بنتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

(ب) اس کے اوپر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ج) اس سڑک کو مکمل ہونے میں کتنا عرصہ درکار ہے؟

(د) کیا اس سڑک پر جو کام ہو رہا ہے شیڈول کے مطابق ہے اور اگر کام تسلی بخش نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے، اگر اس میں ناقص مٹیریل استعمال ہو رہا ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ڈنگہ کھاریاں دورویہ سڑک کا کام مالی سال 2004-05 میں شروع ہوا تھا ماسوائے تین پلوں کے approaches سڑک کا کام مکمل ہو چکا ہے، سکیم 2007-08 میں un-funded میں ہو گئی۔

(ب) اس کی تعمیر پر اب تک مبلغ 256.116 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) صرف تین پلوں کی approaches کا کام باقی ہے کل سڑک کا ترمیم شدہ تخمینہ 265.641 ملین ہے یہ سکیم اے ڈی پی 09-2008 میں شامل ہے اور پچاس لاکھ روپے کی allocation کی گئی ہے ترمیم شدہ تخمینے کے مطابق بقایا فنڈز ملنے کے بعد تین ماہ کے عرصہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔

(د) کھاریاں ڈنگہ روڈ کی تعمیر کا کام فنڈز کی دستیابی کے مطابق جاری رہا متعلقہ عملہ کام کے معیار کو وقتاً فوقتاً چیک کرتا رہا ناقص میٹریل کے استعمال کی شکایت پر متعلقہ افسران کے خلاف انکوائری سپرنٹنڈنگ انجینئر پراونشل ہائی وے سرکل گوجرانوالہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے سوال نمبر 63 کے جواب جز (ج) میں یہ لکھا گیا ہے کہ ''صرف تین پلوں کی approaches کا کام باقی ہے۔ کل سڑک کا ترمیم شدہ تخمینہ 265.641 ملین ہے۔ یہ سکیم ADP 2008-09 میں شامل ہے اور 50 لاکھ روپے کی allocation کی گئی ہے۔ ترمیم شدہ تخمینہ کے مطابق بقایا فنڈ ملنے کے بعد تین ماہ کے عرصہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔ پہلے تو یہ سڑک انہی کے جواب کے مطابق 05-2004 میں شروع ہوئی ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ جو approaches ہیں 2009 میں بھی وہ بقایا رقم ملنے پر شروع کی جائیں گی اور تین ماہ کے بعد ہوں گی، اس کا کیا مطلب ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے خود ہی بتا دیا ہے کہ یہ تین پلوں کا جو مسئلہ ہے وہ ابھی التواء میں ہے۔ ان کے ساتھ جو سڑکات تھیں وہ مکمل ہو چکی ہیں، جیسے ہی پیسے کی allocation ہو گی اور 50 لاکھ اس پر مل چکا ہے اور 45 لاکھ 25 ہزار بقایا ہے، جیسے ہی وہ پیسا ملے گا تب یہ مکمل ہو سکتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کیا یہ پل مکمل ہو گئے ہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ابھی مکمل تو نہیں ہوئے لیکن یہ ہے کہ جب پیسے ملیں گے تب ہی مکمل ہوں گے، پیسوں کے بغیر تو مکمل نہیں ہو سکتے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پھر آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ پل مکمل ہو چکے ہیں، صرف approaches بقایا رہتی ہیں، یہ ہونی چاہئیں اگر وہ approaches مکمل نہیں ہوتیں تو پھر اس کا مقصد یہ ہے کہ گاڑیاں گریں گی، dual carriage way road ہے اور چار سال سے اس کا بقایا کام ہو رہا ہے اس کا یہ ذرا مجھے بتا دیں کہ کب تک مکمل جائے گی؟ اب تو اس میں کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! دیکھیں، یہ پیسے allocate ہونے کا معاملہ ہے، جیسے ہی یہ 45 لاکھ 25 ہزار مل جاتے ہیں تو یہ انشاء اللہ تین ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ پیسے کب ملیں گے؟ یہی تو مسئلہ ہے کہ پیسے ملنے چاہئیں اور سڑک مکمل ہونی چاہئے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ آپ بھی سمجھتے ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ پیسے جب ملتے ہیں تو وہ قسط وار ملتے ہیں یا مکمل ملتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ نے sanction کرنے ہوتے ہیں، یہ جیسے ہی آتے ہیں یا آپ اپنی ہمت سے کروالیں یا اس کو دوبارہ consider کروالیں تو جیسے پیسے مل جائیں گے تو اس کے بعد کام مکمل کر لیا جائے گا، نہیں تو next A.D.P میں آ جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ A.D.P کی اس سال کی سکیم ہے جس کے لئے 50 لاکھ روپے رکھے ہوئے ہیں اور بقایا رقم دینی ہے اور کام شروع ہونا ہے، یہ بتائیں کہ کب دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنے عرصے میں یہ پیسے مل جائیں گے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو صورتحال بتائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے جس طرح انہوں نے آج point out کیا ہے تو میں surety دیتا ہوں کہ میں آج ہی اس کے بارے میں 45 لاکھ روپے مہیا کرنے کے لئے بات کر کے ان کو کل تک بتادوں گا کہ یہ کب تک مکمل ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، کل تک یہ بتادیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ کی سڑک کا بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں اور آپ کا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 101 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

باب پاکستان کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*101: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا درست ہے کہ باب پاکستان کی تعمیر کی جارہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس جگہ باب پاکستان تعمیر کیا جارہا ہے وہ اراضی حکومت پنجاب کی ملکیتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کا فنڈ اس منصوبے پر خرچ کیا جارہا ہے؟

(د) اگر درج بالا اجزا کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے کس ادارے سے معاہدہ کیا ہے اور یہ منصوبہ کتنے عرصے میں مکمل ہو گا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

اگرچہ باب پاکستان کی تعمیر محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذمہ نہیں ہے تاہم متعلقہ پراجیکٹ مینیجر سے حاصل کردہ معلومات درج ذیل ہیں۔

(الف) درست ہے باب پاکستان کی تعمیر کی جارہی ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس منصوبے کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب نے 800 ملین برائے تعمیر عمارت اور 900 ملین برائے دیگر سہولیات کے زمرے میں مختص کئے ہیں۔

(د) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ باب پاکستان ٹرسٹ، پراجیکٹ سٹیرنگ بورڈ، نے ایم۔ایس۔ حسنین کوٹیکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ کو دیا ہے اور یہ منصوبہ مارچ 2010 میں مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے باب پاکستان کے حوالے سے یہ سوال کیا ہے۔یہ وہ جگہ ہے جہاں پر 1947 میں امرتسر اور مشرقی پنجاب سے مسلمان مہاجرین کی ایک بہت بڑی تعداد ہجرت کر کے یہاں پر آئی تھی اور یہاں پر پاکستان کا پہلا مہاجر کیمپ بنا تھا۔یہاں پر قائداعظم اور اس وقت کے اور بھی بڑے لیڈران تشریف لائے تھے۔قائداعظم کے ہاتھ کا لگا ہوا کتبہ آج بھی وہاں پر موجود ہے۔منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ باب پاکستان کی تعمیر محکمہ مواصلات اور تعمیرات کے ذمے نہیں ہے۔یہ ایک بہت بڑا عوامی پراجیکٹ، ایک بہت بڑا monument اور ایک تاریخ ساز جگہ ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت ان کے under اس کی development نہیں ہو رہی تو پھر اس کی executing agency کونسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس کی تعمیر کا کام باب پاکستان ٹرسٹ کے پاس ہے۔ پراجیکٹ سٹیرنگ بورڈ نے اس کا ٹھیکہ ایم ایس حسنین کو ٹیکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ کو دیا ہے اور یہ منصوبہ 2010 میں مکمل ہو جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ "یہ جگہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔ اس کے تمام فنڈز جو تقریباً 1700 ملین روپے بنتے ہیں وہ بھی حکومت پنجاب نے دیئے ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ حکومت پنجاب کو یہ پورا پراجیکٹ اپنی تحویل میں لینا چاہئے، حکومت پنجاب کو ہی اسے monitor کرنا چاہئے اور اس کی executing بھی حکومت پنجاب کو ہی کرنا چاہئے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! فاضل ممبر کی بات بالکل صحیح ہے۔ چونکہ زمین بھی حکومت پنجاب کی ہے اور 1700 ملین روپیہ بھی لگایا جا رہا ہے تو اگر حکومت پنجاب اس کو لینا چاہے اور قانون کے مطابق اسے pursue کرے تو ڈیپارٹمنٹ کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ حکومت پنجاب اس کو اپنی تحویل میں لے گی اور اس process کے لئے کوئی نہ کوئی time frame بھی دے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ حکومت کے نمائندے ہیں، آپ ہی بتائیں گے کہ آپ لینا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومت کا موقف کون بیان کرے گا؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں خود بات کر رہا ہوں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم لینے کے لئے تیار ہیں۔ قانون کے مطابق اسے proceed کرتے ہیں اور لینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں جی-اب آپ کی تسلی ہوئی ہے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ---

جناب سپیکر: جن کا سوال تھا ان کی تسلی ہو چکی-میرے خیال میں اب آپ تشریف رکھیں یا تو آپ سوال دیتے لہذا یہ مناسب نہیں لگتا کہ آپ مجھے آگے نہیں جانے دے رہے-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جب ایک سوال ایوان میں پیش ہوتا ہے تو پھر وہ ہاؤس کی ملکیت بن جاتا ہے-پھر ممبران کی صوابدید ہے کہ وہ اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں یا نہیں-

جناب سپیکر: آپ ایک ضمنی سوال کر لیں-

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس پر صرف وزیر صاحب کی وضاحت چاہوں گا کہ انھوں نے جواب میں لکھا ہے یہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذمہ نہیں ہے-کیا یہ اس کی وضاحت کریں گے کہ کیا اس کی monitoring کرنا اس محکمے کا prerogative نہیں ہے؟ یہ misallocation ہوئی ہے اور یہ سوال اس محکمے سے belong ہی نہیں کرتا اس لئے میں چاہوں گا کہ اس کی وضاحت کر دیں-میں اس سے related ہی دوسری یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی چیز ان کے ذمہ نہیں ہے---

جناب سپیکر: میں نے آپ کو ٹائم دیا، آپ نے بات کی-اب منسٹر صاحب اس بات کا جواب دیتے ہیں-

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک سوال کرنا چاہتی ہوں-

جناب سپیکر: نہیں-محترمہ! میں کہہ چکا ہوں لیکن افسوس ہے کہ---

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بجٹ جس میں ایک ارب 70 کروڑ روپے کی رقم مختص ہے کیا یہ صرف ایک سال کے لئے ہے یا مکمل منصوبے کے لئے ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ رقم پورے منصوبے کے لئے ہے-ہراج صاحب جو وضاحت مانگ رہے ہیں میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ پنجاب حکومت کی جگہ ہے اور پنجاب حکومت ہی اس کی تعمیرات پر 800 ملین اور

باقی سہولیات کے لئے 900 ملین لگا رہی ہے۔اگر پنجاب حکومت چاہتی ہے کہ وہ اسے لے لے اور جیسے ابھی ہاؤس میں یہ consensus build ہوا ہے تو پنجاب حکومت اس کو لینے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! On behalf of Punjab Government آپ کوئی تسلی بخش جواب دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں نے بتا دیا ہے کہ حکومت یہ لینے کے لئے تیار ہے اور اس پر قانونی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔معاملہ ختم ہوا۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے، کوئی تقریر نہیں ہونی چاہئے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! تقریر نہیں ہے۔باب پاکستان ایک ٹرسٹ ہے اور یہ 1892 کے ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوا ہے۔میں پچھلے چھ سال سے اس کے ساتھ منسلک ہوں۔

جناب سپیکر: 1892؟

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ 1892 کے سوسائٹی ایکٹ کے under رجسٹرڈ ہوا ہے۔یہ ایک ٹرسٹ ہے۔باقاعدہ اس کے بورڈ آف ممبرز ہیں جو اس ٹرسٹ کو چلا رہے ہیں۔ اس وقت حکومت پنجاب اسے finance کر رہی ہے اور پاکستان آرمی اسے بنا رہی ہے۔ باب پاکستان 115 ایکڑ ایریا پر بن رہا ہے۔اس کی ٹوٹل لاگت اڑھائی ارب روپے کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی طرح مہنگائی چلتی رہی تو یہ لاگت تین ارب روپے تک پہنچ سکتی ہے۔اگر کوئی معزز دوست باب پاکستان کے متعلق سوال کرنا چاہے تو میں جواب کے لئے تیار ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا یہ منسٹر ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ information منسٹر صاحب کے پاس ہونی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر: انھوں نے محرک کی تسلی کرادی ہے، اس کے بعد آپ کا حق نہیں بنتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہماری بھی تسلی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اس میں محرک کی تسلی ہو چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس سلسلے میں Rules of Procedure پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اگر آپ نے کچھ کہنا تھا تو اس پر سوال دیتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! باب پاکستان میرے حلقے میں بن رہا ہے اور یہ سابق دور میں (ق) لیگ کی حکومت نے فوج کے حوالے کیا تھا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس بارے میں rules کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ میں نے بھی یہ رولز پڑھے ہیں اور آپ بھی پڑھ رہے ہیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے لیکن میں اس بارے میں پہلے بتا چکا ہوں۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 112 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ شہر میں ریلوے کراسنگ پر نصب پھاٹک
کی بندش کا مسئلہ و دیگر تفصیل

*112: **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ سے گوجرانوالہ جانے والی سڑک پر شیخوپورہ شہر میں ریلوے کراسنگ موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ریلوے کراسنگ پر نصب پھاٹک اکثر بند رہتا ہے، پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے چند لمحوں میں ہی ریلوے کراسنگ پر دونوں اطراف ٹریفک کی لمبی لمبی لائنیں لگ جاتی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔

(ب) کسی حد تک درست ہے۔

(ج) یہ منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے پوچھا ہے کہ ''کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ سے گوجرانوالہ جانے والی سڑک پر شیخوپورہ شہر میں ریلوے کراسنگ موجود ہے؟'' انھوں نے جواب دیا ہے کہ ''یہ درست ہے۔'' انھوں نے میرے سوال کے جز (ب) کے بارے میں بھی کہا ہے کہ ''یہ درست ہے۔'' آگے میں نے ان سے پوچھا ہے کہ ''کیا حکومت متذکرہ ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟''

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں جن کے سوال کا جواب درست درست آرہا ہے اور کیا چاہئے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہی تو افسوس ہے کہ جواب غلط دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے انھیں بتایا ہے اور نشاندہی بھی میں نے ہی کی ہے کہ وہاں گھنٹوں تک لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں کیونکہ ریلوے کراسنگ شہر کے اندر سے گزرتی ہے۔ منسٹر صاحب نے یہ تو کہہ دیا ہے کہ میں یہ بات مانتا ہوں، یہ بھی مانتا ہوں کہ وہاں ٹریفک کی لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں۔ آگے میں نے پوچھا تھا کہ کیا حکومت وہاں پر عوام کی سہولت کے لئے اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو انھوں نے کہا ہے کہ یہ زیر غور نہیں ہے۔ میں نے یہی پوچھا ہے کہ یہ کیوں زیر غور نہیں ہے؟ اگر لاہور شہر میں ایک سڑک پر 15 under passes and overhead bridges بن سکتے ہیں تو شیخوپورہ میں جو کہ ایک تاریخی شہر ہے، جہاں عوام کو آنے جانے میں دقت ہے، جہاں گھنٹوں ٹریفک کی لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں وہاں پر overhead bridge بنانا کیوں مشکل ہے، اگر حکومت بنانا چاہتی ہے تو کب تک؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو حقائق تھے وہ ہم نے سامنے رکھے ہیں۔ جز (ج) میں انھوں نے پوچھا ہے کہ "آیا یہ منصوبہ زیر غور ہے یا نہیں؟" تو اس کے بارے میں بڑی وضاحت سے بتا دیا گیا ہے کہ یہ منصوبہ ابھی زیر غور نہیں ہے۔ محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہاں پر لمبی لمبی قطاریں ہیں جبکہ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر یقیناً اس حد تک لمبی لمبی قطاریں نہیں ہیں کہ جس سے بہت بڑی پریشانی کا سامنا ہو۔ بہر حال development تو چلتی رہتی ہے، یہ اس کو pursue کریں، حکومت بھی ان کے ساتھ ہے جیسے ہی funds دستیاب ہوں گے انشاء اللہ اس کو بنا دیا جائے گا۔ انھوں نے اپنے سوال میں صرف یہ پوچھا تھا کہ آیا یہ منصوبہ زیر غور ہے یا نہیں؟ تو اس کا ہم نے بتا دیا ہے کہ یہ زیر غور نہیں ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! وہاں میلوں کے حساب سے لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ ٹرین ابھی لاہور سے چلتی ہے تو پھاٹک بند کر دیا جاتا ہے۔ جب پھاٹک بند ہوتا ہے تو شیخوپورہ سے گوجرانوالہ جانے والی سڑک پر heavy traffic بھی چلتی ہے اور چھوٹی ٹریفک بھی چلتی ہے۔ وہاں گاڑیوں کی لمبی لمبی

لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی وہاں پر کوئی ایسی مشکل نہیں ہے کہ overhead bridge بنایا جائے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آسکی۔ وزیر صاحب کے نزدیک لاہور میں کون سی ایسی مشکلات ہیں کہ یہاں پر اتنے زیادہ overhead bridges اور under passes بنائے گئے ہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کسی ایک شہر کو کسی دوسرے شہر کے ساتھ compare کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ہم مل کر کوشش کریں گے کہ وہاں پر سروے کروالیا جائے اور اگر اس کی ضرورت ہے تو اگلے اے۔ڈی۔پی میں شامل کر کے اس کو بنوا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم سروے کروا لیتے ہیں اور اگر feasible ہوا تو ضرور بنوائیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! کب تک یہ سروے کروالیا جائے گا؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ایک ماہ کے اندر سروے کروالیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کہتے ہیں کہ ایک ماہ میں سروے کروالیا جائے گا۔ اس بات کو نوٹ کر لیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: وزیر صاحب نے on the floor of the House یقین دہانی کروائی ہے کہ ایک ماہ میں سروے کروالیا جائے گا۔ میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! سوال نمبر 145 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہڑپہ سٹیشن سے ہڑپہ شہر کو جانے والی سڑک کی تعمیر نو

*145: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہڑپہ سٹیشن سے ہڑپہ شہر کو جانے والی سڑک ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صدیوں پرانے اس تہذیبی ورثہ کو بیرون ممالک سے بھی وزیٹر دیکھنے آتے ہیں، سڑک ٹوٹی ہونے کی وجہ سے ان پر اثر پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک دورویہ از سر نو تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے اور سڑک ٹریفک کے بہاؤ کے لئے قابل استعمال ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس تہذیبی ورثہ کو دیکھنے کے لئے بیرون ملک سے سیاح آتے ہیں اس سڑک کی ہر طرح سے دیکھ بھال کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اب سڑک پر معمول کے مطابق ٹریفک رواں دواں ہے

(ج) اس سڑک کی بہتری کے لئے 5 کروڑ 5 لاکھ روپے کا تخمینہ مورخہ 27۔نومبر 2007 کو منظور کیا گیا تھا تاہم عدم دستیابی فنڈز کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "سڑک پر معمول کے مطابق ٹریفک رواں دواں ہے اور یہ سڑک قابل استعمال ہے۔" میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ آپ کا کبھی ملتان کی طرف چکر لگے تو آپ بائی پاس سے نہیں بلکہ ہڑپہ سٹیشن کی طرف سے جائیں تو پھر آپ کو احساس ہو گا کہ آیا یہ سڑک استعمال کے قابل ہے یا نہیں۔ ہڑپہ ہمارا ایک ثقافتی ورثہ ہے۔ یہ وادی سندھ کی تہذیب کا سب سے پرانا اور بڑا شہر ہے جو کہ 3500 قبل مسیح کا ہے۔ اس کے مدمقابل ٹیکسلا 500 قبل مسیح کا شہر ہے جس کو international

heritageمیں شامل کیا گیا ہے لیکن ہمارا ہڑپہ شہر ابھی تک ignoreہے،اس کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ سوال میں پوچھا گیا تھا کہ ''کیا حکومت اس سڑک کو دو رویہ از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟'' اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "اس سڑک کی بہتری کے لئے 5کروڑ5لاکھ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا تاہم عدم دستیابی فنڈز کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔" میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کے لئے ساڑھے چھ کروڑ روپے کا ٹینڈر لگ چکا ہے جو صرف اسی سڑک کو maintainکرنے کے لئے لگایا گیا ہے۔ میری التجا ہے کہ یہ سڑک انتہائی اہم ہے،اس کو one wayہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں،آپ مجھے وہاں visitکا فرما رہے ہیں،شاید کسی وقت میرا بھی ادھر گزر ہو لیکن آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے وزیر صاحب بھی اسی ضلع سے ہیں۔ انھوں نے تو اسے بخوبی دیکھا ہوگا۔ واقعی وہ ایک تاریخی مقام ہے لہذا وزیر صاحب کو اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس بات میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ایک تاریخی مقام ہے۔ فاضل دوست نے جو ابھی یہ کہا ہے کہ یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو اس کے دو حصے ہیں جن کو میں وضاحت سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی دو دن پہلے ہی وہاں سے ہو کر آیا ہوں۔ مجھے بخوبی اندازہ ہے کہ وہاں پر کیا پوزیشن ہے جس حصے کی معزز ممبر بات کر رہے ہیں اصل میں وہ حصہ main road ہے جس کو جی۔ٹی روڈ کہتے ہیں اور وہ این۔ایچ۔اے کے پاس ہے ، وہی اس کو maintainکرتی ہے۔ ہمارے ذمے وہ سڑک ہے جو کہ پھاٹک سے آگے ہڑپہ تک جاتی ہے۔اس کی maintenance یا اس کے problemsکے لئے ہم بندوبست کر رہے ہیں۔یہ بھی میرے علم میں ہے کہ انھوں نے ابھی کچھ فنڈز مرکزی حکومت سے لئے ہیں اور اس سلسلے میں ٹینڈر بھی ہوئے ہیں۔اب ان کا مطالبہ یہ ہے کہ آیا اس سڑک کو پنجاب حکومت دو رویہ کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟اس حوالے سے میں بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے یہ ساڑھے چھ کروڑ روپے کے ٹینڈر لگوا لیں،اس کے بعد بھی اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے گی تو ضرور اس بارے میں غور کیا جائے گا۔ قوی امید ہے کہ اس ٹینڈر کے بعد ان کا مسئلہ انشاءاللہ تعالیٰ حل ہو جائے گا۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بڑی مشکل سے چودھری شفیق صاحب آج ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں نے تو وزیر صاحب سے صرف اس ٹینڈر کے سلسلے میں پوچھنا ہے۔ انھوں نے جو جواب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ہمارے پاس funds دستیاب نہیں ہیں جس کی وجہ سے اس سڑک پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ دوسری طرف ہماری معلومات کے مطابق ٹینڈر لگ چکا ہے بلکہ ٹھیکیدار کو ٹینڈر مل چکا ہے۔ وزیر صاحب کے پاس مکمل رپورٹ ہونی چاہئے تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس funds نہیں ہیں تو پھر ٹینڈر کس لئے لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا یہ ٹینڈر آپ کے محکمہ کی طرف سے دیا گیا ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ انھوں نے وفاقی حکومت کی طرف سے funds کی allocation کروائی ہے۔ پنجاب حکومت نے funds کی دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کیا۔ 2007 میں اس کا 5 کروڑ اور 5 لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا لیکن funds نہ ہونے کی وجہ سے یہ نہیں بن سکی۔ اب انھوں نے وفاقی حکومت کی طرف سے funds allocate کروائے ہیں اور اسی پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: ملک ندیم کامران صاحب! چودھری شفیق صاحب کی بات کا جواب ابھی تک سامنے نہیں آسکا۔ وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ ٹینڈر آپ کے محکمہ کی طرف سے لگایا گیا ہے یا کسی اور کی طرف سے ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): میرے علم کے مطابق یہ ٹینڈر محکمہ مواصلات و تعمیرات کی طرف سے نہیں لگایا گیا لیکن اس کے باوجود میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو میں انشاء اللہ اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! یہ ٹینڈر اخبار میں announce ہو چکا ہے بلکہ یہ ٹینڈر پارٹیوں کو الاٹ بھی ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کس اتھارٹی نے یہ ٹینڈر float کیا ہے؟

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے کیا ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ٹینڈر پنجاب حکومت کی طرف سے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے float کیا ہے اور یہاں پر غلط جواب دیا گیا ہے تو جنھوں نے یہ غلط جواب دیا ہے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ اگر یہ غلط جواب دیا گیا ہے تو یہ قابل معافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری اسمبلی کے اندر وقفہ سوالات میں یہ مستقل ہو رہا ہے کہ جو بھی جواب آ رہے ہیں وہ غلط آ رہے ہیں جیسا کہ ابھی وزیر صاحب نے کہا ہے۔ اس معاملے میں سخت ایکشن لیا جائے اور اس صورتحال کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: جو غلط جواب دے گا اس کے خلاف ایکشن ہو گا۔ آپ اطمینان رکھیں، جو غلط جواب دے گا اس پر انشاء اللہ ضرور ایکشن ہو گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ سڑک واقعی ٹوٹی ہوئی ہے میں اس پر ہر ہفتے سفر کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے یہ قیمت بھی غلط لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ بات نہیں ہو رہی، بات تو ٹینڈر کی ہو رہی ہے۔ بات یہ ہو رہی ہے کہ آیا محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے ٹینڈر float کیا ہے یا نہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس ایکشن لینے کے لئے کوئی time limit کر دیں۔ پچھلے آٹھ مہینے سے غلط جواب آ رہے ہیں لیکن آج تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ایسا نہ کہیں۔ محکمہ والے ہمیں رپورٹ بھیجیں گے اور آپ کو بھی ضرور inform کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ چونکہ ہمارا ایک بہت ہی اہم ثقافتی ورثہ ہے۔ وہاں پر جانے کے لئے کیا کوئی نقشہ یا کوئی معلوماتی کتابچہ گورنمنٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ جو سیاح آ رہے ہیں ان کی proper رہنمائی ہو سکے اور اس ورثے سے ہماری حکومت کو زر مبادلہ بھی حاصل ہو سکے۔ کیا اس قسم کی تجاویزان کے زیر غور ہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! یہ بات اس سوال سے related نہیں ہے۔ آثار قدیمہ والے شاید اس کو pursue کرتے ہیں۔ اس کا نقشہ لگائیں یا کتابچہ چھاپیں، البتہ وہاں کی facilities جیسے وہاں پر سڑکات ہیں وہ ہمارے ذمہ ہیں اس کے لئے ہم کام کریں گے۔ اس کے علاوہ جو محترمہ بات کر رہی ہیں وہ تو آثار قدیمہ یا tourism والے کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 287۔

ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال کی جانب سے ترقیاتی سکیموں کے لئے ٹینڈر نوٹس

*287: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 28۔فروری 2008 کے ایک موقر روزنامہ میں ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال کی جانب سے 89 ترقیاتی سکیموں کے لئے شارٹ ٹینڈر نوٹس کا اشتہار دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 7۔دسمبر 2007 کو چیف سیکرٹری پنجاب کی جانب سے چٹھی جاری ہوئی تھی کہ کسی طرح کی بھی نئی سکیم کے لئے ٹینڈر پر پابندی لگائی جارہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال نے حکومت کے اعلیٰ افسران کی طرف سے واضح ہدایت و پابندی کے باوجود 13 کروڑ روپے کی 89 سکیموں کے لئے ٹینڈر پاس کئے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز کے پاس کردہ ٹینڈر ختم کر کے نئے سرے سے ٹینڈر نوٹس دینے کے بعد ٹینڈر پاس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 7۔دسمبر 2007 کو چیف سیکرٹری پنجاب کی جانب سے جو چٹھی جاری ہوئی تھی جس میں نئی سکیموں کے ٹینڈرز پر پابندی لگائی گئی تھی لیکن وہ صرف الیکشن تک محدود تھی لہذا جن 89 نمبر ٹینڈرز کا ذکر کیا گیا ہے وہ عام الیکشن کے بعد شائع اور وصول کئے گئے تھے جو کہ مذکورہ پابندی کی خلاف ورزی نہ ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگز ساہیوال کی الیکشن کمیشن کے نوٹیفکیشن کی ہدایت کی روشنی میں ٹینڈرز الیکشن مکمل ہونے کے بعد مورخہ 13-03-2008 کو وصول کئے، ٹینڈرز وصول ہونے کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ کی چٹھی کی کاپی (ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جو کہ دفتر ہذا کو مورخہ 22-03-2008 کو وصول ہوئی اور اسی طرح دوسری چٹھی جو مورخہ 19-03-2008 کو وصول ہوئی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کی رُو سے سکیمیں سیریل نمبر 1 تا 44 (44 عدد) کام کینسل کر دیئے گئے تھے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) باقی کام جن میں مرمت اور فارن ایڈڈ ورکس، sub projects of main project کے ٹینڈرز قانون کے مطابق پاس کر دیئے گئے ہیں۔

(د) 44 نئی سکیموں کے ٹینڈرز جو کہ مورخہ 22-03-2008 کو منسوخ کردیئے گئے تھے ان کے revised estimates نئے ریٹوں پر مکمل کرکے دوبارہ چٹھی نمبری 2838 مورخہ 10-09-2008 چٹھی نمبری 3834 مورخہ 10-09-2008، چٹھی نمبری 2894 مورخہ 17-09-2008 اور چٹھی نمبری 9152 مورخہ 17-09-2008 جمع کروادیئے ہیں جن کی منظوری کے بعد ٹینڈر دوبارہ طلب کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب سے میں almost مطمئن ہوں لیکن اس حوالے سے میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔ ایک جو انتہائی باعث تشویش بات ہے وہ یہ ہے کہ افسران واہلکاران ٹھیکیداروں سے کمیشن لیتے ہیں جس میں X.E.N صاحب کا 3 فیصد یا ایس ڈی او صاحب 4 فیصد کمیشن لیتے ہیں۔ اس مسئلے کو for ever ختم کرنے کے لئے حکومت کیا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں، جو بات بنتی ہے، ریکارڈ کا حصہ بنتی ہے وہ کوئی solid بات ہو جو آپ کے علم میں ہو particularly وہ بات کریں۔ سب کے لئے ایسی بات مناسب نہیں۔ وہ آپ کی بات کا جواب دیتے ہیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! یہ جو کمیشن کی بات کر رہی ہیں۔ پہلے انہوں نے خود ہی کہہ دیا ہے میں جواب سے مطمئن ہوں۔ اب صرف کمیشن کی بات رہ گئی ہے وہ آپ نے انہیں روک دیا ہے کہ کوئی specific بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ اس میں جو major cause ہے وہ صرف یہ ہے کہ کمیشن کھانے کا ہمارا ایک culture بن چکا ہے اور ہمارے رویوں میں یہ چیز شامل ہو چکی ہے۔ اس کا بھی کوئی ادراک ہونا چاہئے، اس کے لئے بھی کوئی تجاویز ہونی چاہئیں، اس پر بھی کوئی action ہونا چاہئے اور ہم کب تک اس system کے ساتھ چلتے رہیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف ان کو بتائیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے اس بات کی اجازت دے دی ہے تو اس پر پورے House کا consensus ہو سکتا ہے کہ کمیشن مافیا ختم ہونا چاہئے۔ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں اگر corruption کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے، اس کی انکوائری کروائی جاتی ہے اس کے خلاف action لیا جاتا ہے۔ اگر ہم فوری طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ایسا issue ہے جہاں پر ہمیں فوری طور پر react کرنے کی ضرورت ہے یا ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہے یہ ہمیں بتادیں ہم فوری طور پر اس پر کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں وزیر موصوف سے اور محکمے کے متعلقہ لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آیا پنجاب میں جتنی ہماری سڑکیں بن رہی ہیں کہ موسم کے لحاظ سے جو برسات ہوتی ہے ان کا بھی کوئی بندوبست کیا گیا ہے یا نہیں؟ کیونکہ پچھلے دور میں یہی ہوتا تھا کہ سڑکیں بن جاتی تھیں لیکن پانی کا نکاس نہیں ہوتا تھا تو میرا ان سے یہ ضمنی سوال ہے کہ ہمارا کروڑوں روپیہ اس طرح ضائع ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ بھی ہے کہ جو carpet سڑک بناتے ہیں اس میں اور عام تارکول والی سڑک ہے اس میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ اگر دوسری سڑک کو بنانا بند کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں اگر تھوڑا سا پانی جاتا ہے تو وہ سڑک ٹوٹ جاتی ہے۔ پورے پنجاب میں یہ قانون لاگو کر دیا جائے کہ جتنی بھی اب سڑکیں بنیں گی یا اندرون شہر گلیاں بنیں گی وہاں پر tuff tile لگائی جائے گی اور جتنے بھی main roads بنیں گے وہ carpeted roads بنیں گی۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! ان کا ضمنی سوال تو نہیں بنتا تھا بہر حال ان کی وضاحت کے لئے ضروری ہے۔ ویسے تو جس علاقے سے یہ تعلق رکھتے ہیں وہاں پر تو بارش کم ہی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں پر جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر پانی کے لئے بھی نالے بنائے جاتے ہیں اور اس کی نکاسی کا بھی بندوبست کیا

جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ خیال رکھنا پڑتا ہے کہ سڑکات کو بچانے کے لئے اور پیسے کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جہاں پر ایسی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے یا پانی کھڑا ہو سکتا ہے وہاں پر نکاسی آب کا طریق کار اپنایا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری شہباز احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 351۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں تعمیر کئے گئے انڈر پاسز کی تفصیلات

*351: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینال پر 2000 تا 2007 تک کچھ انڈر پاس تعمیر کئے گئے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کے نام اور ان پر لاگت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تمام انڈر پاس پوش آبادی والے علاقے کو نوازنے کے لئے بنائے گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مغل پورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کو تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے، کیا حکومت اس پر اوور ہیڈ برج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے

(ب) انڈر پاس کے نام اور لاگت درج ذیل ہے

مال روڈ انڈر پاس	154.551 ملین
شوکت علی روڈ انڈر پاس	103.732 ملین
ڈاکٹرز ہسپتال انڈر پاس	102.483 ملین

ایف سی کالج انڈر پاس	176.782 ملین
دھرم پورہ انڈر پاس	494.677 ملین
پنجاب یونیورسٹی ہاسٹل نمبر 2	90.332 ملین
پنجاب یونیورسٹی ہاسٹل نمبر 14	90.565 ملین
مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن انڈر پاس	267.375 ملین

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام انڈر پاس ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بنانے کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔

(د) مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج کا کوئی منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 2008-09 میں شامل نہ ہے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طلعت یعقوب: میرے سوال نمبر 351 کے جز (د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج کا کوئی منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

میرا اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا آج کل مغلپورہ ریلوے پھاٹک سے لے کر نہر تک اوور ہیڈ برج کی تعمیر جاری ہے یا حکومت جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کب تک جاری کرنے کا ارادہ ہے۔ شکریہ

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! تمام انڈر پاسز کے متعلق ان کی انکوائری تھی اس کے متعلق ہم نے ان کو مکمل معلومات دے دی ہیں۔ خاص طور پر مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج ۔۔۔

MR. SPEAKER: Order pleas. I request you order in the House.

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! اوور ہیڈ برج کا منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 09-2008 میں شامل نہ ہے۔ actually اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام اب F.W.O کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی information بھی ہمارے پاس نہیں

ہے کہ وہ وہاں پر کیا کر رہے ہیں اور کیا نہیں کر رہے؟ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کے سوال کا جواب تو پھر تسلی بخش نہیں ہے۔ اس طرح تو مناسب نہیں ہے۔ وہ آپ سے پوچھ رہی ہیں کہ یہاں کوئی اوور ہیڈ برج آپ بنانا چاہتے ہیں اور اگر بنانا چاہتے ہیں تو کب بنانا چاہتے ہیں اور کس طرح بنے گا کیا اس کا کوئی طریقہ ہے؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں نے بتا دیا ہے کہ اس کی جو planning ہو رہی ہے جو اس کو آگے بڑھانے کا معاملہ ہے وہ F.W.O کے تحت ہو رہا ہے۔ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ اس کی پوری رپورٹ ملنی چاہئے تو ہم F.W.O سے لے کر ان کو provide کر دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ طلعت یعقوب: جناب والا! مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ اوور ہیڈ برج جو تعمیر ہو رہا ہے اس کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ شور کی وجہ سے سننے نہیں دیا گیا۔ آپ نے کیا فرمایا ہے یا آپ نے اپنے سوال کا نمبر بولا ہے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب والا! میں نے ان سے پوچھا ہے کہ حکومت کب تک یہ اوور ہیڈ برج مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ mover ہیں، پہلے ان کے سوال کا جواب آنے دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ مغلپورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج کا کوئی بھی منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 09-2008 میں شامل نہیں ہے اس لئے اس پر کوئی حتمی تاریخ نہیں دی جا سکتی۔ اگر یہ حتمی تاریخ لینا چاہیں تو میں ان کو لے کر provide کر سکتا ہوں یا اس سلسلے میں fresh question کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے on the floor of the House یہ کہا ہے کہ F.W.O کو یہ contract دیا گیا ہے ۔کیا F.W.O پاکستان کی کوئی کمپنی ہے یا امریکہ کی ہے جس کے بارے میں وزیر موصوف کو information نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ on the floor of the House انہوں نے F.W.O کے متعلق بات کی ہے کہ ہمارے پاس کوئی information نہیں ہے، اس کی وجوہات بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! معزز رکن نے تو اس سوال میں کوئی information مانگی تھی اور نہ ہی provide کی گئی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انہوں نے F.W.O کو contract دیا ہے۔ F.W.O انڈیا، اسرائیل یا امریکہ کی کوئی کمپنی نہیں ہے کہ منسٹر صاحب کو کوئی information نہیں ہے یا ان کے ڈیپارٹمنٹ کو کوئی information نہیں ہے۔ وہ contractor ہیں، contract کی بات کریں کہ کب دیا، کس نے دیا، کیوں دیا، کن شرائط پر دیا؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے۔ معزز ممبر put کردیں، میں انہیں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انہوں نے خود ذکر کیا ہے۔ میں نے ذکر نہیں کیا، نہ اس question میں تھا۔ منسٹر صاحب نے خود کہا ہے۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ سب کو بھی پتا ہے۔ انہیں اس کی جو information چاہئے وہ میں provide کر دوں گا۔ انہوں نے اس سوال میں اس کی کوئی detail نہیں مانگی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ غلط بتا رہے ہیں یا تو یہ admit کریں کہ انہیں کسی چیز کی information نہیں ہے، ڈیپارٹمنٹ نے انہیں تیاری نہیں کروائی یا ڈیپارٹمنٹ سے انہیں chit

موصول نہیں ہوئی یا یہ بتائیں کہ انہوں نے جو خود فرمایا ہے وہ کیا contract ہے، کس کو دیا اور کیسے دیا؟

وزیر خوراک ، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس یہ information نہیں ہے جو یہ مانگ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال put کر دیں یا مجھے ٹائم دے دیں میں information لے کر انہیں provide کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! پچھلے پانچ چھ سالوں میں جو underpasses بنے ہیں ان میں سے ہر underpass corruption کا ایک شاہکار نمونہ ہے لیکن مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن under passes میں corruption کی کوئی انتہا کی گئی ہے۔ ان کا comparison دیکھیں تو مال روڈ پر 15 کروڑ، باقی 10/10/17/49 کروڑ اور اس پر 27 کروڑ خرچ کئے گئے ہیں۔ موجودہ حکومت جو کہ عوامی حکومت ہے اور عوام کے پیسے کا خیال رکھنا بھی اس کی ذمہ داری میں ہے تو میرے ضمنی سوال کا پہلا حصہ یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ اس پر proper inquiry کرانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ corrupt لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے؟ میرے ضمنی سوال کا دوسرا حصہ ہے کہ ring road پر تقریباً 70۔ارب روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے اور اربوں روپیہ underpasses پر خرچ ہو رہا ہے، کیا پنجاب لاہور سے 10 کلو میٹر کے بعد ختم ہو جاتا ہے، کیا دیہاتی علاقے اس پنجاب کا حصہ نہیں ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ supplementary question کریں۔ کیا کر رہے ہیں؟ Be relevant please. Be relevant.

MAJOR (R) ZULFIQAR ALI GONDAL: I need to speak for Punjabi people.

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب! آپ ضمنی سوال کا جواب دیں؟

وزیر صحت، خوراک اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں، یہ جو انہوں نے بتایا کہ مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن کا جو underpass ہے اس پر پیسے کیوں زیادہ لگے ہیں؟ تو جیسے آپ کو پتا ہے کہ construction بڑھ جاتی ہے اور یہ سب سے بعد میں بنایا گیا اور اس میں جو construction کی گئی اس کی length and requirement کے حساب سے اس کی جو value بنتی تھی اس کے مطابق یہ بنایا گیا، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی گھپلا ہوا ہے یا یہ زیادہ دیا گیا ہے تو اس کی انکوائری کی جا سکتی ہے، اس میں کوئی ایسی problem والی بات نہیں ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو ہم اس کی انکوائری کروا کر ان کو رپورٹ دے سکتے ہیں۔ دوسری جو انہوں نے بات کی ہے کہ لاہور سے 10 کلومیٹر کے بعد پنجاب ختم ہو جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اس کو آپ چھوڑ دیں۔ مزید supplementary اب اس پر نہیں۔ ایک منٹ باقی ہے، اس کے بعد question hour ختم ہو جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نماز کا وقفہ بھی کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جس نے نماز پڑھنی ہے، پڑھ لے۔ نماز پڑھنے سے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جب زرعی ٹیکس کا مسئلہ آیا تو تمام جاگیردار اکٹھے ہو گئے۔ جب خواتین کے فنڈز کا مسئلہ آتا ہے تو ایک عورت بھی اکٹھی نہیں ہوتی۔ اب ہمیں فنڈز تو ملنے نہیں، ہمارا تعمیرات سے تعلق کیا؟ کیا پتا فنڈ کہاں سے آیا اور کہاں چلا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب اپنے اپنے دلوں پر ہاتھ رکھیں اور question hour ختم ہو چکا۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور جی او آر-II کوارٹرز و کوٹھیوں کی مرمت کی تفصیلات

*352: محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی او آر II لاہور کے کوارٹروں اور کوٹھیوں کی مرمت کی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2003 سے 2007 تک کس کس کوارٹر / کوٹھی کی مرمت کی گئی اور اس پر کیا لاگت آئی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بیان کی جائے نیز ان میں رہائش پذیر آفیسران کے نام مع عہدہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ جی او آر II لاہور کے کوارٹروں اور کوٹھیوں کی مرمت کی گئی ہے۔

(ب) جن کوارٹروں / کوٹھیوں کی مرمت کی گئی ہے ان کی لاگت از سال 2003 تا 2007 بمعہ رہائش پذیر آفیسران کے نام مع عہدہ کی تفصیل ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے

حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں محکمہ کی اراضی پر ناجائز قبضہ

*388: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حویلی لکھا اوکاڑہ لاری اڈا ویگن سٹینڈ ہیڈ سلیمانکی روڈ سے لے کر شہیداں والا قبرستان تک سڑک کے ساتھ ساتھ محکمہ کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے زیر استعمال ہے؟

(ب) مذکورہ بالا سڑک کے ارد گرد محکمہ کی کتنی اراضی پر دکانیں تعمیر ہو چکی ہیں اور عرصہ دراز سے قابضین کے زیر استعمال ہیں؟

(ج) قابضین نے کس کی اجازت سے سرکاری اراضی پر دکانیں تعمیر کی ہیں اور تجاوزات قائم کی ہیں؟

(د) جن اہلکاران وافسران کی ملی بھگت سے یہ کام ہوا، ان کے عہدہ، نام اور موجودہ پوسٹنگ سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا متعلقہ انتظامیہ قابضین سے سرکاری اراضی کو واگزار کروانے اور تجاوزات کو ہٹانے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(و) کیا محکمہ کے جن اہلکاران وافسران نے سرکاری اراضی پر قبضہ کرنے کی اجازت دی ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ مال کے ریوینو ریکارڈ کے مطابق لاری اڈا ویگن سٹینڈ ہیڈ سلیمانکی روڈ سے سرحد موضع گیل سنگھ سڑک کی چوڑائی 77 ہے جبکہ موقع پر سڑک کا رقبہ 90 ہے اور سرحد گیل سنگھ سے چوک شہیداں تک ریوینو ریکارڈ کے مطابق سڑک کی چوڑائی "6-82 ہے جبکہ موقع پر سڑک کا رقبہ 90 ہے جس کے مطابق سڑک پر کوئی تجاوزات نہیں پائی گیئں (رپورٹ قانون گو لینڈ ایکوزیشن لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) مذکورہ بالا سڑک کے ارد گرد ریوینو ریکارڈ کے مطابق محکمہ کی اراضی پر کوئی دکان تعمیر نہ کی گئی ہے اور سڑک کی اراضی کسی کے استعمال میں نہیں ہے۔

(ج) -ایضاً-

(د) -ایضاً-

(ہ) -ایضاً-

(و) -ایضاً-

سنگھ پورہ لاہور چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ دربار تک
سڑک کی تعمیر نو

*408: **محترمہ نسیم لودھی:** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت سنگھ پورہ لاہور چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ دربار تک سڑک کی تعمیر کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ دربار تک سڑک کی تعمیر میں محکمے کو کن رکاوٹوں کا سامنا ہے، وجوہات بیان کی جائیں؟

(ج) چوک شوالہ تا گھوڑے شاہ روڈ کی تعمیر کن وجوہات کی بنا پر اب تک نہ کی جا سکی، اس کی تفصیلی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مذکورہ سڑک شوالہ چوک تا احسان ہسپتال تعمیر ہو چکی ہے جبکہ احسان ہسپتال سے گھوڑے شاہ چوک اور چمڑہ منڈی تک کام شروع کر دیا گیا ہے جو دسمبر 2008 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) کوئی رکاوٹ نہ ہے کیونکہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ج) جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے کہ چوک شوالہ سے احسان ہسپتال تک سڑک مکمل ہو چکی ہے اور احسان ہسپتال سے چمڑہ منڈی کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے جس کی منظوری 22 مئی 2008 کو دی گئی ہے۔

پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت کی تکمیل کا معاملہ

*430: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا؟

(ب) یہ کب مکمل ہو گا، اس پر مدوار کل کتنی رقم خرچ ہو گی؟

(ج) کیا وجہ ہے کہ یہ بلڈنگ آج تک مکمل نہیں ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پنجاب کی نئی بلڈنگ دو پراجیکٹ پر مشتمل ہے

(1) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ کا کام اگست 2005 میں شروع ہوا۔

(2) ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی کا کام اکتوبر 2005 میں شروع ہوا

(ب) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ کا کام 31-مارچ 2009 تک مکمل ہونے کی توقع ہے جبکہ ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی کا کام جون 2009 تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

تخمینہ لاگت عمارت ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ 1320.764 ملین روپے

تخمینہ لاگت عمارت ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی 1013.741 ملین روپے

(ج) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ

(I) ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ میں دوسری بیسمنٹ کا اضافہ اور پھر پنجاب اسمبلی کی ہاؤس کمیٹی کے اعتراض کی وجہ سے اس کام کا خاتمہ۔

(II) اضافی facilities کی وجہ سے سکیم کی دوبارہ منظوری۔

(III) ڈرائینگوں کی مرحلہ وار تیاری۔

(IV) سول کنٹریکٹر کے سست رفتار کام کی وجہ سے کام میں تاخیر ہوئی۔

اب امید ہے کہ ایڈیشنل اسمبلی کا کام 31-مارچ 2009 تک مکمل ہو جائے گا۔

ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی

(I) عمارت کے ڈیزائن میں تبدیلی

(II) گنبد چھت، فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

(III) اضافی سہولیات کی وجہ سے سکیم کی دوبارہ منظوری۔

(IV) سول کنٹریکٹر کے سست رفتار کام کی وجہ سے۔

امید ہے کہ بلڈنگ جون 2009 تک مکمل ہو جائے گی۔

لاہور نہر کنارے گلزار انڈر پاس کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*475: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور سے گزرنے والی نہر کنارے گلزار انڈر پاس کب تعمیر کیا گیا؟

(ب) یہ انڈر پاس کتنی لاگت سے بنا، کس ٹھکیدار کے ذریعے بنایا گیا اور اس ٹھکیدار سے جو تحریری معاہدہ کیا گیا، اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اب یہ انڈر پاس ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) حکومت ناقص تعمیر کرنے اور کلیئرنس سرٹیفیکٹ دینے والوں کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) گلزار انڈر پاس کی تعمیر کا زیادہ تر کام سال 08-2007 میں مکمل کیا گیا۔

(ب) انڈر پاس کی تعمیر پر اب تک 267 ملین روپیہ لاگت آئی ہے۔اس کا ٹھیکہ سعد اللہ خان اینڈ برادرز کو دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) تعمیر کا کام نیسپاک کے زیر نگرانی کیا گیا اور ٹھیکیدار کو صرف معیاری کام کی ادائیگی کی گئی ہے۔ٹھیکیدار کے ساتھ معاہدہ کی رو سے کسی قسم کی نقائص کی نشاندہی پر اس کی درستگی اس کے خرچہ پر کی جائے گی۔

لاہور تا فیصل آباد سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی کا نام، لاگت و دیگر تفصیلات

*558: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور، فیصل آباد سڑک کس کمپنی نے کتنی لاگت اور کتنے وقت میں مکمل کی؟

(ب) اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈرز جمع کروائے اور سڑک کی تعمیر کرنے والی کمپنی کو کس بنا پر ٹھیکہ دیا گیا؟

(ج) لاہور، فیصل آباد سڑک پر کل کتنے ٹول ٹیکس پوائنٹ ہیں اور ایک عام کار کو لاہور سے فیصل آباد جانے تک کتنا ٹیکس دینا پڑتا ہے لاہور فیصل آباد سڑک پر ٹول ٹیکس جمع کرنے والی کمپنی کا نام اور ٹھیکہ کا طریق کار کیا تھا اور اس ٹھیکہ میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا؟

(د) لاہور گوجرانوالہ سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی کو سڑک تعمیر کرنے کے لئے کتنا وقت دیا گیا تھا اور یہ اب تک مکمل کیوں نہیں ہوئی، تاخیر کی ذمہ دار کمپنی کے خلاف محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے، اگر نہیں کی تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دورویہ سڑک کی تعمیر بلڈ آپریٹ اور ٹرانسفر (B.O.T) کی بنیاد لیگو (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے کلی طور پر اپنے سرمائے سے کی ہے اور اس میں حکومت پنجاب یا کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی تعمیر پر 5.8۔ارب روپے لاگت آئی ہے۔ لیگو (پرائیویٹ) لمیٹیڈ 25 سال تک اس کی maintenance کرے گی جس میں دو مرتبہ Asphalt کی تہ بچھانا بھی شامل ہے۔ تخمینہ کے مطابق لیگو کمپنی کا تقریباً گیارہ ارب خرچ ہو گا۔ جو کہ کمپنی ٹول ٹیکس کی وصولی سے عرصہ معاہدہ میں پورا کرے گی۔ اس منصوبہ کی مدت تکمیل 36 ماہ تھی لیکن کمپنی نے اسے 29 ماہ کی مدت میں مکمل کر لیا جو کہ شاہراہوں کی تعمیر میں اپنی جگہ ایک ریکارڈ ہے۔ عموماً منصوبے بعد از میعاد ہی مکمل ہوتے ہیں۔

(ب) اس سڑک کی بلڈ آپریٹ اور ٹرانسفر (B.O.T) بنیاد پر تعمیر کے لئے محکمہ ہائی وے پنجاب نے اشتہار دیئے اور کمپنیوں نے bid میں حصہ لیا۔ لیگو کمپنی کو ٹھیکہ سب سے کم بولی (bid) وسیع تجربہ اور اعلیٰ مالی ساکھ کی بنا پر جو کہ کنسوریشم کی انفرادی کمپنیوں کو حاصل تھا کی بنیاد پر دیا گیا۔ شاہراہوں کی تعمیر میں فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن (F.W.O)، خالد

روُف اینڈ کمپنی، حبیب رفیق اینڈ کمپنی اور سچل انجینئر نگ مواصلاتی سیکٹر میں مایہ ناز ملکی کمپنیاں ہیں۔

(ج) اس سڑک پر مندرجہ ذیل جگھوں پر از روئے معاہدہ ٹول ٹیکس پوائنٹ تعمیر کئے گئے ہیں۔ کوٹ عبدالمالک، کدلتھی (شیخوپورہ) فیروز وٹواں، شاہ کوٹ، گٹ والا اس سڑک پر لاہور سے فیصل آباد سفر کرنے والی کار کو مبلغ -/88 روپے ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ٹول ٹیکس کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے۔چونکہ یہ بی او ٹی منصوبہ ہے۔جس پر تمام لاگت پرائیویٹ سیکٹر نے کی ہے۔لیفکو گورنمنٹ نوٹیفکیشن کے مطابق ٹول وصول کر رہی ہے۔ایف ڈبلیو او لیفکو کا lead partner ہے۔ایف ڈبلیو او کا موٹر وے اور جی ٹی روڈ پر الیکٹرانک ٹول وصولی کا وسیع تجربہ ہے۔اس سڑک پر بھی ایف ڈبلیو کو ٹول وصولی پر مامور کیا گیا ہے۔لیفکو ٹول وصولی کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

مریدکے شیخوپورہ روڈ کی تعمیر

*567: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) مریدکے شیخوپورہ روڈ کب تعمیر ہوئی، اس پر تخمینہ لاگت کیا تھا اور یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر ہیوی ٹریفک بھی چلتی ہے، کیا یہ روڈ ہیوی ٹریفک کے لئے موزوں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو ہیوی ٹریفک کے مطابق از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا حکومت لائٹ ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے کوئی فوری اقدامات بھی کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مرید کے شیخوپورہ روڈ آج سے تقریباً 18-19 سال پہلے دو کروڑ روپے کی لاگت سے دو سال میں مکمل ہوئی۔

(ب) درست ہے مذکورہ سڑک بھاری ٹریفک کے لئے موزوں ہے۔

(ج) سڑک عرصہ دراز پہلے تعمیر ہوئی تھی وقت کے ساتھ ساتھ سڑک پر دباؤ زیادہ ہونے کی وجہ سے سڑک کی سطح ہموار نہ رہی ہے سڑک آبادی کی حدود میں نکاسی آب نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہے۔

(د) موجودہ ٹریفک کو مدنظر رکھتے ہوئے سڑک کی اصلاح و کشادگی نہایت ضروری ہے جونہی گورنمنٹ منظوری دے گی سڑک کی تعمیر شروع کر دی جائے گی مزید برآں سڑک کے بڑے حصہ میں سالانہ مرمت ری سرفیسنگ سنگل کوٹ کر دی گئی ہے جس سے ٹریفک کو چلنے میں آسانی ہوئی ہے باقی ماندہ حصہ میں خصوصی مرمت کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں جونہی گرانٹ ملے گی اس حصہ کی بھی مرمت کر دی جائے گی۔

چک عمر سکھا لادھو کا سے اٹاری تحصیل دیپالپور تک سڑک کی تعمیر

*578: جناب شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک عمر سکھا لادھو کا سے اٹاری تحصیل دیپالپور میں سڑک منظور کی گئی تھی تو کب؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے لئے رقم بھی مختص کی گئی تھی تو کتنی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے لئے مٹی اور پتھر بھی ڈالا گیا تھا تو کتنے حصہ پر؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک اب تک نامکمل ہے بلکہ ادھوری چھوڑ دی گئی ہے اور عوام الناس مذکورہ سڑک سے استفادہ کرنے سے محروم ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک تاحال مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں نیز حکومت مذکورہ سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مذکورہ سڑک کی منظوری حکومت پنجاب نے بذریعہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات چٹھی نمبر SOH-IV/(C&W)1-5/94(Okara) مورخہ 03-08-1995 کے تحت دی۔

(ب) سڑک مذکورہ کے لئے فنڈز مبلغ 0.462 ملین سال 1995-96 میں مختص کئے گئے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ سال 1995-96 میں سڑک پر مٹی کا کام اور ایک کلومیٹر میں سب بیس کا کام کیا گیا تھا۔

(د) ہاں یہ درست ہے کہ سڑک ابھی نا مکمل ہے کیونکہ سڑک مذکورہ کا ٹھیکہ مبلغ 6062629/- روپے مورخہ 18-02-1996 کو دیا گیا سال 1995-96 میں مبلغ 0.462 ملین فنڈز مہیا کئے گئے تھے جو کہ اس سال خرچ ہو گئے مزید فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ٹھیکیدار نے کام بند کر دیا اور تاحال فنڈز میسر نہ ہو سکے۔

(ہ) مالی سال 1995-96 کے بعد سکیم ہذا unfunded ہو گئی جس کے لئے تا حال مزید فنڈز مہیا نہ کئے گئے مورخہ 14-08-2001 کو ضلعی حکومتیں قائم ہوئیں اور ضلعی حکومت اوکاڑہ نے بھی وسائل کی کمی کے باعث اب تک سڑک ہذا کے کوئی فنڈز مہیا نہ کئے ہیں اگر حکومت پنجاب سڑک کو مکمل کرنے کے لئے فنڈز مہیا کر دے تو سڑک کو مکمل کروا دیا جائے گا تاہم یہ معاملہ ضلعی حکومت کے علم میں بھی لایا جا رہا ہے۔

دریائے راوی پر سیدوالا ضلع ننکانہ صاحب
کے مقام پر پل کی تعمیر نو

*602: رائے محمد اسلم خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر سیدوالا ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر پل نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ حکومتوں میں مذکورہ پل کا سنگ بنیاد اور گرانٹ بھی رکھی گئی لیکن وہ نہ بن سکا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کی اہمیت کے پیش نظر اس کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر سیدوالا ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر پل نہ ہے-

(ب) یہ درست ہے کہ سابق حکومتوں میں مذکورہ پل کا سنگ بنیاد اور گرانٹ رکھی گئی لیکن وہ نہ بن سکا-

(ج) منصوبہ پل مذکورہ اور لنک روڈز جس کا تخمینہ لاگت 720.193 ملین بنتا ہے سال 2007-08 میں منظور ہوا تھا- لنک روڈ بطرف اوکاڑہ پر کام دسمبر 2007 میں شروع ہو چکا ہے پل کا ڈیزائن Bridge Directorate کر رہا ہے ڈیزائن مکمل ہونے پر تعمیر پل کا کام شروع کر دیا جائے گا-

لاہور سے جڑانوالہ دو رویہ سڑک کی تعمیر

*603: رائے محمد اسلم خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ دو رویہ سڑک کی تعمیر کافی دیر سے شروع ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ کب شروع ہوا اور اس کی تکمیل کب ہو گی اور اس کا تخمینہ لاگت کتنا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست ہے۔

(ب) لاہور جڑانوالہ دورویہ سڑک کا منصوبہ مانگٹانوالہ تا موڑ کھنڈا سیکشن (لمبائی 8.8 کلومیٹر) فروری 2007 میں شروع کیا گیا اور موڑ کھنڈا تا بچیکی سیکشن (لمبائی 12 کلومیٹر) جنوری 2006 میں شروع ہوا تھا دونوں سیکشن پر تقریباً 75 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ بقایا کام مالی سال 09-2008 میں مکمل ہو جائے گا اس دورویہ سڑک کا تخمینہ لاگت 577 ملین روپے ہے۔

چکوال پی پی۔23 داند اشاہ بلاول تالاوا سڑک کی تعمیر نو

*607: ملک محمد ظہور انور: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔23 میں داند اشاہ بلاول تالاوا سڑک کی تعمیر کے ضروری فنڈز سابق حکومت کے دور میں allocate کئے گئے تھے مگر مذکورہ سڑک کی تعمیر نامعلوم وجوہات کے باعث بند کر دی گئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایوان کو ان وجوہات سے آگاہ کرنے کو تیار ہے جس کی وجہ سے اس اہم منصوبہ پر مفاد عامہ کے برعکس کام بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مفاد عامہ کے اس اہم منصوبہ پر دوبارہ کام شروع کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ داند اشاہ بلاول تالاوا سڑک کے لئے مالی سال 08-2007 میں 4.440 ملین روپے فنڈز مختص کئے گئے تھے اور ٹھیکیدار کو یہ کام مبلغ 47.533 ملین روپے میں مورخہ 23-02-2008 کو الاٹ کیا گیا تھا لہذا ٹھیکیدار نے مختص شدہ فنڈز

کے مطابق موقع پر کام کر دیا ہے مزید کام فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے فنڈز کی دستیابی کے بعد موقع پر کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) نئے مالی سال 09-2008 میں اس منصوبہ کے فنڈز جاری نہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہے جونہی فنڈز دستیاب ہونگے اس منصوبے پر کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) جونہی فنڈز دستیاب ہونگے اس منصوبہ پر کام دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔

چکوال میں گول لاوا تا مورا موڑ سڑک کی تعمیر نو

*608: ملک محمد ظہور انور: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-23 میں گول لاوا تا مورا موڑ سڑک کی تعمیر کے لئے سابق حکومت میں حتمی طور پر منظوری ہو چکی ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر جزوی طور پر کام شروع ہو چکا ہے مگر کام کی progress قطعاً تسلی بخش نہیں ہے ؟

(ج) کیا حکومت یہ بتائے گی کہ منظور شدہ فنڈز کی کل مالیت کیا ہے، متعلقہ ٹھیکیدار کا نام اور پتا کیا ہے نیز ٹھیکیدار کے ساتھ شرائط معاہدہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے ؟

(د) حکومت اس سڑک پر کام کب تک دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر کوئی امر مانع ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مالی سال 09-2008 میں اس منصوبہ کو مبلغ 56.778 ملین روپے میں منظور کیا تھا مگر مارکیٹ ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے اس سکیم کا تخمینہ لاگت بڑھ کر مبلغ 60.328 ملین روپے ہو گیا تھا جو کہ دوبارہ منظوری کے لئے بھیجا گیا مگر مالی سال 09-2008 میں یہ سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے اس لئے منصوبہ پر مزید پیش رفت نہ ہو سکی۔

(ب) اس منصوبہ کا کام ابھی الاٹ ہی نہیں کیا گیا انتظامی منظوری اور مطلوبہ فنڈز دستیاب ہونے کے بعد منصوبہ کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا جائے گا۔

(ج) مالی سال 08-2007 میں مبلغ 0.070 ملین روپے مہیا کئے گئے تھے جس میں روڈ سروے کا کام مکمل کیا گیا تھا یہ کام ابھی تک کسی ٹھیکیدار کو الاٹ نہیں کیا گیا ہے۔

(د) ترمیمی منصوبہ منظوری کے لئے بھیجا ہوا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے جونہی یہ منصوبہ منظور ہو گا اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

فیروز وٹواں سے فیصل آباد لاہور روڈ سے منسلک سڑک کی تعمیر

*637: سید ابرار حسین شاہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ننکانہ صاحب براستہ جسلانی موڑ وار برٹن سے ہوتی ہوئی فیروز وٹواں سے فیصل آباد لاہور روڈ سے منسلک سڑک جو کہ تقریباً چار پانچ سال سے انتہائی خستہ حال ہے اور اب اس کا عالم یہ ہے کہ وہ ہر طرح کی ٹریفک کے لئے ناقابل استعمال ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ننکانہ صاحب سے لاہور چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ بھی بند ہو چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تین سال قبل مذکورہ سڑک کی از سر نو تعمیر شروع ہوئی تھی جس کے ٹھیکیدار نے تین سال میں تقریباً 28 کلو میٹر سڑک میں سے صرف چھ۔ کلو میٹر سڑک تعمیر کی ہے اور باقی تقریباً 22 کلو میٹر سڑک انتہائی خستہ حال پڑی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو جلد از جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا تین سال تک سڑک مکمل نہ ہونے پر ذمہ داران کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ننکانہ صاحب سے فیروز وٹواں براستہ وار برٹن سڑک 25.65 کلو میٹر کی کشادگی اور درستگی حکومت پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے مطابق کی جا رہی ہے یہ ترقیاتی سکیم

حکومت نے پرانی سڑک کی خستہ حالی کے پیش نظر 323 ملین روپے کی لاگت سے منظور کی اس سڑک پر پبلک ٹرانسپورٹ جاری ہے۔

(ب) سڑک کی انتظامی منظوری مالی سال 07-2006 میں مورخہ 2007-2-3 کو ہوئی اس سال فنڈ مختص نہ ہوئے مالی سال 08-2007 ملین روپے کے فنڈ مختص ہوئے جو سڑک کی کشادگی اور تعمیر نو پر استعمال کئے گئے اس وقت ننکانہ صاحب سے 10 کلومیٹر سڑک پر اسفالٹ کی تہہ بچھائی جاچکی ہے جبکہ باقی حصہ پر فیروز وٹواں کی طرف سے کام جاری ہے حکومت پنجاب نے رواں مالی سال میں 40 ملین روپے کے فنڈز مختص کئے ہیں جو سڑک کی تعمیر پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔

(ج) سڑک پر بمطابق دستیابی فنڈ کام جاری وساری ہے توقع ہے کہ مالی سال 09-2008 میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو رحیم یار خان منتقل کرنے کا مسئلہ

*638: میاں شفیع محمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا ایکسیئن آفس 2002 سے رحیم یار خان میں قائم تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دو سال سے مذکورہ دفتر کو ایک ایکسیئن کے ایماء پر پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ رحیم یار خان کے طور پر لاہور میں شفٹ کر دیا گیا ہے جس کے باعث عوام بے حد مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ایکسیئن آفس رحیم یار خان کو دوبارہ رحیم یار خان میں پہلے کی طرح جلد از جلد منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہیں کہ پراونشل بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کا ایکسیئن آفس 2002 سے رحیم یار خان میں قائم ہوا تھا یہ دفتر سیکرٹری مواصلات تعمیرات پنجاب نوٹیفکیشن نمبر

(Restrict(2004-2005/5-10(III&C (W- SHO مورخہ 14۔جولائی 2004 کے تحت رحیم یار خان میں قائم ہوا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ دفتر ایک ایکسیئن کی ایماء پر رحیم یار خان سے لاہور منتقل کیا گیا لاہور میں ایکسیئن کے دو دفاتر پہلے سے کام کر رہے تھے انکے پاس تعمیراتی کام کی کثرت تھی مذکورہ دفتر رحیم یار خان کے پاس تعمیراتی کام بہت تھا اس لئے بحکم جناب سیکرٹری مواصلات و تعمیرات پنجاب نوٹیفکیشن نمبر 32/2005- 3(II&C (W- SOB مورخہ 30۔جولائی 2005 کے تحت ایکسیئن آفس رحیم یار خان کو انتظامی بنیاد پر لاہور منتقل کیا گیا۔

(ج) جی ہاں، حکومت عنقریب ایکسیئن آفس رحیم یار خان کو دوبارہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

تحصیل چیچہ وطنی روڈ کی تعمیر نو

*670: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال کے حلقہ پی پی۔225 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تین سال کے دوران کتنی سڑکات تعمیر کی ہیں، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ڈی او سڑکات تحصیل چیچہ وطنی عرصہ تقریباً سات سال سے ایک ہی سٹیشن پر تعینات ہے نیز ایک ہی سٹیشن پر تعیناتی کی محکمانہ پالیسی کیا ہے؟

(ج) تحصیل چیچہ وطنی روڈ کو دورویہ کرنے میں کتنی لاگت آئی اور کس سال تیار کی گئی نیز کس محکمہ نے اسے تیار کیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی حالت اب ناگفتہ بہ ہے اور استعمال کے قابل نہ ہے، کیا حکومت دوبارہ اس کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس حلقہ میں تعمیر ہونے والی سڑکات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مسٹر محمد سعید سیال ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈز) مورخہ 06-11-2002 سے چیچہ وطنی میں تعینات ہے بمطابق گورنمنٹ ٹرانسفر پالیسی ایک سیٹ پر تعیناتی کا عرصہ تین سال کا ہوتا ہے۔

(ج) اس سڑک کی تعمیر کا تخمینہ لاگت مبلغ 18.221 ملین روپے ہے یہ سڑک 2005-06 میں مکمل ہوئی اس سڑک کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے فنڈز سے ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز ساہیوال نے تعمیر کروایا ہے۔

(د) اس سڑک کی ایک سائیڈ بالکل ٹھیک ہے جبکہ دوسری سائیڈ نیچی ہونے کی وجہ سے بارش کا پانی اس سڑک پر جمع ہو جاتا ہے اور ہیوی ٹریفک کے گزرنے کی وجہ سے بعض جگہ سڑک خراب ہو چکی ہے اپریل 2008 میں خصوصی مرمت کا ٹینڈر لگایا تھا جو کہ نہ ہو سکا لہذا فنڈز کی دستیابی پر، منظور ہونے پر دوبارہ ٹینڈر لگا دیا جائے گا۔

سوار محمد حسین شہید (نشان حیدر) روڈ
جاتلی تا داتا دربار بھٹ کی تعمیر نو

*675: شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سوار محمد حسین شہید (نشان حیدر) روڈ جاتلی تا داتا دربار بھٹ بری طرح خستہ حالی کا شکار ہے نیز یہ کہ مذکورہ روڈ بہت تنگ ہے؟

(ب) کیا مستقبل قریب میں حکومت اس سڑک کو بنانے اور چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ ضلعی حکومت کی سڑک ہے جس کی لمبائی 13 کلومیٹر ہے جس کی ابتدائی 4 کلومیٹر کی حالت خستہ ہے اس کی بحالی کا تخمینہ لاگت سال 2006-07 میں ضلعی حکومت کو بھجوا دیا گیا تھا تا حال اس کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی نہ ہوئی۔

(ب) تاحال ضلعی حکومت کی طرف سے ہدایات موصول نہ ہوئیں ہیں ہدایت موصول ہونے پر منظوری وفنڈز کی فراہمی پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

وحدت کالونی لاہور "اے" بلاک تا "ڈی" بلاک تک سروس روڈ کی تعمیر نو

*701: چودھری مونس الٰہی: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں "اے" بلاک تا "ڈی" بلاک تک کی سروس روڈ انتہائی خستہ حالت میں ہے، جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی پچھلے کئی سالوں سے نہ تو مرمت کی گئی ہے اور نہ اسے دوبارہ بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا مذکور بالا سروس روڈ میں پانی کے اخراج کے لئے سیوریج کا کوئی مناسب بندوبست ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہاں سیوریج سسٹم کب تک بن جائے گا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سروس روڈ کب تک نئی بنادی جائے گی اور اس کے سیوریج سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے کب تک فنڈز مختص کر دیئے جائیں گے؟ ایوان کو صحیح صورتحال کے بارے میں آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) سروس روڈ اچھی حالت میں ہے اور نہ ہی ٹوٹی پھوٹی ہے۔

(ب) سڑک اچھی حالت میں ہے اس لئے دوبارہ بنانے کی ابھی ضرورت نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے سروس روڈ جگہ جگہ ٹوٹی ہونے اور گڑھے پڑنے کے باعث بارش کا پانی کھڑا ہو جاتا ہے صرف ایک جگہ A-1 گھر کے سامنے سڑک کا لیول نیچا تھا جس کو صحیح کر دیا گیا ہے۔

(د) سروس روڈ کے پانی کا اخراج موجودہ سیوریج میں کیا جاتا ہے تاہم جب بہت زیادہ بارش ہو تو سیوریج کا تمام نظام پانی بھرنے کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے سڑکوں پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے جوں ہی سیوریج کے نظام کا لیول گرتا ہے سڑکوں کا پانی سیوریج میں بہہ جاتا ہے۔
جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے نہ تو سروس روڈ کو نئی بنیادوں پر بنانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی سیوریج سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے فنڈز مختص کرنے کی ضرورت ہے۔

ساہیوال تا چک موضع آڑاتلہ کی سڑک کی تعمیر نو

*709: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال تا چک موضع آڑاتلہ کی سڑک کا حصہ نئی آبادی محمد پور تا آڑاتلہ کی مرمت آخری دفعہ کس سال کی گئی؟

(ب) اگر کئی سالوں سے متذکرہ بالا حصہ کی مرمت نہ کی گئی تو اس کا ذمہ دار کون ہے محکمہ یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی اور سڑک کو چوڑا اور مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک ساہیوال تا آڑاتلہ کو ہائی وے سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس سڑک کی resurfacing سال 2004 میں کی گئی تھی۔

(ب) یہ سڑک محکمہ پراونشل ہائی وے نے تعمیر کی تھی اور ضلعی حکومت کی تشکیل کے بعد یہ ڈسٹرکٹ روڈز ساہیوال کے پاس منتقل ہو گئی ڈسٹرکٹ روڈز نے اس کی مرمت 2004 میں کی تھی۔

(ج) محکمہ ہائی وے کی yard stick کے مطابق تعمیر شدہ سڑک کی مرمت 4 سال بعد کی جاتی ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا سڑک کی مرمت کا ٹینڈر نومبر 2008 میں طلب کیا گیا ہے۔

(د) یہ رابطہ سڑک ہے جو کہ مختلف چکوک کو ملاتی ہے اگر حکومت اس کو محکمہ صوبائی ہائی وے کو منتقل کرنا چاہے تو دفتر ہذا کو کوئی اعتراض نہ ہے۔

ساہیوال تا آڑاتلہ روڈ اور نہر کی مرمت

*711: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں موجود سڑک ساہیوال تا آڑاتلہ جس کا تقریباً 4 کنال کا حصہ دریا برد ہو گیا تھا عرصہ سات آٹھ سال گزر جانے کے باوجود دوبارہ مرمت نہ کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے ساتھ سے گزرنے والی چھوٹی سی نہر کا بھی تقریباً 2 کنال کا حصہ زد میں آ گیا جس کی وجہ سے نہر کا پانی کسانوں کے لئے بند کر دیا گیا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو عوام کے لئے سڑک کا نہ بننا اور اتنے ہی عرصہ سے وہاں کے پورے علاقے کے تقریباً آٹھ دس دیہات کے لئے پانی کی بندش کے ذمہ دار کون ہیں کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ سڑک ضلع نظام کی تشکیل سے پہلے پراونشل ہائی وے نے تعمیر کروائی تھی مگر محکمہ ڈسٹرکٹ روڈز کو باقاعدہ طور پر منتقل نہ ہوئی ہے اب اس سڑک کے مذکورہ حصے کا تخمینہ لاگت لگا کر D.D.S.C منظوری کے لئے بھیجا جا رہا ہے منظور ہونے پر سڑک تعمیر کروا دی جائیگی۔

(ب) یہ سوال محکمہ انہار سے متعلقہ ہے۔

(ج) اس سڑک کا ریکارڈ منتقل نہ ہونے کی وجہ سے اور علاقہ ناظم کی طرف سے درخواست مرمت اور فنڈز مہیا نہ کرنے کی وجہ سے یہ سڑک تعطل کا شکار تھی اب یہ حصہ D.D.S.C سے منظوری اور فنڈز کی دستیابی کے بعد جلد ہی تعمیر و مرمت کروا دیا جائے گا۔

پی پی۔280 بہاولنگر کی سڑکوں کی تعمیر نو

*718: جناب آصف منظور موہل: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔280 بہاولنگر میں کون کون سی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ضلع بہاولنگر 2003 سے اب تک محکمہ ہائی وے نے کتنے منصوبہ جات مکمل کئے ہیں اور کتنے ابھی تک زیر تکمیل ہیں یہ منصوبے کب تک مکمل کر لئے جائیں گے؟

(د) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کتنی رقم سے یہ پایہ تکمیل کو پہنچے تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ منصوبہ جات ٹھیکیداروں نے معیار کے مطابق مکمل کئے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں اور ٹھیکیداروں کے ناموں، پتاجات سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ کو ان سڑکوں کی مرمت کے لئے تقریباً (44.881 ملین) فنڈز درکار ہیں فنڈز میسر ہونے کے بعد موسمی حالات مدنظر رکھتے ہوئے ان کاموں کو مکمل کرنے کے لئے 3 ماہ کا عرصہ درکار ہوگا تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 117 منصوبہ جات مکمل کر لئے ہیں اور 35 منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں جن کی تکمیل کے لئے (30.149 ملین) فنڈز درکار ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مطلوبہ فنڈ دستیاب ہونے کے بعد 3 ماہ میں یہ منصوبہ جات مکمل کئے جا سکتے ہیں۔

(د) ان منصوبہ جات کے لئے (125.565 ملین) رقم مختص کی گئی اور (117.450 ملین) رقم سے مکمل ہوئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ منصوبہ جات ٹھیکیداروں نے معیار کے مطابق مکمل کئے ہیں ٹھیکیداروں کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چشتیاں و بہاولنگر میں محکمہ ہائی وے کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*731: **جناب آصف منظور موہل:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2003 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے تحصیل چشتیاں و بہاولنگر میں کتنے منصوبہ جات مکمل کئے، علیحدہ علیحدہ تحصیل وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ٹھیکیداروں کو الاٹ کی گئی؟

(ج) ان منصوبہ جات کو کن ٹھیکیداروں نے مکمل کیا، ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے اور کیا ان ٹھیکیداروں نے کام وقت پر اور معیار کے مطابق کیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ٹھیکیداروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ان ٹھیکیداروں نے کام وقت پر اور معیار کے مطابق کیا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 523 براہ مہربانی pending فرمادیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اچھاجی، ٹھیک ہے۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ جھنگ بھکر روڈ جو under construction ہے آج سے 4 سال قبل ڈیڑھ بلین روپے کی خطیر رقم صرف۔۔۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ This is not point of order. No, I shall not allow you. آپ speech کرنا شروع کر دیتے ہیں This is not good. یہ میرا نہیں، اس معزز ہاؤس کا ٹائم ہے۔ یہ میری ذات کا ٹائم نہیں ہے kindly۔ (قطع کلامیاں)

نہیں، آپ تشریف رکھیں.Let us be relevant جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے اس دن لوکل گورنمنٹ کمیشن کی formation کے بارے میں ایک point اٹھایا تھا کہ اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی nominee کو appoint نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! بات سنیں۔ جب ہم تحاریک استحقاقات پر آئیں گے تو پھر بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق کی بات نہیں کر رہا۔ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا تھا میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ Minister for Local Government بطور Chairman Local Government Commission کو یہ خط لکھا گیا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ سپیکر صاحب کو بتانا چاہئے تھا۔ Mr. Speaker, Chief Secretary, Secretary to the Chief Minister, Secretary Local Government and Secretary Provincial Assembly ان سب کو اس کی کاپیاں گئی ہیں۔ 16۔اگست سے لے کر اب تک لیڈر آف دی اپوزیشن کا لوکل گورنمنٹ کمیشن کا جو nominee ہے اگر ان کی qualification پر کوئی اعتراض ہے یا کوئی اور اعتراض ہے تو وہ ضرور اس پر کریں، otherwise مہربانی کر کے اس کی notification کروا دیں تاکہ smooth working ہو سکے۔

جناب سپیکر: آپ انہیں جواب تو دینے دیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے وزیر بلدیات کو جو خط لکھا ہے اس کی کاپیاں سب کو بھیجی ہیں تو اس میں یہ نہیں تھی کہ آپ نے information یا کاپیاں نہیں بھیجیں کیونکہ کاپی بھیجنا اور چیز ہے اور سپیکر کے through اس نام کو بھیجنا اور چیز ہے۔ اس بات کی confusion تھی لیکن ہم اس بات کو اپنے طور پر resolve کر کے اس کا notification کر رہے ہیں۔ راجہ بشارت صاحب کا بطور ممبر notification کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، congratulations

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس کے لئے time limit بتا دیں کہ کب تک notification کر دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ notification within a weak ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ خوش ہیں؟ Thank you میجر صاحب! آج سارا دن آپ نے ہی لے جانا ہے؟

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 523 pending کر دیا جائے کیونکہ یہ عوامی نوعیت کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 523 pending ہوا۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 640 pending کیا جائے۔

MR. SPEAKER: Question No. 640 pended please.

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز کو لیتے ہیں۔ جی، جناب خلیل طاہر سندھو!

ایف سی کالج لاہور کے پروفیسر کا گھر میں قتل

جناب خلیل طاہر سندھو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 20۔نومبر 2008 کو ایف سی کالج لاہور کے سینئر پروفیسر خورشید عالم گل کو دو نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کرکے قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) دہشت گردی کے متذکرہ بدترین واقعہ کے درج مقدمہ میں کل کتنے ملزمان کو نامزد کیا گیا نیز تاحال کوئی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت صوبہ میں بڑھتے ہوئے جرائم اور بالخصوص قتل جیسی سنگین وارداتوں پر قابو پانے کے لئے عملی طور پر کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور و داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح ہے کہ:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مورخہ 2008-11-20 کو ایف سی کالج کے پروفیسر خورشید عالم گل کو دو نامعلوم اشخاص نے گھر میں گھس کر قتل کر دیا جس پر مقدمہ نمبر 1188/2008 مورخہ 2008-11-20 جرم 302/34 (ت پ) تھانہ گلبرگ لاہور درج رجسٹر ہوا۔

(ب) مقدمہ متذکرہ بالا میں ایک کس مسمی سموئیل کو نامزد کیا گیا ہے جس کے نام کے علاوہ دیگر کوئی معلومات نہ ہیں جبکہ ایک کس نامعلوم ملزم ہے جس کی تلاش و گرفتاری کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ سر دست کوئی گرفتاری نہ ہوئی ہے۔

(ج) بڑھتے ہوئے سنگین جرائم بالخصوص قتل جیسی سنگین واردات کے انسداد کے لئے ہر ممکن طریق کار عمل میں لایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں اپنے محترم معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایف سی کالج میں ایک سسٹم رکھا ہوا ہے کہ جو کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل داخل ہوتا ہے تو اس کا نمبر ان کے پاس محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس سے Investigation Agency کو کافی مفید معلومات ملی ہیں اور معاملہ کافی حد تک آگے بڑھا ہوا ہے۔ امید ہے کہ آنے والے چند دنوں میں ایک پروفیسر کے سفاکانہ قتل کے ملزمان کو پولیس گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائے گی لیکن سر دست تفصیلات پیش نہیں کی جا سکتیں بعد میں ایوان جب اور جیسے چاہے گا تفصیلات ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔ اس وقت ان کو راز میں رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ تفتیشی مراحل پر اثر نہ پڑے۔

جناب سپیکر: جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کا اور محترم وزیر قانون صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس معاملے پر گہری توجہ دی ہے۔

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا توجہ دلاؤ نوٹس الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

ننکانہ صاحب میں مدعی مقدمہ کی نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ہلاکت

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ننکانہ صاحب کے چک نمبر 4 گ ب میں تحفظ ختم نبوت پر مشتمل اشتہارات قادیانیوں نے پھاڑ ڈالے بلکہ ان کو پاؤں میں روند کر بے حرمتی بھی کی گئی؟

(ب) یہ بھی درست ہے کہ اس پر 20۔جون 2008 کو ملزمان ڈاکٹر اصغر خالد اور دیگر کے خلاف مقدمہ نمبر 08/351 درج ہوا جس میں تاحال صرف نامزد ملزم ڈاکٹر اصغر کو گرفتار کیا گیا ہے اور باقی ملزمان مسلح ہو کر علاقہ میں دندناتے رہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ مذکورہ واپس نہ لینے پر قادیانیوں نے مورخہ 11 ستمبر کی رات بوقت نماز تراویح گھر سے مسجد جاتے ہوئے مدعی مولانا غازی محمد مالک کو اندھادھند فائرنگ سے شہید کر دیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ بالا مقدمہ کے تمام ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور چالان ہو چکے ہیں نیز مولانا غازی محمد مالک کے قتل کا مقدمہ درج ہو چکا ہے تو کب اور اس میں نامزد ملزمان کو گرفتار کیا جا چکا ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں مزید یہ کہ حکومت مذکورہ بالا مقدمہ میں غفلت، لاپرواہی اور رشوت میں ملوث پولیس افسران کے خلاف مقدمہ درج کرنے اور محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون، پارلیمانی امور اور داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ضلع ننکانہ صاحب کے چک نمبر 4 گ ب میں ملزم ڈاکٹر اصغر کے کلینک کے باہر ختم نبوت کے بارے میں اشتہار لگایا گیا تھا جس کی بے حرمتی (اس میں بے حرمتی اشتہار پھاڑنے کی حد تک ہے پاؤں تلے روندنے والی بات نعوذ باللہ دوران تفتیش درست ثابت نہیں ہوئی) کے الزام میں مقدمہ نمبر 351/2008 مورخہ 20-6-2008 بجرم 295 (ت پ) تھانہ صدر ننکانہ درج کیا گیا۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ مدعی محمد مالک کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 351/2008 ملزمان ڈاکٹر اصغر، خالد، ندیم، راشد، ظفر اقبال معہ دیگر نو دس افراد کے خلاف درج کیا گیا جس میں ملزم ڈاکٹر اصغر کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے جوڈیشل بھجوایا گیا۔ ہر دو فریقین کی بالمشافہ گفتگو کروائی گئی۔ تفتیش کے عمل کے لئے ڈی ایس پی ننکانہ سرکل کی زیر نگرانی ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔ باقی ملزمان طاہر ندیم وغیرہ بعدالت جناب جہانگیر ایڈیشنل جج صاحب عبوری ضمانت پر تھے اس لئے ان کی گرفتاری التواء میں رکھی گئی ہے۔ یہ غلط اور بے بنیاد ہے کہ ملزمان مسلح ہو کر علاقے میں دندناتے پھر رہے ہیں کیونکہ علاقہ میں ان کے صرف چند گھر ہیں۔ مقدمہ مندرجہ بالا کے اندراج کے بعد وہ علاقہ چھوڑ چکے ہیں۔

(ج) مولانا غازی محمد مالک نماز تراویح کے لئے گھر سے مسجد جاتے ہوئے شہید ہوئے جس پر مقدمہ نمبر 618/2008 مورخہ 11-9-2008 جرم 149/148/302 (ت پ) تھانہ صدر ننکانہ ملزمان تاحال راشد، افتخار عشرت شاہ اور تین نامعلوم کے خلاف درج رجسٹرڈ ہوا ہے۔ دوران تفتیش ملزم نامزد ایف آئی آر کی گرفتاری التواء میں رکھی گئی تھی کہ مقدمہ نمبر 180/2008 بجرم 380 (ت پ) تھانہ صدر ننکانہ کا مجرم اشتہاری حسیب احمد ولد محمد شریف قوم آرائیں سکنہ چک نمبر 4 گ ب گرفتار ہوا جس نے دوران تفتیش انکشاف کیا کہ اس نے وقوعہ قتل ثاقب ولد منور قوم راجپوت سکنہ چک 4 کے کہنے پر اسد

ولد اسلم قوم راجپوت سے مل کر کیا ہے۔ملزم حسیب سے دوران ریمانڈ اسلحہ 30 بور برآمد کر کے علیحدہ مقدمہ درج کیا گیا ہے اور ملزم کو بعد حصول ریمانڈ حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔

(د) بقیہ جواب اوپر جزہائے (الف)،(ب) اور (ج) میں واضح ہو چکا ہے لیکن مقدمہ بالا میں تفتیشی افسران یا مقامی پولیس نے کسی قسم کی غفلت، لاپرواہی کی ہے اور نہ ہی رشوت ستانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لہذا کسی کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے ابھی ننکانہ صاحب میں رابطہ کیا ہے۔ پہلا مقدمہ جو اشتہار پھاڑنے کے متعلق ہے تو وہاں کے اہل علاقہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تفتیش میں بالکل اکٹھا نہیں کیا گیا اور ہم سے بالا بالا تفتیش مکمل کر کے ایک ملزم کو جیل میں ڈالا گیا ہے جبکہ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ اس وقت بھی آپ وہاں کے افسران یا کسی غیر جانبدار افسر کے ذمہ لگائیں جو علاقہ سے گواہی لے اور گواہی لینے کے بعد دوبارہ اس مقدمہ کی تفتیش کرے۔ جہاں تک دوسرے قتل کا مقدمہ ہے تو اس میں گزارش یہ ہے کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہ شہید مولانا غازی محمد مالک اپنے قتل سے چند دن پہلے D.P.O ننکانہ، D.S.P اور دیگر۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کے جز (د) کے متعلق گزارش یہ ہے کہ ملزمان جن کے بارے میں درخواست دی گئی ہے کہ ان کو شامل تفتیش کیا جائے اور ان کو نامزد کیا جائے۔ ان لوگوں نے مقتول کو قتل کی دھمکیاں دیں اور اس کی اطلاع انھوں نے D.P.O ننکانہ D.S.P اور متعلقہ تھانے کے انچارج کو دی ہے اور یہاں عجیب لطیفہ کیا گیا ہے کہ حسیب نامی آدمی جس کو چالان کیا گیا ہے وہ اس مقتول کا رشتہ دار ہے اور ان کا کسی جائیداد کے لین دین کا کوئی تنازعہ نہیں بنتا جبکہ اسی تھانہ کے انچارج نے مقدمہ نمبر 155C کے تحت ایک مقدمہ درج کیا ہے اور تفتیشی افسر کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے کہ تفتیشی افسر کی غفلت کی وجہ سے ندیم وغیرہ ملزمان نے محمد مالک کو

شہید کر دیا ہے۔ وہاں تھانے کے S.H.O خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ندیم وغیرہ نے غازی محمد مالک کو شہید کیا ہے اور یہاں کہتے ہیں کہ ہم نے تفتیش کی ہے یہ لوگ بے گناہ پائے گئے ہیں۔ بہر حال ننکانہ کے مسلمان اس تفتیش پر قطعاً مطمئن نہیں ہیں اور ان کا مطالبہ یہ ہے کہ از سر نو اس کی تفتیش کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چنیوٹی صاحب نے جو بات کی ہے کہ وہاں کے علاقہ کے مسلمانوں میں یہ تشویش پائی جاتی ہے کہ ان دونوں مقدمات کی تفتیش ان کی رائے کے مطابق صحیح طور پر نہیں ہوئی۔ میں مولانا صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ ان مقدمات کی تفتیش ایک دفعہ مقامی سطح پر ہو لینے دیں کیونکہ میرے علم میں وہاں کے متعلقہ ڈی پی او اور ڈی ایس پی ایک اچھی reputation کے حامل افسران ہیں۔ ایک کیس میں ان کی تفتیش مکمل ہو گئی ہے اور میرے خیال میں دوسرے کیس میں بھی جلد مکمل ہو جائے گی۔ جونہی ان کی اپنی رائے صفحہ مثل کے اوپر آ جاتی ہے تو اس کے بعد مولانا صاحب خود بھی مطمئن رہیں اور ننکانہ میں ہمارے مسلمان بھائیوں کو بھی آج on the floor of the House میری یقین دہانی کی بنیاد پر مطمئن کر دیں کہ اس مقدمے کی تفتیش range crime کے level پر جس دیانتدار آفیسر سے کہیں گے یا ایک سے زیادہ افسران کی ٹیم بنا کر کہیں گے تو ہم وہاں سے بھی ان دونوں مقدمات کی تفتیش کو re-verify کروا لیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ re-verify کا نتیجہ یقیناً مولانا الیاس چنیوٹی صاحب کو بھی اور ننکانہ کے بھائیوں کو بھی مطمئن کر دے گا۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بھٹی صاحب کا وہ حلقہ ہے اور وہ کھڑے ہیں۔ ان سے پہلے بات کر لیں پھر میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو وعدہ فرمایا ہے میں اس سے مطمئن ہوں اور اس بات سے agree کرتا ہوں کہ دوبارہ تفتیش کروائی جائے تو انشاء اللہ معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی اس طرف آتا ہوں۔ جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! چک نمبر 4 گ ب میرے حلقہ انتخاب پی پی۔172 میں موجود ہے اور یقیناً جب یہ واقعہ ہوا تو اس کے بعد کافی بے چینی اور کشید گی پائی جاتی تھی۔ میں بھی اس وقت یہی سمجھتا تھا کہ اگر عوام investigation سے مطمئن نہیں تو پھر کسی دوسری range میں اس کی investigation ہو جائے لیکن وزیر قانون صاحب نے اس کی پہلے ہی وضاحت کر دی ہے جس کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ مسئلہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح اس حوالے سے لاء منسٹر صاحب کی وضاحت بھی آ گئی ہے اور چنیوٹی صاحب بھی مطمئن ہو گئے ہیں تو جب تک اگلی تفتیش کا result سامنے نہیں آتا اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسرا صاحب!

وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ سیکرٹریز کو ایوان میں موجود ہونے اور اسمبلی اجلاس سہ پہر کے بعد منعقد کرنے کا مطالبہ

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس محکمے سے متعلق یہاں question hour ہوتا ہے تو ہماری بیوروکریسی کے طاقتور ہونے کا اندازہ لگائیں کہ ان کے سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر موجود نہیں ہوتے اور وہ میرے خیال میں ہمارے سوال و جواب کے لئے اپنے کسی دوسرے

افسران کو بھیج دیتے ہیں جن سے پوچھا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں کچھ کہا جا سکتا ہے لہذا میری یہ humble submission ہے کہ جس محکمے کے متعلق question hour ہو اس دن ان کا سیکرٹری ہر صورت میں یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔

میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے آنے سے پہلے یہ بات کئی دفعہ ہو چکی ہے کہ ہمارے اجلاس کو second time کیا جائے۔ آج لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس پر working کریں گے لیکن working کرتے کرتے اجلاس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور ہم لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ آپ بھی ماشاء اللہ سپیکر ہیں اور آپ کے پاس پورے جاہ و جلال کے ساتھ PA اور پورا عملہ بھی ہے، وزیروں کے بھی PA ہیں اور میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب ہماری اس لئے بات نہیں سنتے کیونکہ وہ منسٹر ہیں اور ہم MPAs ہیں۔ ہمارے پاس کوئی PA نہیں ہے اور ہم نے خود فائلیں لے کر سیکرٹریوں کے کمروں کے دھکے کھانے ہوتے ہیں۔ میری آپ سے humble submission ہے کہ فی الفور اس کو آج ہی take up کریں اور کل سے اجلاس دن کی بجائے شام 3 بجے شروع ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی بنی ہوئی ہے وہ ہاؤس کمیٹی ہے۔ چونکہ یہ ہاؤس کا matter ہے اس لئے ہم اس پر discuss کر کے انشاء اللہ تعالیٰ اسی اجلاس میں اس کا فیصلہ کریں گے اور اس کے اوپر بات بھی ہو رہی ہے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تحاریک استحقاق شروع کر کے پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): محکمے کے سیکرٹری کے حوالے سے تو بتایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساری باتیں discuss کر کے ہم اس کو یقینی بنائیں گے کیونکہ بنیادی طور پر ہوتا یہ ہے کہ اگر متعلقہ وزیر مطمئن ہیں جو representatives محکمے کی طرف سے جواب لے کر آرہے ہیں تو پھر ضرورت نہیں پڑتی لیکن ہم ان سے بات کر کے اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اٹھائیں گے اور پھر اس کو دیکھتے ہیں and we will make it sure شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کی ہے کہ جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس میں تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈرز موجود تھے، وہاں اس بات پر consensus نہیں ہو سکا کہ شام کو اجلاس بلایا جائے۔ کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ صبح کے ٹائم ہی ٹھیک ہے اور جس طرح سے first day جیسے آج ہے تو اس دن شام کو ہوتا ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو پھر یہ اپنے پارلیمانی لیڈر صاحب سے بات کریں اور اس کے بعد یہ معاملہ اٹھائیں۔ اگر وہاں پر decide ہو جائے تو گورنمنٹ کو اس بارے میں کوئی objection نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان سے بات ہو چکی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ شام کا اجلاس ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! آپ کے پارلیمانی لیڈر نے بیٹھ کر already ایک بات کی ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں پھر جس طرح decide ہو جائے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب و صدر مسلم لیگ (ن) میاں محمد شہباز شریف صاحب کو کامیاب دورہ چین کے بعد مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ ان کے دورہ چین سے دور رس نتائج برآمد ہوں گے۔ پنجاب میں ترقی کا نیا دور شروع ہوگا، عوام کو روزگار ملیں گے، معاشی ترقی ہوگی، چین سے تجارت بڑھے گی تو صوبہ میں پنجاب حکومت میاں محمد شہباز شریف کی قیادت سے چین کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پنجاب خوشحال اور ترقی یافتہ صوبہ بن جائے گا۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، علاؤالدین صاحب!

برٹش ہائی کمیشن ویزا سنٹر لاہور پر مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترم لاء منسٹر صاحب کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو ہم سبھی آج کل دیکھ رہے ہیں اور جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی اس میں فوری interference کی ضرورت ہے۔یہاں اسمبلی سے چند قدم کے فاصلے پر کوئینز روڈ پر British High Commission نے ویزے کے لئے ایک دفتر بنایا ہوا ہے جو 35ہزار فی آدمی وصول کرتے ہیں۔ کئی کئی فرلانگ لمبی لائن سڑک پر موجود ہوتی ہے، وہاں دھواں اور گردوغبار ہوتا ہے اور پاکستانی خواتین اور بچے 35ہزار روپیہ دے کر بھی سڑک پر رُل رہے ہیں جو حادثات کا موجب بھی بن سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستانیت کی تذلیل ہو رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ فوری طور پر ان کو کہا جائے کہ ان لوگوں کو اندر بٹھائیں اور صرف اتنے لوگوں کو بلائیں جتنے وہ entertain کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ڈبل شفٹ چلائیں۔ 35ہزار روپے لینے کے باوجود جس مظلومیت کی حالت میں ہم ان کو روزانہ دیکھتے ہیں لیکن آج واپڈا کے دفتر لیسکو تک لائن لگی ہوئی تھی خواتین چھوٹے چھوٹے بچے لے کر زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر آج آپ ایک ہدایت جاری کریں کہ وہ اتنے لوگوں کو بلائیں جن کو وہ اندر بٹھا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے پنجاب کے عوام کا ایک بہت بڑا مسئلہ اٹھایا ہے کیونکہ کہیں پر بھی اگر کوئی problem آ رہی ہے تو وہ اس ہاؤس کا کام ہے کہ وہ اس پر نظر رکھے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کے اوپر ان سے بات کریں اور پورا take up کریں اور پھر ہاؤس کو بھی بتایا جائے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب! جب آپ کی گزارش سننی تھی تو اس وقت آپ باہر چلے گئے تھے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اسمبلی کی timing کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو اسی حوالے سے میں نے گزارش کرنی تھی کہ timing کے حوالے سے جو بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی decide کرے اس میں نماز کے وقفے کو ضرور ensure کریں۔ آج تین بجے session شروع ہوا ہے تو درمیان میں عصر کی اذان آئی تھی تو ابھی تک کوئی وقفہ نہیں کیا گیا ہے اور ابھی دس منٹ میں مغرب کی اذان بھی آ جائے گی۔ اگر ہم تین بجے کا اجلاس کرتے ہیں تو اس کو ساڑھے تین کر دیں تاکہ ہم عصر کی نماز پڑھ کر ہی آئیں، اس کو لاء منسٹر صاحب ensure کر لیں گے لیکن نماز کے وقفے کو بھی ensure کیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

محترمہ شمسہ گوہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمسہ گوہر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یہاں اس ایوان میں جب بھی ہم کوئی سوال put کرتے ہیں تو اس کا almost answer تو آ جاتا ہے اور آخر میں یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ اس کی تفصیل ایوان کی میز پر موجود ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ جب ہم سوال put کرتے ہیں تو اس کے جواب کا تو ہمیں پتا ہوتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ایوان میں ہم لے کر آئیں اور ایوان اس پر بحث کرے اور عوام نے جو اپنے نمائندے یہاں پر بھیجے ہوئے ہیں وہ یہ جانیں کہ ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ اب میں نے last time جی او آر۔I اور اس وقت محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ نے جی او آر۔I، II کے بارے میں سوال کیا ہے کہ یہ کس کس آفیسر کے نام الاٹ ہیں اور ان کی تزئین و آرائش پر کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں تو بدقسمتی سے جواب دے دیا گیا ہے کہ وہ ایوان کی میز پر موجود ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ ایوان کی میز پر رکھنے کی بجائے آفیسرز کے نام declare کر دیئے جائیں اور جتنی رقم ہوتی ہے تو اس کے متعلق عوام کو پتا چلے کہ بیوروکریسی کس

طرح ملک کو چاٹ رہی ہے؟ خاص طور پر سابق دور میں جو صدارتی محل پر every one knows
کہ کتنا خرچہ ہوا ہے اور عوام کو یہ بھی پتا چلے کہ صدارتی محل تو تھا ہی تھا مگر جی او آر۔ I اور II میں بیٹھے
ہوئے آفیسرز بھی خود کو شاہ ہی سمجھتے ہیں اور انہوں نے بھی شاہی محل بنائے ہوئے ہیں اور ان پر کتنے
کتنے خرچے ہوتے ہیں اور کس کس طرح ہوتے ہیں وہ ایوان میں پیش کئے جائیں تاکہ ہم اس پر بحث
کر سکیں۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 26 سردار
شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور آج کے دن تک pending
تھی۔ جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متعلقہ آفیسر ڈی ڈی او آر تحصیل علی
پور کو بلا کر محرک کے ساتھ اس مسئلے کو resolve کرنا تھا، وہ آج آئے ہوئے ہیں تو اجلاس کی وجہ سے
مجھے کوئی ٹائم نہیں مل سکا۔ آپ اگر اس کو pending فرما دیں تو انشاءاللہ یہ مسئلہ حل کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق۔۔۔

چودھری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق اس دن ایوان کے سامنے پیش ہوئی تھی
اور آپ نے دو دن کا ٹائم دیا تھا۔ میرے خیال میں وہ ٹائم جمعرات اور جمعہ بنتا تھا لیکن سپیکر صاحب اس
دن ادھر بیٹھے تھے تو مجھے پتا تھا کہ آج میری تحریک کا نمبر نہیں ہے لیکن میری غیر حاضری میں میری
تحریک استحقاق کو جناب سپیکر نے dispose of کر دیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ میں دوبارہ
تحریک استحقاق لکھ کر دیتا ہوں تو اسے کل ایوان میں پیش کرنے کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔آپ کر دیں۔یہ تحریک استحقاق نمبر 33 جناب اللہ وسایا صاحب کی ہے، تشریف رکھتے ہیں؟ یہ پہلے بھی pending ہوئی تھی 22 تاریخ تک اور پھر اب 24 کے لئے pending ہوئی اور وہ آج بھی نہیں آئے تو اس سے لگتا ہے کہ he is not interested کیونکہ یہ دو دفعہ pending ہو چکی ہوئی ہے اس لئے this is disposed of اگلی تحریک استحقاق نمبر 34 جناب شاہ رخ ملک صاحب کی ہے۔جی، ملک صاحب!

ایس پی پٹرولنگ بہاولپور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

جناب شاہ رخ ملک: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 23-ستمبر 2008 کو ایس پی پٹرولنگ بہاولپور شوکت ملی کے دفتر میں عوامی مفاد عامہ کے سلسلے میں داخل ہوا۔ شوکت ملی ایس پی پٹرولنگ فون پر بات کر رہا تھا اور اس کے دو دوست اس کے ہمراہ دفتر میں بیٹھے تھے۔فون بند ہونے کے بعد میں نے اپنا تعارف کرایا تو ایس پی پٹرولنگ غصہ میں سیخ پا ہو گئے اور کہا کہ عید کے بعد آنا۔اس سے پہلے میرے پاس وقت نہ ہے۔عوام کے مسائل عید کے بعد حل ہوں گے۔میں نے دوبارہ گفتگو شروع کی تو موصوف نے کہا کہ مہربانی کر کے آپ دفتر سے چلے جاؤ اور عید سے پہلے میرے دفتر آنے کی ضرورت نہ ہے۔میں اپنے حلقے کے عوام کے کام کے سلسلہ میں گیا تھا۔آفیسر موصوف کے اس رویہ کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لامنسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر! اس تحریک کے موصول ہونے والے جواب میں متعلقہ آفیسر نے ایک اور ہی عجیب و غریب کہانی پیش کی ہے تو میں سمجھتا

ہوں کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہاں پر یہ معاملہ thrash out ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 40 رانا محمد اقبال خان صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

ٹی ایم او داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

رانا محمد اقبال خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حلقہ راوی ٹاؤن کی عوامی شکایات کے باعث محمد آمین مغل T.M.O (پلاننگ) کا تبادلہ داتا گنج بخش ٹاؤن ہو گیا۔ بعد ازاں کچھ ایام گزرنے کے بعد آفیسر موصوف کو داتا گنج بخش ٹاؤن سے ہٹا کر O.S.D بنا دیا گیا۔ T.M.O کے تبادلہ ہونے اور O.S.D بننے میں میرا کوئی کردار نہ ہے لیکن آفیسر موصوف نے اپنے تبادلہ ہونے اور OSD بننے کو میری ذات کے ساتھ منسلک کر دیا ہے اور میرے حلقہ کی عوام کے سامنے مجھے نازیبا الفاظ میں سخت برا بھلا کہا۔ آفیسر موصوف نے بات یہیں ختم نہیں کی بلکہ میری ذات پر مزید کیچڑ اچھالنے کے لئے مقامی اور موقر اخبارات میں بیان بازی کر کے کردار کشی کی۔ جس سے میری ساکھ اور میری شہرت کو نقصان پہنچا۔ آفیسر موصوف کی اس حرکت جو سرکاری ملازم ہونے کے باعث قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اخبارات میں بیان بازی کی۔ غیر شائستہ اور ناروا سلوک کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایم این اے میاں مرغوب احمد صاحب کے حوالے سے بھی انہوں نے کافی نازیبا الفاظ بولے ہیں تو مہربانی کر کے اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محکمہ کی طرف سے موصول ہونے والے جواب میں اس fact کو deny نہیں کر سکے اور یہ بات prima-facie درست ثابت ہوتی ہے کہ متعلقہ آفیسر نے اخبارات میں اس بات کو اچھالا ہے جس سے یقیناً معزز رکن کی ساکھ اور شہرت کو نقصان پہنچا ہے تو اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ وہاں پر اس معاملے کے بارے میں ان سے جواب لیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ بڑا اچھا gesture ہے کیونکہ ایک ایسا آفیسر اتنا head strong ہو گیا ہے کہ جو ہمارے منتخب نمائندوں کے خلاف اخبارات میں بھی بیان بازی کر رہا ہے تو یہ تحریک بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

نیٹو فورسز کے ہزاروں فوجیوں کی پاکستانی بارڈر پر تعیناتی سے پیدا ہونے والی صورتحال پر بغیر باری کے تحریک التوائے کار پیش کرنے کا مطالبہ

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! رات ٹی وی پر میں نے بھی دیکھا اور لوگوں نے بھی دیکھا ہو گا کہ امریکہ نیٹو فورسز کے ذریعے چار ہزار فوجی ہمارے بارڈر پر لے آیا ہے اور اس سے پہلے آپ کو پتا ہے کہ بنوں اور settled area میں بھی حملے شروع ہو چکے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں نے تحریک التوائے کار جمع کروادی ہے تو میری آپ سے اور لاء منسٹر صاحب سے استدعا ہے کہ اب حد ہو گئی ہے، اخیر ہو گئی ہے، اب ہم اس سے زیادہ کتنا چپ رہ سکتے ہیں؟ ہمارے ان areas میں بنوں، ڈی آئی خان میں rounds آ رہے ہیں، حملہ کر رہے ہیں اور لوگ مر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں

اجازت دیں اور میری تحریک التوائے کار نمبر 976 کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وارث کلو صاحب میرے قابل احترام بھائی ہیں اور جس issue پر وہ بات کرنا چاہ رہے ہیں یہ بڑا sensitive issue ہے۔ یہ پوری پاکستانی قوم کا issue ہے، پورے پاکستان کا issue ہے اور موجودہ حکومت اس پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی سیاست نہیں بنانی چاہئے۔ یہ صوبہ سرحد کا بڑا sensitive issue ہے۔ وفاقی حکومت، وزیراعظم پاکستان، آرمی چیف اور صدر پاکستان میں مکمل طور پر ہم آہنگی ہے اور وہ اس پر اقدامات کر رہے ہیں۔ ہماری وفاقی حکومت اس بارے میں اپنے بیانات بھی دے چکی ہے، وزیراعظم بھی کہہ چکے ہیں، پرسوں بھی آرمی چیف اور وزیراعظم کی اس issue پر ملاقات ہوئی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ایک تو یہ صوبہ سرحد کا issue ہے اور دوسرا پوری پاکستانی قوم اور پوری وفاقی حکومت اس sensitive issue پر اپنے اقدامات کر رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ ہو کیونکہ پاکستان اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہے نہ ہم کوئی جنگ لڑنے کی پوزیشن میں ہیں اور نہ معاشی طور پر اتنے مضبوط ہیں کہ کوئی جنگ afford کر سکیں اس لئے اس وقت بڑے سنبھلنے اور تحمل کی ضرورت ہے۔ ہم dialogue کے ذریعے کوشش کر رہے ہیں کہ ہم انہیں یہ باور کرائیں کہ اگر یہ dialogue کے ذریعے ہو یا پاکستانی فوج کرے گی تو یہ بہتر ہے۔ جس طریقے سے وہاں کیا جا رہا ہے ہمیں خود اس پر بہت اعتراض ہے، وفاقی حکومت کو بھی اس پر اعتراض ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو آپ pending رکھیں اور وفاقی حکومت کے اقدامات کو جو وہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو بات کی ہے کہ یہ صوبہ سرحد کا مسئلہ ہے، یہ غلط ہے یہ صرف صوبہ سرحد کا ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا معاملہ ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: طاہر صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں جب آپ کو floor دوں گا تب آپ بات کریں گے۔ اس وقت آپ تشریف رکھیں، کلو صاحب کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ This is no way to dictate the House پلیز، تشریف رکھیں۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جس طرح سینئر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے۔ بے شک اس کو pending فرما لیں لیکن میری دو معروضات ہیں۔ سینئر منسٹر نے فرمایا ہے کہ یہ صوبہ سرحد کا معاملہ ہے، ہمارے صوبہ پنجاب کا معاملہ نہیں ہے۔ ایک تو میرا اس پر reservation ہے کہ یہ پاکستان کی sovereignty کا معاملہ ہے، یہ پاکستان کی بقا کا معاملہ ہے، یہ صرف صوبہ سرحد کا نہیں بلکہ پورے پاکستان کا معاملہ ہے۔

میری دوسری عرض یہ ہے کہ جیسے سینئر منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہماری معاشی حالت بہتر نہیں ہے، ہم جنگ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور ہم کمزور ہیں۔ میرا اس پر شدید اختلاف ہے۔ جنگیں جو ہیں یہ معاشی حالات سے لڑی جاتی ہیں اور نہ طاقت دیکھ کر لڑی جاتی ہیں، جنگیں قوت ایمانی سے لڑی جاتی ہیں۔ افغانستان اور عراق کی معیشت ہم سے بھی بدتر تھی وہ آج تک لڑ رہے ہیں اور سالہا سال سے لڑ رہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ آج یہاں اس فورم سے ابتدا ہو اور پنجاب اسمبلی مرکز کو پیغام دے کہ ہم روکھی سوکھی کھا لیں گے لیکن اپنی قوت ایمانی کے بل بوتے پر، اگر پرویز مشرف نے کولن پاول کے ایک ٹیلیفون پر ہاں کی تھی تو اس کو آج تک ہم نے نہیں بخشا تو آج ہمیں چاہئے کہ ہم ڈٹ جائیں اور صرف اپنی طاقت اور قوت بازو نہ دیکھتے رہیں اور ادھر خود ہی سے اپنے آپ کو Who loses the hope, loses the game میں کہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں اپنی خارجہ پالیسی بدلنی پڑے گی اور یہ پیغام دینا پڑے گا کہ ہم معاشی طور پر کمزور ہیں اور نہ ہماری قوت بازو کمزور ہے۔ ہم اس وقت اس پوزیشن میں ہیں کہ لڑ سکتے ہیں۔ ہم اپنی مرکزی حکومت کے ساتھ ہیں اور اس کے ساتھ ڈٹ کر رہیں گے۔ ہماری افواج اور ہمارا یہ نیوکلیئر بم جس کی خاطر ہم نے نامعلوم

کتنی قربانیاں دی ہیں یہ آج کام نہیں آئے گا تو پھر کس وقت کام آئے گا؟ ہم نیٹو فورسز اور امریکہ کو support مہیا کر رہے ہیں خدارا! اسے ختم کریں، اپنی خارجہ پالیسی کو تبدیل کریں اور ڈٹ جائیں، کوئی بات نہیں مارنے اور بچانے والی اللہ پاک کی ذات ہے۔ شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے ایک اہم بات کرنی ہے وہ کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں بی بی! پہلے آپ بات کر لیں آپ کے بعد طاہر اقبال صاحب بات کر لیں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا نام بی بی نہیں ہے، میرا نام فوزیہ بہرام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا نام فوزیہ بہرام ہے میں جانتا ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی جس کا نمبر 14 ہے۔ میں ملک سے باہر تھی پیچھے سے میرے colleague نے اس کو ہاؤس میں pending کروایا تھا۔ اصولاً اس کو آج پہلے آجانا چاہئے تھا لیکن وہ نہیں آئی۔ آپ مہربانی فرما کر اس کو کل لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کل پہلی تحریک آپ کی ہو گی۔ جی، طاہر اقبال صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو موجودہ قیادت ہے اور جو موجودہ حکومت ہے جس طرح راجہ ریاض صاحب نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ اس کو سیاسی issue نہیں بنانا چاہئے۔ کسی بھی پارٹی اور کسی بھی فرد کو اسے سیاسی issue نہیں بنانا چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ جو ہمارے آزاد قبائل ہیں یہ محب وطن ہیں ان کی پاکستان کے ساتھ محبت لازوال ہے جس کو دیکھتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے ہم وہاں فوج نہیں لگائیں گے۔ ان کی پاکستان کے ساتھ بہت محبت ہے۔ جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں خواہ وہ افغانستان اور روس کی جنگ ہو، کشمیر کی جنگ ہو یا پاکستان اور انڈیا کی جنگ ہو انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں اور آج انہیں مارا جا رہا ہے۔ حکومت کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو ہمت دے، حوصلہ دے۔ جب ہمارے لیڈر کھڑے ہو کر یہ کہیں گے کہ ہمارے اندر لڑنے کی سکت نہیں ہے تو یہ کیسی بات ہے جسے لوگ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں اور سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس معاملے کو

serious لینا چاہئے اور یہ صرف صوبہ سرحد کا معاملہ نہیں بلکہ پورے پاکستان کا معاملہ ہے اور عالم اسلام کا معاملہ ہے۔ جس طرح مجھ سے پہلے کہا گیا کہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے، آ یٹمی طاقت ہے اور پاکستان نے پوری امت مسلمہ کی رہنمائی کرنی تھی، قیادت کرنی تھی اور آج ہمارے جو لیڈر اور حکمران ہیں وہ کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم لڑ نہیں سکتے اور ہماری معاشی پوزیشن صحیح نہیں ہے تو اس لئے اس معاملے پر واقعی تحریک التوائے کار بھی آنی چاہئے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ اس پر قرار داد بھی آنی چاہئے تاکہ یہ جو ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اسے بند ہونا چاہئے اور اس سے ہمارا ملک کمزور ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے کہا گیا کہ پرویز مشرف نے اگر بندے مارے ہیں تو اس نے بھی غلط کیا ہے۔ اس نے اس ملک کے ساتھ ظلم اور زیادتی کی ہے اور آج اگر جو آدمی کر رہا ہے وہ بھی اس ملک، مسلمانوں اور عالم اسلام کے ساتھ ظلم اور زیادتی کر رہا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ناکام بنائیں گے۔ بڑی مہربانی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں تحریک التوائے کار پر جتنی بحث ہونی چاہئے تھی اگر پیش ہو جاتی تو اس پر بھی اتنی ہی بحث ہوتی۔ دیکھیں! آج ہم نے زراعت کے لئے ٹائم رکھا ہوا ہے۔ یہ بہت بڑا اہم issue ہے۔ آج جو کلو صاحب نے point اٹھایا ہے یہ واقعی بہت بڑا issue ہے اور اس پر ہمارے جو جذبات ہیں وہ یہ کہ آج ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان کی سالمیت اور اسلام پر حملہ ہے۔ قومی اسمبلی سے ایک قرار داد منظور ہوئی تھی کہ فی الفور حملے بند ہونے چاہئیں تو سینئر منسٹر نے جو بات یہاں پر کی ہے اور کلو صاحب نے اس کے ساتھ agree کیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سینئر وزیر نے جو بات کی ہے، میں اپنے ساتھی جو اس side سے بولے ہیں ان کے لئے صرف ایک شعر عرض کروں گا کہ:

یاد ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

جناب سپیکر! میرے بھائی اس وقت یہ کہاں سوئے ہوئے تھے، اس وقت ہماری قومی غیرت کدھر گئی تھی؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ please آپ اس issue کو سیاسی نہ بنائیں۔ یہ ملکی استحکام اور ملکی سالمیت کا مسئلہ ہے۔ Let him talk and give you time جی، بلوچ صاحب!

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہوں گا کہ جو راجہ صاحب نے کہی ہے کہ قومی اسمبلی سے متفقہ قرارداد پاس کی گئی ہے اس میں تمام جماعتیں وہاں پر موجود تھیں، وہاں پر ہماری قوم نے متفقہ فیصلہ لے لیا ہے اور اب تمام پارٹیاں وہاں پر متفق ہیں۔ اب اس بات کو سیاسی issue بنانے کی بجائے اور ہمیں جذبات میں آنے کی بجائے، حوصلہ اور صبر کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور سب لوگوں کو بھی کہا جائے کہ نماز پڑھیں اور مغرب کی نماز کے لئے وقفہ کریں اور اس کے بعد اس پر سیر حاصل بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کافی دیر سے بلوچ صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں مفاد عامہ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں جس میں 8 کروڑ پنجاب کی عوام کا مسئلہ ہے اور اربوں روپے پنجاب کی عوام کے ضائع ہو رہے ہیں۔ یہ مسئلہ 8-کلب کا ہے، یہ اربوں روپے کی لاگت سے بنایا گیا تھا، اس کی آسائش پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! یہ already move ہوئی تھی لیکن سپیکر صاحب نے disallow کر دی ہے اور آپ کو پتا ہے کہ یہاں ہاؤس کے کچھ rules ہیں اس کے مطابق ادھر آ کر دوبارہ بات کر لیں اور پھر اس کے بعد اس کو ہاؤس کے اندر لائیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں rules پر عمل کروں گا لیکن میری صرف گزارش یہ ہے کہ اربوں روپے بچانے کے لئے اسے یونیورسٹی کے لئے کہا گیا تھا اور یونیورسٹی بھی نہ بن سکی۔ اب یہ کسی جماعت کا پیسا نہیں ہے۔ یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ اس پیسے کو بچایا جائے، عمارت خستہ حال ہو رہی ہے، مشینری ضائع ہو رہی ہے اور کمپیوٹر ضائع ہو رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہاں

پر سیکشن آفیسر سے لے کر ایڈیشنل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری، سب موجود ہیں، اس کو استعمال نہیں کیا گیا اور آٹھ کوٹھیاں کرائے پر لی گئی ہیں، ان آٹھ کوٹھیوں کا کرایہ علاوہ بوجھ پڑ رہا ہے اور عمارت خستہ حال علیحدہ ہو رہی ہے۔ اس کا کچھ کیا جائے۔ یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کا پیسا ہے اور اس کو بچایا جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میں نے ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار نمبر 947 جمع کرائی ہے اور جس کے بارے میں سپیکر صاحب سے گزارش کی تھی اور انہوں نے مجھے یہ کہا تھا کہ کل ہی اس کو لیں گے۔ آج چار دن ہو گئے ہیں، اس میں بہت سارے لاکھوں اور ہزاروں بچوں کے matric admissions کا معاملہ ہے۔ kindly اسے آج ہی take up کر لیا جائے، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! میں دیکھتا ہوں۔ جی، بہت سے ممبران کی یہاں پر خواہش ہے کہ نماز کے لئے وقفہ کیا جائے تو اب پندرہ منٹ نماز کے لئے نماز مغرب کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ تک اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 34 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں اراکین کی توجہ قواعد وضوابط انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 83(e) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ "ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں" چونکہ زراعت پر بحث کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔

1۔ تحریک التوائے کار نمبر 681/08، چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ) اور محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔

2۔ تحریک التوائے کار نمبر 903/08، سید حسن مرتضیٰ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری اور رانا بابر حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

3۔ تحریک التوائے کار نمبر 913/08، سردار خالد سلیم بھٹی کی طرف سے ہے۔

ان کے علاوہ باقی تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور وزیر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ وزراء کے حالات دیکھ لیں۔ اس وقت کوئی بھی منسٹر موجود نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب بھی نہیں ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! منسٹرز بدلیں۔

جناب سپیکر: میں نے پرسوں بھی یہ بات کی تھی، پرسوں سے میری مراد جس دن ہمارا working day تھا کہ یہ بات اگر میرے اختیار میں ہوتی تو بھٹی صاحب! شاید میں آپ کا نام پہلے ہی دے دیتا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس میں وزیر قانون بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی آ جاتے ہیں، ایک منٹ انتظار کیجئے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! چونکہ وزیر قانون صاحب موجود نہیں ہیں تو اس تحریک کو pending کر دیں یا پھر لاء منسٹر صاحب کو suspend کر دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر منسٹرز نہیں ہیں تو پھر ہاؤس کو adjourn کر دیتے ہیں کیونکہ منسٹرز کے بغیر تو ہاؤس چل نہیں پائے گا۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون ہاؤس میں تشریف لے آئے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، وزیر قانون صاحب آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب! آپ کے کہنے کی دیر تھی اور وہ آ گئے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: شکر ہے، پہنچ گئے ہیں ورنہ پانچ منٹ بعد suspend ہونے والے تھے۔
سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! رانا صاحب کو مبارک باد دیں کہ کیسی کیسی ہستیاں ان کا انتظار کر رہی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ میرے پاس تحریک التوائے کار نمبر 553/08۔
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!
محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں، یہ نامناسب الفاظ ہیں جو شاہ صاحب نے استعمال کئے ہیں۔ ہمارے سنیئر ہیں اور ہم ان کی بڑی عزت کرتے ہیں لیکن یہ نامناسب الفاظ ہیں جو انہوں نے استعمال کئے ہیں۔ ان کو براہ مہربانی کارروائی سے حذف کیا جائے۔
سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے کونسے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو خواتین بیٹھی ہیں first of all they are members. اور ممبر مذکر ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے مونث بننا ہے تو یہ خود بنیں ہم تو انہیں ممبر سمجھتے ہیں تو میں نے ممبر کی حیثیت سے بات کی ہے۔ میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ نہیں کہے۔ میں نے تو صرف یہی کہا ہے کہ ان کا انتظار ہو رہا ہے۔ پورا House انتظار کر رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں ممبر مذکر ہے۔
جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! ممبر مونث ہے یا مذکر، ممبر female ہے، male ہے؟
سید ناظم حسین شاہ: ممبر male ہو یا female ہو member is a member.
جناب سپیکر: محترمہ! شاہ صاحب سے میں ملتمس ہوں۔ (قطع کلامیاں)
جناب محمد اعجاز شفیع: ممبر مذکر ہے یا مونث اس پر رولنگ دے دیں۔
جناب سپیکر: اس پر میرے خیال میں رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! House میں کارروائی کے لئے تمام ہاؤس منسٹرز کا انتظار کرتا ہے۔یہ مناسب الفاظ ہیں۔اس قسم کی بات، یہ عجیب بحث ہے جس میں، میں جانا نہیں چاہتی اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ میرے status کے خلاف ہے کہ میں اس بحث میں پڑوں۔

جناب سپیکر: آپ کو مخاطب ہو کر انہوں نے نہیں کہا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ مناسب الفاظ تھے کہ تمام House انتظار کر رہا ہے۔یہ زیادہ مناسب الفاظ ہیں اور اس لئے میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس کو اس طرح سے کر لیں کہ House رانا صاحب کا انتظار کر رہا تھا۔رانا صاحب تشریف لے آئے ہیں۔باقی میرا خیال ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے تو یہی کہا ہے کہ کون کون سی ہستیاں ان کا انتظار کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پتا ہے۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH:I repeat it. I have the courage to say whatever I said it with full authority and I will not take it back.

جناب والا! یہ کون سی بات ہے۔ہم ایک بات کریں، دیکھیں میں نے ایک بات کہی ہے اور full authority کے ساتھ کہی ہے۔میں نے یہ لفظ کہے ہیں کہ کون کون سی ہستی؟ اگر کوئی خود اپنے آپ کو minimize کرتا ہے تو اس میں میرا قصور تو نہیں ہے۔وہ اپنے آپ کو خود minimize کر رہی ہیں، bracket کر رہی ہیں، میں نے تو کچھ نہیں کہا۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ایک بات تو ہے، انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔انہوں نے یہ کہا ہے کہ کیسی کیسی ہستیاں یا کون کون سی ہستیاں ان کا انتظار کر رہی ہیں، یہ بات کی ہے۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! میں اس بحث میں جانا نہیں چاہتی اور مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں اس قسم کی باتیں کر کے اخبار میں خبریں لگواؤں۔ میں issue کی طرف آنا چاہتی ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا اس دن بڑی تفصیل سے جواب دیا جا چکا ہے اور اس میں محترمہ نے جس ایک کمپنی الرحمان ٹریڈنگ کمپنی کا ذکر کیا تھا تو اس کے متعلق پولیس نے جو preliminary enquiry کی ہے ان کے مطابق وہ وہاں پر پراپرٹی کا کام کرتے ہیں۔ اگر ان کے پاس اس بارے میں کوئی ثبوت ہے یا ان کے پاس کوئی ایسا complainant ہے جو اس کے متعلق کوئی specific information دے سکے، مدعی بے شک نہ بنے complainant نہ بنے، صرف information دے سکے تو یہ مجھ تک پہنچا دیں۔ جس معاملے کی انہوں نے نشاندہی کی ہے یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اور ہم خود چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں اگر کوئی information مل سکے تو اس پر مزید کوئی کارروائی کی جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اس دن بھی وزیر قانون صاحب نے بہت تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دیا تھا۔ میں صرف ایک line کے اوپر آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ الرحمان ٹریڈنگ کمپنی نے اپنے لیٹر N.T.N نمبر کے تحت جو اس کے آگے دیا ہوا ہے۔ میں صرف وزیر قانون سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ جو N.T.N نمبر درج کیا گیا ہے کیا وہ ٹریڈنگ کمپنی کے بارے میں ہے یا builders کے بارے میں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو N.T.N نمبر ہے، جو انہوں نے اپنے لیٹر کے اوپر دیا ہے، میرا خیال ہے کہ شاید یہ income tax کا نمبر ہے۔ اس کی تفصیل جواب میں تو نہیں ہے کہ ان کی فرم یا وہ جو income tax ادا کر رہے ہوں گے وہاں پر انہوں نے property dealering کا آفس رکھا ہے یا نہیں رکھا لیکن اس سلسلے میں اگر محترمہ چاہتی ہیں تو اس کو دوبارہ کسی ذمہ دار آفیسر سے enquire کروالیا جاتا ہے کہ کیا کمپنی اس قسم کے معاملات میں ملوث تو نہیں ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہے کہ یا تو وہ اونچا بول لیا کریں یا پھر مائیک کو اونچا کرا لیں کیونکہ ہمیں بہت سارے لفظ سمجھ میں نہیں آتے۔ جب تک صحیح بات سمجھ نہ آئے تو اس وقت تک بات ہی نہیں ہو سکتی اور کچھ کہا نہیں جا سکتا اس لئے یہ اب ان کی مرضی ہے کہ وہ مائیک کو اوپر کروا لیں یا پھر ذرا اونچا بول لیں۔ The choice is with you, sir

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب کی بات سے مجھے مکمل اتفاق ہے لیکن انہوں نے دو option دیئے ہیں ایک تیسرا option یہ دے دیں کہ یا یہ آلہ خرید لیں۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ: کیا فرمایا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! شاہ صاحب کے اب دوبارہ پوچھنے پر میں اس option پر اور زیادہ fortify ہو گیا ہوں کہ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کے خرچہ پر شاہ صاحب کو ایک آلہ خرید کر دیں۔ (قہقہے)

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا آلہ تو صرف چھ سو روپے کا آتا ہے وہ میں خود بھی خرید کر سکتا ہوں مگر بات یہ ہے کہ میں نے حقیقت میں بات کی ہے وہ یہی ہے۔ آپ باقی ممبروں سے پوچھ لیں کہ کسی کو کوئی سمجھ آئی ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ دوست خوش گپیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے آپ بات کو مکمل طور پر سن نہیں سکتے۔ میرے خیال میں انہوں نے

categorically سب باتوں کا جواب دیا ہے، آپ نہیں سن پائے ہمیں اس بات کا افسوس ہے۔ جو آلے کی بات انہوں نے کی ہے تو وہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! نہیں وہ تو مناسب ہے۔ دیکھیں، یہاں کوئی ایسی بات نہیں، ہم کسی ایسے cell میں نہیں بیٹھے ہوئے، یہاں ایسی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں جہاں ہنسی مذاق بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی انسان چوبیس گھنٹے serious نہیں بیٹھ سکتا۔ انہوں نے جو آلے کی بات کی ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی میں نے اسے محسوس کیا ہے۔ میری گزارش پھر بھی جناب سپیکر یہی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ میں ذرا اونچا سنتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات نوٹ کر لی گئی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں اس سے agree کرتا ہوں۔ میں نے صرف یہی کہا ہے کہ یا تو یہ مائیک کو اوپر کروالیں یا ذرا اونچا بول لیں۔ باقی بھی ممبر حضرات بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: حضرت! انہوں نے آپ کی بات مان لی ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میں ایک تصحیح کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہاں پر یہ پوچھا جا رہا ہے کہ ایک N.T.N پر دو کاروبار کئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ میں محترمہ کے علم میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ N.T.N نمبر جو نیشنل ٹیکس نمبر ہے اس پر construction کا کام بھی کر سکتے ہیں اور trading بھی کر سکتے ہیں۔ اگر ان کے memorandum اور articles میں اس کی اجازت ہو۔ ایک کمپنی ایک N.T.N پر دو مختلف کاروبار کر سکتی ہے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں رانا صاحب کی مشکور ہوں کہ انہوں نے بات کو تفصیل سے بیان کیا۔ میرا ابھی یہی issue ہے، میں بھی یہی جاننا چاہتی ہوں۔ میں نے جو جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کے حوالے سے تحریک التوائے کار دی تھی کہ کیا یہ جو N.T.N نمبر دیا گیا ہے اس کو استعمال کر کے ایک ٹریڈنگ کمپنی کا اگر کاروبار کر رہے ہیں تو اس N.T.N نمبر کے تحت ہمیں پتا چل سکتا ہے

ٹریڈنگ کا کاروبار ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس کی assurance وزیر قانون صاحب نے دے دی ہے۔ ٹھیک ہے گورنمنٹ اس کو دوبارہ دیکھ لے کہ کیا اس نمبر کے تحت trading کا کوئی business ہو رہا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل درست ہے اور ہم اس معاملے کو دوبارہ enquire کروا لیتے ہیں اور ایک میں آپ سے یہ گزارش کروں کہ اس بارے میرا اور شاہ صاحب کا تو تجربہ ہے کہ جو پچھلا اجلاس اسمبلی کا گزرا ہے تو اس وقت بھی یہ problems پیش آتی تھیں کہ یہ جو ہمارا mike system ہے یہ قدرے درست نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ محترم شاہ صاحب ہمارے انتہائی سینئر ممبر ہیں تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ان کی سیٹ ہمارے کوئی ارد گرد کروا دیں۔ اگر پیپلز پارٹی والے دوست اس بات کا احساس کریں تو ان کی سیٹ میرے ساتھ بھی ہو سکتی ہے۔ کم از کم اگر وہ ہماری نہیں سنتے تو آپ اس بارے میں کچھ کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان پر کوئی پابندی نہیں ماسوائے اپوزیشن کے وہ جہاں مرضی بیٹھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شاہ صاحب کی سیٹ ادھر ہمارے ساتھ کر دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار کو press کرتی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں اس کو press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں نے ایک تحریک التوائے کار نمبر 947 آپ کی اجازت سے جمع کروائی تھی جو دو دن پہلے پیش ہونی تھی، پانچ دن ہو گئے ہیں۔ مہربانی فرما کر آج اجازت دے دیں۔ اس کا نمبر 947 ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! قاعدے کے مطابق چلنا ہوگا۔ میری یہ مجبوری ہے، میں کیا کروں؟ I am sorry

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! وہ قاعدہ بہت پرانا ہو گیا جو آپ نے پڑھا تھا۔ یہ میٹرک والے بچوں کا معاملہ ہے جن کی admission date ختم ہو رہی ہے۔ اگر ہم اسے اس کے بعد discuss کریں گے تو انہیں کوئی relief نہیں مل سکے گا تو میرے خیال میں پھر اس پر بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ نے اس دن وعدہ کیا تھا اور پھر ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی کہا۔ یہ اس نوعیت کا معاملہ ہے کہ admission date ختم ہونے سے پہلے take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! تحاریک التوائے کار کا ٹائم بڑا short ہے اور آپ کا نمبر بڑی دور ہے تو میں اس کو کیسے لے سکتا ہوں، یہ مجھے بتائیں؟ ہمارے قواعد مجھے اس کی اجازت نہیں دیتے، اس وجہ سے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔ یہ آپ کی discretion میں ہے کہ کوئی ایسی نوعیت کا معاملہ ہو مفاد عامہ کا مسئلہ ہو اور اسے آپ out of turn لینا چاہیں تو یہ آپ کی power میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے لئے مکمل طور پر پورا process کرنا پڑتا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! یہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی بھی معاملہ ایسا نہیں ہے جو مفاد عامہ کے خلاف ہو تو آپ کی مہربانی آپ نے پوائنٹ آف آرڈر بھی لے لیا، آپ نے اپنی بات بھی کر لی۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میں جناب سے اجازت طلب کر رہا ہوں اور یہ گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی تھی لیکن اب میں کیا کروں؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میٹرک کے سٹوڈنٹس آج کل admission جمع کرا رہے ہیں۔ اس میں سائنس کے طلباء کا admission privately نہیں لیا جا رہا اور فیڈرل بورڈ میں یہ admission جمع ہو رہے ہیں، صرف پنجاب کے سیکنڈری بورڈز میں یہ admission نہیں جمع ہو رہا جس کی وجہ سے عوام میں لوگوں میں بہت ساری

بے چینی ہے، نوجوانوں کا مستقبل داؤ پر لگا ہے۔ غریب نادار بچے جو privately اپنا admission دینا چاہتے ہیں اور اتنے capable ہیں کہ وہ پاس کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اجازت ملنی چاہئے۔ آپ اس پر کوئی ruling دیں تاکہ ان کا بھی admission لیا جائے جو کہ اس سے پہلے لیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! ابھی تک آپ نے اجازت دی نہیں لیکن انہوں نے اپنا معاملہ پیش بھی کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ All the grateful. یہ کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شوکت بھٹی صاحب نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں جس معاملے کا ذکر کیا ہے بظاہر تو یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل لگتا ہے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ انہیں پڑھنے کی اجازت دے دیں، اس کے اوپر کل متعلقہ محکمے سے جواب آ جائے گا۔ اگر میٹرک کے سٹوڈنٹس کی کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اسی لئے ہے کہ لوگوں کے مسائل کو دیکھ کر ان میں اگر کوئی بہتری آ سکے تو اس کو لائیں اس لئے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ انہیں پڑھنے کی اجازت دے دیں لیکن اس کا جواب کل پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ہاؤس کی sense لینی پڑے گی، ایسے تو نہیں ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب میں نے بات کی ہے اور اس کے ساتھ ہی خاموشی sense ہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ بیٹھی ہیں۔ ان سے یہ پوچھ لیں کہ انہیں رانا صاحب کی بات سمجھ آئی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ رانا صاحب اس کا اعتراف کریں کہ یہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ذرا اپنی جوانی دکھا کر بولیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: دیکھیں، انہوں نے میرا نام لیا ہے اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں explain کروں۔ رانا صاحب! میرا خیال ہے اس سیٹ میں کوئی problem ہے، یہاں سارے ہاؤس کی بات سمجھ آتی ہے آپ کی سمجھ نہیں آتی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

انٹرمیڈیٹ بورڈ راولپنڈی کا میٹرک پرائیویٹ سائنس کے طلباء کا امتحانی داخلہ لینے سے انکار

راجہ شوکت عزیز بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ فیڈرل سیکنڈری بورڈ تمام ہائی سکولوں کے میٹرک سائنس کے طلباء کے داخلے لے رہا ہے جبکہ راولپنڈی بورڈ نے میٹرک سائنس کے طالب علموں کے داخلے ان پرائیویٹ سکولوں اور طلباء سے لینے سے انکار کر دیا ہے جن کا بورڈ سے الحاق نہ ہے جب کہ ماضی میں کبھی بھی ایسی کوئی پالیسی نہ رہی ہے۔ اس طرح وہ تمام غریب، نادار میٹرک سائنس طلباء جو کہ کم فیس پر پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں یا اپنے طور پر گھر بیٹھے محنت کر کے بورڈ کا داخلہ بھجوا کر میٹرک کا امتحان دینا چاہتے ہیں وہ بورڈ کی اس پالیسی سے مزید تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں گے۔ بورڈ کے حالیہ اقدام سے نہ صرف سائنس کے طلباء اور ان کے والدین میں پریشانی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے بلکہ حکومت کے اس vision کو بھی سخت دھچکا لگا ہے کہ حکومت سکولوں میں بچوں کی enrolment بڑھائے گی اور صوبہ پنجاب میں تعلیم کے فروغ کو عام کیا جائے گا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! معزز ممبر نے تحریک پیش کرنے سے پہلے یہ کہا ہی نہیں ہے کہ تحریک out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کسی نے اس بات کو oppose نہیں کیا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی oppose نہ کریں، آپ کے لئے بہتر ہے۔ oppose نہ کرنا آپ کے فائدے میں ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس میں فیڈرل گورنمنٹ نے قومی اسمبلی میں پنجاب پولیس کے بارے میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس میں جناب نے فرمایا تھا کہ میں خود بھی سپیکر صاحبہ سے بات کروں گا تو میں چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا وقت کم ہوتا ہے اور یہاں پوائنٹ آف آرڈر چلتے رہتے ہیں تو میری یہ تحاریک التوائے کار بھی رہ جائیں گی اور آگے بھی کوئی ضروری issues ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس پر فرمادیں کہ آپ نے بات کی ہے یا کیا بات ہوئی ہے because آپ custodian of the House ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمارے معاملات میں from the National Assembly penetration ہے تو آپ بتادیں کہ اس پر کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جو نکتہ آپ نے اٹھایا ہے میرا خیال ہے اس دن ٹی وی پر بھی اس کے بارے میں ticket چل رہے تھے تو میں نے بھی محترمہ سپیکر صاحبہ سے بات کی تھی تو انہوں نے اس طرح جواب فرمایا تھا کہ میں تو اس دن موجود نہیں تھی لیکن میری عدم موجودگی میں کچھ احباب نے اس point کو اٹھایا اور ڈپٹی سپیکر کنڈی صاحب اس وقت preside کر رہے تھے تو انہوں نے کچھ remarks دیئے تھے لیکن اس میں وہاں کوئی کمیٹی constitute نہیں ہوئی۔ اس کے بعد جناب وزیراعظم پاکستان نے میرے ساتھ ٹیلی فون پر بات کی کہ ایسی کوئی کمیٹی نہ بنی ہے، نہ ایسی کمیٹی بنانے کا کوئی ارادہ ہے اور نہ ہم اس میں کوئی interference کرنا چاہتے ہیں اور نہ کریں گے۔ میرے خیال میں اس معاملے میں اتنا کافی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ کو اس بات پر اطمینان ہے کیونکہ میرے پاس یہ ریکارڈ موجود ہے۔ یہ بات تو انہوں نے مانی ہے کہ پنجاب پولیس کے بارے میں وہاں کوئی بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات ضرور ہوئی ہے لیکن اس بات کو اچھے طریقے سے سمیٹ لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ کو یقین ہے تو پھر میں اس کو مزید press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، مجھے اب وزیر اعظم پاکستان پر بھی یقین نہیں ہے تو پھر افسوس کی بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! اگر ہم بات کریں گے آپ نے کتنی دفعہ کہا ہے تو ہم ان کے معاملات کے بارے میں بات نہیں کرتے تو وہ ہمارے بارے میں بات بھی نہ کریں، remarks بھی نہ دیں، ان کی مہربانی۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے اور میرے ملک کے وزیر اعظم ہیں تو میرا خیال ہے کہ ان کا کہنا کافی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں ایک فاضل ممبر کی طرف سے نکتہ اٹھایا گیا اور انہوں نے کوئی واقعہ quote کیا کہ پنجاب میں issue ہوا ہے جس پر پولیس کی output یہ ہے، یہ نہیں ہے تو اس پر خواجہ سعد رفیق اٹھے اور انہوں نے سپیکر صاحب کی اجازت کے ساتھ اس معزز ممبر کو کہا کہ اگر کوئی ایسا issue ہے تو آئی جی صاحب سے براہ راست discuss کر لیں گے تو آپ کی اطلاع بالکل درست ہے کہ نہ کوئی form committee ہوئی ہے اور نہ ہی وہ بات آگے بڑھی ہے لہذا وہ بات صرف اور صرف زیر بحث آئی تھی میرا خیال ہے کہ اس کے بعد اب کوئی cause نہیں بنتی کہ اس کے اوپر debate کی جائے۔

جناب سپیکر: وہ مسئلہ اچھے طریقے سے حل ہو جائے گا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹیں(توسیع)

تحاریک استحقاق بابت2008کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب تحاریک استحقاق کے بارے مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رانا محمد افضل خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "تحریک استحقاق نمبر4,6,15,23اور25 بابت سال2008کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر2008 تک توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "تحریک استحقاق نمبر4,6,15,23اور25 بابت سال2008کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر2008 تک توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "تحریک استحقاق نمبر4,6,15,23اور25 بابت سال2008کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر2008 تک توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

زراعت پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر زراعت پر عام بحث ہے اور بحث کا آغاز وزیر زراعت کی تقریر سے ہوگا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ اس میں کچھ نام میرے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان میں ملک وارث کلو، جناب احمد خان بلوچ، میاں شفیع محمد، جناب آصف منظور موہل، رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، جناب شاہجہاں احمد بھٹی، چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ)، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)، سید حسن مرتضیٰ، جناب محمد حفیظ اختر چودھری، رانا بابر حسین، سردار خالد سلیم بھٹی، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ شگفتہ شیخ، جناب محمد یار ہراج، محترمہ شمیلہ اسلم، میجر (ریٹائرڈ) رانا عبدالرحمٰن، جناب اعجاز احمد خان، جناب افتخار علی بابر کھیتران، محترمہ زوبیہ رباب ملک، جناب محمد اعجاز شفیع، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب جاوید حسن گجر کے نام میرے پاس ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مقررین کے ناموں کو ترتیب دے دیں۔

جناب سپیکر: ہم وقت مقرر کر دیتے ہیں تاکہ تمام دوست اس پر بات کر سکیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے پانچ منٹ پہلے فرمایا ہے کہ جن اراکین نے زراعت پر بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے ناموں کی چٹیں بھجوا دیں۔ اس سے پہلے ناموں کا اندراج قانونی حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح فہرست کو دوبارہ مرتب کیا جائے۔ یہ فہرست بہت لمبی ہے آپ دیکھ لیں کہ یہ آج مکمل ہو پائے گی یا نہیں؟

جناب سپیکر: میرے پاس جو نام آئے ہیں وہ میں نے پڑھ دیئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ان میں تو بہت سارے ایسے نام ہیں جو یہاں پر موجود ہی نہیں۔

جناب سپیکر: اس طرح تو آپ کا نام جلد آجائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے کہا ہے کہ دو دن پہلے نام نہیں مانگے گئے تھے۔ آج آپ نے ابھی فرمایا ہے۔ اس میں سارے ممبران interested ہیں اس لئے آپ اس پر دو دن بحث کروالیں، ایک آج کا دن آپ نے رکھا ہے اور ایک کل کا دن رکھ لیں یا پرسوں کا رکھ لیں۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے لیکن وقت مقرر کر لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! وقت آپ نے مقرر کرنا ہے۔ آپ حکم کریں گے تو تعمیل ہو گی مگر اس موضوع پر دو دن بحث کروالیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے اس پر دو دن بحث کے لئے رکھ لیں تو بالکل درست فرمایا ہے۔ ہماری بھی رانا ثناء اللہ صاحب سے آپ کی وساطت سے درخواست ہے کہ اس موضوع پر بحث کے لئے دو دن مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: کل Private Members Day ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل Private Members Day پر جو ایجنڈا ہو گا تو اسے مکمل کرنے کے بعد جو ممبران آج بات کرنے سے رہ جائیں تو انھیں کل موقع دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پورے ہاؤس کی یہ request ہے۔ یہ کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ جب زراعت پر بات ہو گی تو یہ کسی کے خلاف نہیں جائے گی کیونکہ جو لوگ زراعت کے پیشہ سے منسلک نہیں ہیں یہ ان کے حق میں بھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اگر کوئی زراعت کی مخالفت کرتا ہے تو اس کو ضرور پکڑیں۔ زراعت پر بحث کے لئے دو دن مقرر کئے جاتے ہیں اور جو نام آچکے ہیں ان کے بعد نام نہیں آسکیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ کسی بھی بات کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں صبح سے دو تین باتیں پوچھ چکا ہوں اور اب بھی ایک بات پوچھ رہا ہوں کہ ناموں کی جو ترتیب دی گئی ہے۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ اس کی بنیاد کیا ہے؟

جناب سپیکر: جس طرح سے ناموں کی چٹیں میرے پاس آئی ہیں میں نے وہ اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ آج اتنے اہم موضوع پر بحث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت وہ سیکٹر ہے جو کہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتی ہے لیکن آج نہایت دکھ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کے وزراء کی اس میں اتنی دلچسپی ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب 15 منٹ پہلے یہاں پر تشریف فرما تھے لیکن اب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ آپ اس سے اندازہ کرلیں کہ حکومت اس موضوع پر کتنی سنجیدہ ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب آپ کے کام ہی گئے ہیں۔ آپ بحث کا آغاز ہونے دیں۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا چلوں کہ آپ کے بھی علم میں ہے کہ گزشتہ دنوں یعنی پچھلے ہفتے وزیر اعلیٰ پنجاب چائنہ کے دورے پر گئے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ وزیر زراعت بھی تھے۔ وہاں پر باقی معاملات جو under discussion آئے ہیں یا صوبے کو بہتری کی طرف لے جانے کے حوالے سے زیر غور آئے ہیں اس میں main focus زراعت کے اوپر تھا۔ انہوں نے وہاں پر جو achievements کی ہیں اس پر آج چھ بجے وزیر اعلیٰ پنجاب نے چائنہ سے واپسی پر پریس کانفرنس رکھی تھی اور چونکہ اس دورے میں وزیر زراعت ان کے ساتھ تھے اس لئے ان کو انہوں نے بلایا ہے اور کہا ہے کہ آپ دس منٹ کے لئے تشریف لے آئیں اور پریس کانفرنس کے بعد دوبارہ چلے جائیں۔ وزیر زراعت صرف پریس کانفرنس کے لئے گئے ہیں۔ میں ان کی طرف سے اس بحث کا آغاز کرنے

جارہاہوں اور سیکرٹری زراعت بھی یہاں لابی میں موجود ہیں، وہ بھی points نوٹ کریں گے اور میں بھی کروں گا۔ اس کے بعد وزیر زراعت آکر اس بحث کو conclude کریں گے۔

جناب سپیکر! میں معزز ارکان کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے نہ صرف آج اس کے اوپر بحث کے لئے پوری تیاری کی ہے بلکہ اس حوالے سے ان میں جتنا جوش و جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ زراعت کے مسائل پر بات کر کے حکومت کو guide کرنا چاہتے ہیں اور اس سیکٹر کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آراء آج اور کل اس ہاؤس میں سامنے آئیں گی انہی آراء کی بنیاد پر حکومت زراعت کی پالیسی کو از سر نو مرتب کرے گی اور ان guide lines پر چلتے ہوئے اس سیکٹر کو بہتر کر کے پنجاب کو اس قابل بنائے گی کہ پنجاب نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کے لئے اناج کا گھر بنے اور پورے پاکستان کو روٹی فراہم کرنے والا صوبہ بن جائے۔ میں اس سلسلے میں صرف چند گزارشات معزز ہاؤس کے سامنے رکھوں گا کہ اس وقت موجودہ حکومت نے جو vision رکھا ہے کہ:

To make Punjab food basket for the whole country and to convert agriculture into a prosperous business.

اس سلسلے میں جو policy guide line ہے وہ یہ ہے کہ:

(a) Ensure food security through enhanced productivity.

(b) Increase profitability in agriculture.

اور اس سلسلے میں جو strategy تیار کی گئی ہے جس پر آج معزز ممبران اپنا اظہار خیال کریں گے وہ اس طرح سے ہے کہ۔

Introduction of new technologies and high yielding varieties.

Promote efficient use of water through precision land levelling and high efficiency irrigation system.

Import substitution of oilseeds by enhancing local production.

Improve income of farmers through the support price mechanism.

Improve agriculture-marketing infrastructures.

Improve efficiency in usage of agricultural inputs. Such as seeds, fertilizer and pesticides through technical advice, check on quality, price and timely availability to the farmers.

Strengthen research and extension institutions and improve their linkages and coordination.

جناب سپیکر! اس سال اس سیکٹر میں بجٹ میں جو allocation کی گئی ہے اس حوالے سے میں معزز ممبران کے سامنے یہ بات رکھنی چاہوں گا۔۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: Let him speak and no interruption, please.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Keeping in view the overwhelming importance of this sector, an amount of….

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جس دن جس محکمے کے متعلق ہاؤس میں open debate ہونی ہو تو اس دن وہ منسٹر صاحب نہ ہوں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس زیادہ معزز ہے یا ایک پریس کانفرنس؟ میری یہ التجا ہے کہ اگر وہ ضروری ہے تو اس کو pending کر دیا جائے۔ رانا صاحب نے اگر پڑھ کر بتانا ہے تو یہ سب کو تقسیم کرا دیں۔ ان کے پاس یہ vision نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ بھی پڑھیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: رانا صاحب کے پاس کوئی vision ہے نہ ان کو پتا ہے کہ زراعت پر کیا ہونا ہے اور اس کی strategies کیا ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کس طرح بول رہے ہیں اور کس حکم کے تحت بول رہے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ Gentleman! I am sorry پلیز تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔ اگر آپ کو ان کی بات سے اتفاق نہ ہو تو پھر آپ بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب کا vision ابھی باہر آ جائے گا جب یہ تقریر فرمائیں گے۔ مجھے ان کے vision کا بھی پتا ہے۔ ان کو اتنا نہیں معلوم کہ vision collective ہوتا ہے جو گورنمنٹ، کیبنٹ اور ہاؤس کا ہوتا ہے اور یہ کسی individual کا نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پتا نہیں یہ کس vision کی بات کر رہے ہیں؟ اعجاز شفیع صاحب کو یہ نہیں معلوم ہے کہ کیبنٹ collectively اس ہاؤس کو جوابدہ ہے اور کوئی بھی منسٹر کسی کی بات کا on behalf of Government جواب دے سکتا ہے اور روایت بھی یہی ہے۔

MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Point of personal explanation.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! رانا صاحب بہت اچھی تقریر بھی فرما لیتے ہیں اور اچھی لفاظی بھی کر لیتے ہیں۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اگر یہی vision ان کا ہے تو پھر آپ باقی منسٹریوں کو فارغ کر کے رانا صاحب کو ہی مکمل انچارج بنا دیں۔ میں اتفاق کرتا ہوں کہ پوری گورنمنٹ کا vision ہوتا ہے لیکن اگر یہ متعلقہ منسٹر کی اتنی اہمیت یا ضرورت نہیں سمجھتے تو رانا صاحب کو all rounder بنا کر اس میدان میں چھوڑ دیں۔ میرا point یہ ہے کہ آج اتنا اہم معاملہ ہاؤس میں discuss ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پہلے دن جس دن یہ ہاؤس start ہوا تھا اس دن میں نے اس معاملے کو اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن رانا صاحب نے اس دن بھی اس معاملے کو پیچھے دھکیل دیا کیونکہ یہ نہیں چاہتے کہ اس ہاؤس اور پنجاب کا جو سب سے اہم issue ہے اس کو آج discuss کیا جائے کیونکہ آج ہماری پوری کی پوری economy کا دارومدار زراعت پر ہے لیکن آج یہ سنجیدہ نہیں ہیں۔

MR. SPEAKER: Please have your seat. My dear! I request you, I request you. Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب خواہ مخواہ ہی points scoring میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو یہ نہیں معلوم کہ جس دن اس ہاؤس میں یہ معاملہ debate ہوا اور جس دن یہ فیصلہ ہوا کہ زراعت پر بحث کرنی ہے اس دن بھی وزیر زراعت صاحب یہاں پر نہیں تھے اور اس دن وہ چائنہ گئے ہوئے تھے۔ یہ فیصلہ جب ہاؤس کی طرف سے آیا تو اس دن consent بھی میں نے ہی دی تھی کہ ہاں! ہم زراعت پر Monday کو بحث کے لئے دن رکھیں گے۔ آج اگر بات ہوئی ہے کہ یہ بحث دو دن چلے گی تو اس کی consent بھی میں نے دی ہے اور اس پر تو ان کو اعتراض پیدا نہیں ہوا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخری بات Annual Development Programme 2008-09 کے حوالے سے بتانا چاہ رہا ہوں کہ:

Keeping in view the overwhelming importance of this sector, an amount of 3,000 million has been allocated to this sector in A.D.P 2008-09. The major sub-sector allocations are as follows.

اس میں Water Management کے لئے 628.500 million رکھے گئے ہیں---

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! یہ نوٹ کریں پھر آپ کہیں گے کہ ہمیں پتا نہیں چلا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

Agriculture extension	934.955 million
Agriculture research	270.074 million
Agriculture mechanization	177.389 million
Punjab Agriculture Research Board	944.175 million
Other projects	44.907 million

روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ programme ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے اس سال اس سیکٹر کو اس level پر لے کر جانا ہے کہ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں اناج باہر تو بھیجا جا سکے گا لیکن import کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں اب تمام معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے جو مختصر اً گزارشات کی ہیں اس کے بعد وہ اپنی تجاویز دیں۔ آپ تمام کی ایک ایک بات میں بھی نوٹ کروں گا اس کے بعد وزیر زراعت بھی آ جائیں گے اور سیکرٹری زراعت بھی یہاں پر موجود ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی guidance اور آراء کی روشنی میں ہم اس میں ایک بہتر لائحہ عمل بنانے میں کامیاب ہوں گے جس سے یہ صوبہ بہتری کی طرف گامزن ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اب شروع کیا جائے۔ یہ ٹھک سے شروع کریں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹھک سے ٹھیک ہے۔ انشاللہ سب کی باری آئے گی۔ don't worry ہم ٹھک سے شروع کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ صرف انہیں ہی اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ ہماری طرف سے بھی یہ شکوہ اور گلہ نوٹ فرمالیں کہ کوئی بھی بحث ہو، اس کا آغاز ہونے کے بعد سب سے پہلا response اپوزیشن لیڈر سے آتا ہے اور لیڈر آف دی اپوزیشن موجود ہی نہیں ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہراج صاحب موجود ہیں اور یہ قائم مقام اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے شروع کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ کی جگہ پر قائم مقام چل سکتا ہے تو کیا ایک منسٹر کی جگہ پر دوسرا منسٹر جواب نہیں دے سکتا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ان کی بات genune ہے۔ ٹھیک ہے، آپ اس بات کو ذرا سوچیں۔ جی، محمد یار ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اجازت دی کہ میں زراعت پر بحث شروع کروں۔

جناب سپیکر: آپ کا نام بھی موجود تھا۔

جناب محمد یار ہراج: بڑی مہربانی۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ کے شعر میں درستی کرنے والی ہے۔ اسے درست کرلیں۔

آوازیں: یہ شعر درست کریں یا شاعر سے معافی مانگیں۔ (شور و غوغل)

جناب سپیکر: انہیں حافظ قرآن سمجھ کر چھوڑ دیں۔ تشریف رکھیں۔ ان کی بات سنیں۔ دونوں اطراف کے حضرات سے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس میں مثبت آراء دیں جس سے اس ملک اور قوم کو فائدہ پہنچے۔ آپ کی اچھی آراء یقیناً نوٹ کریں گے اور ان پر عمل کی بھی میں توقع رکھتا ہوں۔ انشاء اللہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جو میرے بھائی نہیں بول سکتے اور اپنی باری کا انتظار نہیں کر سکتے تو آپ ان سے کہیں کہ وہ دو منٹ کے لئے باہر تشریف لے جائیں اور اپنی باری کا انتظار کریں۔ زراعت جیسے اہم موضوع پر میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میرا کام ہے اور آپ اپنا کام کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں زراعت جیسے اہم موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں اور ان میں اتنی ہمت نہیں کہ ہماری بات بھی سن سکیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: وہ اس بات پر معذرت کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وہ درست کرنا چاہتے ہیں۔ آپ سنیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! شعر ویسے ہی غلط ہے تو میں کیا کروں۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ کو شیر سے ویسے ہی ڈر لگتا ہے تو میں کیا کروں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس معزز ایوان میں کوئی مہذب لوگ بیٹھے ہیں تو پلیز وہ میری تقریر سنیں[**********]*

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم

جناب سپیکر: میرے لئے سارے ہی قابل احترام ہیں۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر: زراعت ہماری اکانومی کی life line ہے اور یہ ہماری 70 فیصد عوام کا روزگار ہے اور زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: یہ الفاظ واپس لیں اور معذرت کریں۔

جناب سپیکر: وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے گئے ہیں۔ الفاظ حذف ہو چکے۔ ہراج صاحب! آپ نے اچھی بات نہیں کی لہذا آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔ آپ تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

میاں محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! حکومت کے ممبران کی سنجیدگی کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ماشااللہ وہ بہت سنجیدہ ہیں۔

میاں محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر صاحب کو بولنے کا موقع نہیں دیا جائے گا اور اسی طرح شور کیا جائے گا تو ہم لوگ بھی یہی رویہ رکھیں گے جب رانا صاحب یا ان کے کوئی دوسرے سپیکر بولیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور ان کی بات سنیں، عین ممکن ہے کہ آپ کے سامنے کوئی اچھی باتیں آئیں تو ان پر غور کیا جائے۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے House کو in order کیا۔ زراعت ہماری اکانومی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ ہمارے ملک کی life line ہے۔ زراعت وہ انڈسٹری ہے جس پر ہمارے ملک کی 80 فیصد عوام dependent ہے خواہ وہ production side پر ہے یا اس کی down stream انڈسٹریز کی side پر ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہماری معیشت اور ہماری اکانومی مکمل طور پر زراعت پر base ہے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا اس لئے اس حساب سے اگر ہم معزز ایوان میں بیٹھ کر اس ملک کی، اس صوبے کی زرعی پالیسی تشکیل دیتے ہیں تو ہم اس ملک کو سنوارنے کا کام کر رہے ہیں جو کہ کار خیر ہے اور جو ہم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف تو یہ ہماری فوڈ سپلائی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے کھانے کا ذریعہ ہے۔ ہمارے غریب عوام کی روٹی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف یہ ہمارے cash crops کا ذریعہ ہے۔ یہ اس کاٹن کا ذریعہ ہے جس پر ہماری پوری انڈسٹری built ہے۔ پاکستان کی ٹیکسٹائل انڈسٹری دنیا کی تیسری بڑی ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے جس کی یہ built ہے جس سے ہماری پوری معیشت اور growth economic کا انجن اس انڈسٹری سے ملتا ہے۔ اگر ہماری اکانومی depress ہو جاتی ہے تو اس کی بڑی وجہ اکثر یہی ہوتی ہے کہ ہم نے اپنی زرعی پالیسی اور اس کی

down stream & up stream linkagesکو صحیح طرحmanageنہیں کیااور صحیح طرح processنہیں کیالہذااس کو جتنی بھی اہمیت دی جائے وہ کم ہے۔

بد قسمتی سے مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہاہے کہ ہم نے اکثر خواہ پچھلی حکومت کی طرفfinger pointingکریں یااس سے پچھلی حکومت یااس سے پچھلی حکومت، پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کی آزادی کے بعد ہم نے جب بھی اس انڈسٹری کو دیکھا ہے، ہم نے اس کو انڈسٹری کے طور پر نہیں دیکھا، ہم نے ہمیشہ اس کو صرف ایکproduction sourceکے طور پر دیکھا ہے جو کہ ایکfood cropکےrelated ہے۔ ہم نے اس کو اکانومی کی ریڑھ کی ہڈی اور اکانومی کے major engineکے طور پر نہیں دیکھااور میں اس وقت پارٹیbase politicsپر بھی نہیں جانا چاہتااور میں اس وقت یہ بھی نہیں کہنا چاہتا کہ آپ کی حکومت نے یہ کیا یافلاں حکومت نے یہ کیا۔ میں کہنا یہ چاہتاہوں کہ آج شاید ایک نیادور ہے،ایکnew dawnہے کہ ہم مل بیٹھ کر ایک ایسی پالیسی تشکیل دیں جو ہماری اس انڈسٹری کو انڈسٹری کے طور پرrecognizeکرے اور اسے ایک واضحengine of growthبنائے۔آپdeveloped economyمیں دیکھیں، نیدر لینڈ میں دیکھ لیں، فرانس میں دیکھ لیں کہ ان کے ابھی بھی largest sectors of their economyخواہ فرانس میں ائیر بس جہاز بھی بن رہے ہیں اورfighter planesبھی بن رہے ہیں جو دنیا بھر میں بھیexportہوتے ہیں اور نیوکلئیرreactorsبھی بن رہے ہیں جو دنیا بھر میں exportہوتے ہیں لیکن ان کا بھی اس وقت سب سے important sector agriculture sectorہے۔ان کاagriculture bank اس وقت بھی largest bankہے۔ جاپان میں بھی دیکھیں جو دنیا میں second largest Industrial baseہے وہاں پر بھی ان کاindustrial agricultural banksسے زیادہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔Netherlandآج بھیfarmlandگنا جاتا ہے۔اگر Industrialize countriesمیں بھیagricultureکو اتنی اہمیت دی گئی ہے تو ہم پاکستان جہاں پر ہماری main Industryہی یہی ہے ہمیں بھی اس کو وہی نمایاں حیثیت دینی چاہئے۔ ہم نے پاکستان میں جب بھی اس پالیسی کو تشکیل دیا اس کوoverheadپالیسی کے طور پر تشکیل دیا خواہ ہم نے

پانچ سال پہلے کیا یا پچاس سال پہلے کیا ہم نے ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ جب agriculture crop مارکیٹ میں آئے تو اس کو other markets کے لئے کیسے subsidize کیا جائے؟ ہم نے اس سے آگے کبھی کوئی working نہیں کی۔ ہمیں اس کو ایک multi disciplinary, multi Industry and multi sector کے حساب سے دیکھنا ہے جس میں ہم تمام linkages کو observe کر سکیں۔ میں اس کی مثال دوں گا کہ آپ اس وقت agriculture sector کی inputs کو دیکھیں، ہماری inputs مثال کے طور پر ڈیزل جو کہ ٹریکٹر میں fuel کے طور پر استعمال ہوتا ہے یا ٹیوب ویلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی subsidy فراہم کرنا ایک بہت اہم issue ہے۔ اس وقت جو ہماری پالیسی چل رہی ہے وہ میرے خیال میں مکمل طور پر غلط ہے کہ ڈیزل فیول سے حکومت پیسے کما رہی ہے اور پٹرول fuel کو reduce کر رہی ہے۔ ہمیں اگر اپنی inputs کو دیکھنا ہے تو ہر input کو access individually کرنا ہے۔ ہمیں اپنی pesticide policy کو بھی دیکھنا ہوگا، ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس میں ملاوٹ کیوں ہے، اس میں سپلائی کی shortage کیوں ہے؟ ہمیں یہ supply chain جس کے اندر ہمارا transportation sector بھی involved ہے کہ اگر ہم کوئی چیز import کرتے ہیں تو اس کی سپلائی پورے پنجاب میں کہاں کہاں اور کیسے کیسے پہنچتی ہے؟ ہمیں اس کو بھی دیکھنا ہوگا۔ ہمیں کھاد، DAP اور مزید inputs جو کہ output increase کرتی ہیں ان کو بھی دیکھنا ہوگا۔ ہمیں پانی کی availability، صاف پانی کی availability، کھارے پانی کی نہیں بلکہ پانی کی quality کے مطابق اس کی availability کو دیکھنا ہوگا۔ ہمیں seeds کی research کی طرف بھی دیکھنا ہوگا، اس میں ہماری یونیورسٹیاں بھی involve ہوتی ہیں ہمیں ان کی طرف بھی دیکھنا ہوگا کہ وہ ہمیں guidance دیں۔ باقی دنیا میں جو seven year crop cycle گنا جاتا ہے جس میں پہلے دو سال میں نئے seeds کی uptake ہوتی ہے اور اگلے چار سال ان کی maximization of yield ہوتی ہے اور اس کے دو سال بعد اس کو faze out کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم ان cycles سے کیوں اپنے آپ کو علیحدہ کر دیتے ہیں؟ ہمارے پاس جو

seed varieties چل رہی ہے وہ بیس بیس سال سے وہی ہے۔ ہمیں ٹیوب ویل میں electricity کی production پر بھی غور کرنا ہوگا۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: نماز کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ ہم انشاء اللہ 7 بج کر 5 منٹ پر دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز عشاء کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز عشاء کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 10 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جناب محمد یار ہراج صاحب! Please carry on.۔

جناب محمد یار ہراج: شکریہ۔ جناب سپیکر! break ہونے سے پہلے میں agriculture کی inputs پر بات کر رہا تھا۔ میرا جو main point ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک multi department issue ہے کہ agriculture کی تمام inputs کو، تمام ضروریات کو ہم ایک ایک کر کے discuss کریں اور کوئی ایک کمیٹی یا ایسا ڈیپارٹمنٹ ہونا چاہئے جو اس کی coordination پر focus کرے۔ مثلاً اگر ڈیزل کا farmers issue کا ہے تو agriculture department کے ساتھ اس کا interaction کیسے ہوتا ہے تو اس کے حساب سے اگر pesticides, urea اور D.A.P کا issue ہے تو متعلقہ محکمہ زراعت کے محکمہ کے ساتھ کیسے coordinate کرتا ہے۔ اگر پانی کا issue ہے، irrigation کا issue ہے، کھال پکے کروانے کا issue ہے تو وہ محکمہ آب پاشی کا مسئلہ ہے۔ اگر بیجوں کی ریسرچ کا issue ہے تو یونیورسٹیوں اور ہمارے دیگر ریسرچ کے جو ادارے ہیں ان کا issue ہے۔ اگر ٹیوب ویل کے لئے بجلی کا issue ہے تو وہ واپڈا اور دیگر اداروں کا issue ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ زراعت چونکہ multi department ہے اس لئے اس پر focus کی ضرورت ہے تو ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے تمام محکموں کی coordination کرنی ہوگی تاکہ اس کی inputs کو ہم effectively address کر سکیں۔ دوسری بات ہماری جو زراعت کی outputs ہیں ہمیں اس کو بھی دیکھنا ہوگا کہ ہم اس کو کیسے

manage کرتے ہیں؟ سالہا سال سے ہماری زراعت کے متعلق پالیسی یہی رہی ہے کہ ہم urban masses کے لئے urban middle class، کے لئے urban economy، کے لئے agriculture outputs کو subsidize کرتے ہیں۔ یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ اس طرح کا issue سامنے آیا ہو کہ اگر کسان کے لئے اس کی گندم کو آپ زیادہ داموں پر purchase کرتے ہیں تو اس کی قیمت تمام مارکیٹ کے لئے بڑھ جاتی ہے اور جو شہری لوگ ہیں ان کے لئے بھی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ یہ issue صرف ہمارے ملک میں نہیں ہے بلکہ ہر economy میں یہ issue سامنے آتا ہے۔ یہ issue امریکہ میں بھی وہی ہے، جاپان میں بھی وہی ہے، فرانس میں بھی وہی کہ جو آپ کے agriculture staples ہیں یعنی جاپان میں rice کا یہی issue آ جاتا ہے، امریکہ میں گندم کا آ جاتا ہے، Agriculture staples کو ہمیشہ urban market کے لئے subsidize کیا جاتا ہے اور rural market کے لئے price setting اس طرح سے کی جاتی ہے کہ کسان کو مناسب انٹرنیشنل ریٹ دیئے جائیں، دام دیئے جائیں اور اس کو subsidize کرکے آگے urban masses کو دیا جائے تاکہ کسان کا حق بھی نہ لیا جائے اور اربن سوسائٹی جو شہر ہیں ان کے لئے بھی مہنگائی نہ بڑھے۔ دوسرے ملکوں میں جس طرح سے یہ subsidize والی سکیمیں کام کر رہی ہیں یہاں بھی چلنی چاہئیں اور تین چار ملکوں کے ماڈل بھی ہمیں review کرنے ہوں گے۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اگر باقی ملک ان issues کو handle کر رہے ہیں تو ہمیں بھی ان کو handle کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس سے اگلا issue زراعت پر سیلز ٹیکس کا ہے زراعت پر انکم ٹیکس کا issue ہے۔ اس وقت کسان کے لئے زراعت کی inputs بہت مہنگی ہیں اور outputs پر بھی ٹیکس لیا جاتا ہے۔ سمجھدار ملکوں میں اور developed countries میں ان کو discourage کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہماری زیادہ تر collection انہی indirect taxes سے ہو رہی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر زراعت کے سیکٹر پر نئے ٹیکس لگانے کا سوچا جا رہا ہے تو اس کو سوچنا بھی چھوڑ دیا جائے اور پچھلی ٹیکس سکیم کو بھی rationalize کیا جائے کہ ہماری جو دیہاتی عوام ہے اور زراعت سے related sector ہے وہ پہلے ہی indirect taxes کی وجہ سے پس رہا ہے۔ ہمیں یہ کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان اسمبلیوں میں بیٹھ کر اپنی countryside کو مزید ٹیکسوں کے نیچے لایا جائے۔ ہمیں

قانون سازی کرنی چاہئے کہ indirect taxes اور existing sales tax کو بھی کم از کم کریں تاکہ زراعت پہلے سے بھی زیادہ viable ہو۔ پچھلے دنوں support fund کی بھی بات ہوئی کہ پاکستان میں سٹاک مارکیٹ decline کر گئی اور غیر ملکی سٹاک مارکیٹیں بھی decline ہوئیں تو ہر کسی نے کہا کہ سٹاک مارکیٹوں کے لئے support fund ہونے چاہئیں جو سٹاک مارکیٹ کو واپس اوپر لا سکیں۔ امریکہ میں تو یہ issue ہر گھر کے لئے ہے۔ امریکہ میں چونکہ ہر آدمی کی پنشن سٹاک مارکیٹ سے linked ہے۔ ان کے لئے تو یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ اپنی سٹاک مارکیٹ کو اوپر لانے کی کوشش کریں۔ ہمارے ہاں تو سٹاک مارکیٹ زیادہ تر ایک سیٹھ طبقہ ہے یا ایک certain class ہے جو اس میں involve ہے۔ ہمیں سٹاک مارکیٹ کو uplift کرنے کے لئے فنڈز دینے کی بجائے زراعت کے سیکٹر کو uplift کرنے کی بات کرنی چاہئے۔

جناب والا! اس وقت ہماری جو زراعت کے متعلق پالیسی ہے، مجھے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری بات کو party politics میں confuse کر کے یہ کہا جائے کہ میں صرف تنقید برائے تنقید کر رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری agriculture policy کبھی coherent نہیں رہی بلکہ پچھلے ساٹھ سال میں کبھی coherent ہوئی ہی نہیں۔ ہمیں زراعت کے متعلق ایک ایسی پالیسی چاہئے جو confusion کا شکار نہ ہو۔ جہاں پر ہم اپنے rural masses کے لئے قیمتیں اوپر رکھیں اور urban masses کے لئے subsidy دیں۔ جناب بابا بلھے شاہ نے کہا ہے کہ:

نہ میں موسیٰ نہ فرعون
بلھیا کی جاناں میں کون

جناب والا! ہماری زراعت کی پالیسی بھی اسی confusion کا شکار ہے۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا۔۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk please.

پلیز! آپ wind up کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! میں conclusion کی طرف جانا چاہ رہا ہوں، اگر میرے بہن اور بھائی مجھے بولنے کا موقع دیں تو میں اپنی بات کو ختم کروں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہماری economy میں جو ایک اور مسئلہ رہا ہے، آخری مسئلہ جو میں point out کرنا چاہتا ہوں، transfer pricing issue جو میں نے پہلے بھی بات کی کہ ہم price کو rural purchasing پر subsidize کرتے ہیں۔ ایک لحاظ سے ہم rural sector سے economic gain لے کر urban masses کو دے رہے ہیں۔ باقی ملکوں میں بھی یہ issues آتے ہیں، وہاں پر بھی subsidization کا ایک طریقہ ہے جس میں وہ urban masses سے in fact لے کر حکومت کے خزانے سے in fact لے کر agriculture sector کو دیتے ہیں۔ ہماری پالیسی ایک لحاظ سے reverse رہی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آج ہم اس معزز ایوان میں اس بات کا تہیہ کریں کہ ہم ایک نئی coherent agriculture policy بنائیں گے۔ اس میں ہم وہ تمام محکمے جو زراعت کے input sector کو کنٹرول کرتے ہیں جس طرح سے میں نے پہلے بھی point out کیا ہے، بیج کھاد پانی اور تمام دیگر resources جو ضرورت ہیں ہمیں ان تمام محکموں کی efforts کو harmonies کرنا ہوگا۔ ان سب کو ایک چیز پر focus کرنا ہوگا کہ کسان کی حالت پہلے سے بہتر ہو اور کسان کے پاس incentive ہو کہ وہ کاشت کرے، یہ نہ ہو کہ کسان کاشت کرنے سے پہلے سوچے کہ اگر میں یہ کاشت کروں گا تو میرا قرضہ اور بڑھ جائے گا۔ اس کو یہ تسلی ہونی چاہئے کہ زراعت میں اس کی بھی زندگی ہے اور باقی ملک کی بھی زندگی ہے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ مہربانی

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ جو آج debate ہو رہی ہے مجھے اس سے تھوڑا سا اختلاف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جو ہم exercise کر رہے ہیں یہ short in the dark ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ powerful ہونی چاہئے، ہمیں پارلیمنٹ کو strengthen کرنا چاہئے پھر ہم یہاں پر پالیسی بناتے ہیں تو ایسی مثبت پالیسی ہونی چاہئے جو

specific and focused ہونی چاہئے۔یہاں پر جتنے بھی ہمارے ممبران بیٹھے ہیں کسی کو agriculture policy کا پتا نہیں ہے۔آپ دو تین دن پہلے ہر ممبر کو ایک booklet circulate کریں جس میں agriculture department کی A to Z details لکھی ہوں۔Let the member study that booklet. اس کے بعد وہ اپنا ایک gem plan بنائے گا کہ وہ کس طرح بات کرے گا، کس چیز کو criticize کرے گا اور کس چیز کو سراہے گا۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب!آپ ادھر کتنی دیر سے تشریف فرما ہیں؟

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!میں موقع دیکھ رہا تھا کہ مجھے آپ سے بات کرنے کا کوئی موقع مل جائے۔میں آپ کو general بتاتا ہوں کہ جس طرح ابھی ہمارے acting Leader of the Opposition نے بات کی ہے،یہی tune ہو گی،یہی frequency ہو گی۔ہر ایک اس کے اوپر بات کرے گا کہ مہنگائی ہو گئی ہے، کھاد نہیں مل رہی ہے، ہمیں pesticides نہیں مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی غلط بات کر رہے ہیں؟

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: نہیں۔جناب!Specific کریں گے۔اگر آپ ایک پالیسی formulate کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ نے ان کا پالیسی بیان سنا نہیں ہے؟

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر!پانچ منٹ پہلے پورے پنجاب کی agriculture policy آپ اسمبلی میں دے رہے ہیں۔یہ کیسی پالیسی ہے؟آپ سب کو in writing policy circulate کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔بڑی مہربانی۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے تو اعتراض نہیں ہے۔ آپ اپنا ٹائم خود ہی خراب کر رہے ہیں۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں اس بات کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ مجھے ان کی اس wording سے اختلاف ہے کہ یہاں کسی کو پتا نہیں۔ میں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ ان کتابچوں سے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ زمیندار خود ایک کتابچہ ہے لہذا جو خود زمیندارہ کرواتا ہے اسے پتا ہے کہ زمیندارہ کیا چیز ہے، اس کے لئے ہمیں کسی لیبارٹری کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہماری زمینیں ہی ہماری لیبارٹریز ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میں آپ سے یہ رائے لینا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اس کا تحرک کیا تھا ان کو ہمیں ضرور سننا چاہئے، ان کے خیالات اور ان کی آراء سامنے آنی چاہئیں جن میں وارث کلو صاحب ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ 5 منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں کیونکہ آپ نے اس پر کافی بول لیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ موضوع تو ایسا ہے کہ یہ 5 منٹ بہت کم ہیں۔ پھر میں یہ سرخیاں ہی پڑھ دیتا ہوں، اس خاکے سے کہانی پھر خود بخود بن جائے گی۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انسانیت اور تہذیب کے پورے ارتقاء کو دیکھیں تو شروع سے ہی انسان نے جب سوچ اور سمجھ کے بل بوتے پر چلنا شروع کیا ہے اور سب سے پہلا کام یہی کیا ہے کہ اس نے زراعت شروع کی ہے۔ جوں جوں انسانیت کا ارتقاء ہوتا گیا اس سلسلے میں ضروریات بڑھتی گئیں اور شعوری کوششیں بھی بڑھتی گئیں اس کے بعد جب انسان نے زراعت کے بل بوتے پر اپنی معیشت کو پوری طرح مضبوط کر لیا۔ یہ trade, یہ industry اور یہ ساری چیزیں پھر بعد میں شروع ہوئیں۔ میں اس وقت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زراعت کی اہمیت پر کسی کی بھی کوئی دو آراء نہیں ہیں۔ اب میں اس پر زیادہ نہیں بولوں گا لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ پاکستان میں سب سے اہم چیز پر ہم نے توجہ نہیں دی اور پچھلے 60 سالوں میں، میں اس وقت سے شروع کرتا ہوں کہ جب پاکستان بنا تھا اور پاکستان کے حصے میں 5 دریا آئے تھے لیکن بعد میں ایک مارشل لاء نے آ کر ہمارے 3 دریا فروخت کر دیئے اور 1960 کا Indus Vessel Treaty آیا اور اس کی وجہ سے آج یہ حال

ہے کہ World Bank Consortium نے جو ڈیم بنائے تھے وہ silting ہو ہو کر ناپید اور ناکارہ ہو چکے ہیں۔جناب پر انڈیا ڈیم بنا رہا ہے اور پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں اس وقت پانی ناپید ہے۔آپ جانتے ہیں کہ یہاں پر زیر زمین پانی اچھا نہیں تھا اس کے باوجود کسان ٹیوب ویل لگا کر اپنا گزارہ کرتے تھے اور پوری آبادی کو خوراک مہیا کرتے تھے لیکن آپ زمیندار ہیں ڈیزل کی قیمتیں جہاں پہنچ گئی ہیں اور ابھی میرے بھائی نے کہا کہ پٹرول کی قیمت کم ہو رہی ہے، ڈیزل کی نہیں ہو رہی تو میں یہاں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ڈیزل زراعت کے purpose کے لئے کم کر دیں تاکہ زمیندار کم از کم اپنی زمینیں irrigate کر سکے۔اس کے علاوہ بجلی والے ٹیوب ویلوں کے کنکشن کی یہ صورت حال ہے کہ یہ تو کر دیا کہ concession پر ٹیوب ویل ملیں گے۔اب صورتحال یہ ہے کہ ایم این اے کو 5 کنکشن دیتے ہیں اور پنجاب کے جتنے ایم پی اے بیٹھے ہیں ان کے پاس کوٹا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ اس کا flat rate ہونا چاہئے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! وہ آپ کو پتا ہے۔میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ flat rate اور آبیانہ کا فیصلہ پچھلی حکومت نے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے پریشر میں کیا تھا اس پر دوبارہ ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے۔دوسرا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ sugar mills owners ہر سال یہ کرتے ہیں کہ کسان گنا بیچتا ہے تو اس وقت بنک سے قرضہ لیتا ہے اور اس کی اپنی گھر کی ضروریات ہوتی ہیں لیکن چونکہ sugar mills owners کو بنکوں کا قرضہ مہنگا پڑتا ہے اب وہ قرضہ نہیں لیتے، ان کی limits اسی طرح پڑی رہتی ہیں اور وہ کسان سے گنا لے کر 2/2 سال تک ذلیل کرتے ہیں۔اب وہ قرضے پر سود بجائے اس کے کہ industrialist pay کرے وہ کسان pay کرتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ گنا فروخت ہو گا اس کی رقم آئے گی پھر اگلی فصل کے لئے کوئی اور تیاری ہو گی۔وہ ایک circle چلتا رہتا ہے اور کسان غربت کی گہرائیوں میں چلا جاتا ہے۔اسی طرح اب حال یہ ہے کہ اب لوگوں کی مونجی کے ڈھیروں کے ڈھیر پڑے ہیں اور کوئی خریدنے والا نہیں ہے۔کہتے ہیں کہ بنک کا ریٹ 22،21 فیصد ہو گیا ہے اور گورنمنٹ یا پاسکو، کاشت کار کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔کاٹن کا یہی حال ہے۔اب گندم کا ریٹ بڑھ گیا ہے لیکن اس کے باوجود demand and

supplyکا فار مولا طے ہے۔ وہاں کاغذوں میں ریٹ بڑھ گیا ہے اور یہ اعلان procurement کے بعد ہوا تھا۔

جناب سپیکر! آپ نے چونکہ جلدی کا کہہ دیا ہے تو میں پھر points ہی بتاؤں گا۔ ایک تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ flat rateاور آبیانے پر ایک کمیٹی بنائیں جو کم از کم ہمارے تھل کینال ڈویژن میں حشر ہے وہاں 100 ایکڑ CCA ہے اور 10 ایکڑ کو پانی لگ رہا ہے اور 100 ایکڑ کا آبیانہ ٹیکس زبردستی وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر صاحب نوٹ فرما رہے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: دوسری میری عرض یہ ہے کہ sugar mills owners کو پابند کیا جائے کہ وہ کسان سے گنا on cash payment لیں۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ہمارے بیلنے گورنمنٹ نے ختم کئے ہیں۔ گورنمنٹ کہتی تھی کہ آپ ہر صورت میں شوگر مل کو گنا دیں ورنہ پہلے ہمارے اپنے بیلنے ہوتے تھے۔ ہم بیلنوں سے گڑ اور شکر نکالتے تھے لیکن وہ سارا سسٹم ختم ہو گیا۔ اب شوگر مل مالکان کی monopoly ہے۔ ان کا دل چاہے تو گنا خریدتے ہیں، اگر نہ دل چاہے تو نہیں خریدتے۔ اس دفعہ گنا بھٹوں پر گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نہروں کی بندش کی بات کرتا ہوں کہ نہروں کی بندش ہے اور پانی نایاب ہے۔ آج آڑھتی کپاس کا بھی بُرا حشر کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں زرعی قرضہ جات کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ زرعی قرضہ جات دیئے جا رہے ہیں۔ اب زرعی بنک کو انھوں نے پرائیویٹائز کر دیا ہے۔ اب سلسلہ یہ ہے کہ زرعی بنک کو بھی فنڈز پوری طرح مہیا ہونے چاہئیں تاکہ زرعی بنک کسانوں کو قرضہ دے سکے۔

جناب سپیکر! زرعی ٹیکس کے سلسلے میں میری استدعا یہ ہے کہ زرعی ٹیکس جو صوبوں نے لگا رکھا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس ٹیکس کو ادا کرنا بھی کسان کی استطاعت نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ 94 فیصد کسان ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی سے کم کے ہیں اور 6 فیصد بھی ایسے ہیں کہ وہ سو سو مربعے والے نہیں ہیں۔ ہمیں پنجاب میں تو کم از کم سو سو مربعے والے زمیندار نظر نہیں آتے۔

MR SPEAKER: Let me correct the record.

یہاں ایک بات چلی تھی کہ یہاں جاگیر دار ہیں۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب میں کوئی جاگیر دار نہیں ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ہمارے ہاں شور اٹھا اور آپ نے مہربانی کی اور بولنے دیا۔ اس سے اگلے دن قومی اسمبلی میں بھی لوگ بولے تو وزیر مملکت محترمہ حنا ربانی کھر کی statement آئی کہ ہم زرعی ٹیکس نہیں لگا رہے۔ میں اس کو پھر ایک دفعہ reiterate کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی سے یہ پیغام پوری طرح جانا چاہئے۔ اس کی چاہے قرارداد بنالیں یا جو بھی کر لیں کہ زرعی ٹیکس کسان کا قتل ہے، کسان کا معاشی قتل ہے اور یہ صرف کسان کا قتل ہی نہیں ہے کیونکہ جب کسان گندم پیدا نہیں کرے گا، جب گنا پیدا نہیں کرے گا تو یہاں کی 100 فیصد آبادی کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملے گا اس سلسلے میں، میں یہ کہتا ہوں کہ ایک قرارداد بنا کر پاس کرائیں۔

جناب سپیکر: آپ قرارداد دینا چاہتے ہیں تو طریق کار کے مطابق دے دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرا آخری point یہ ہے کہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمارے پاس خوراک نہیں ہے اور ہم گندم درآمد کر رہے ہیں، دالیں درآمد کر رہے ہیں اور چیزیں درآمد کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس ہماری بے شمار زمین جو صوبہ پنجاب کی زمین ہے جو بنجر پڑی ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ سالانہ پٹہ جات ہوتے تھے یا پانچ سالہ پٹہ جات ہوتے تھے۔ انھوں نے پٹہ جات ختم کر دیئے جن سے وہ زمینیں بنجر کر دی گئیں اس لئے میری استدعا ہے کہ وزیر زراعت صاحب بیٹھے ہیں۔ اس پر بھی پالیسی کو revise کریں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترم میاں شفیع محمد صاحب!

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ میں 70 فیصد آبادی کے مسائل گوش گزار کر سکوں۔ عرض یہ ہے کہ economy کا فوری revival صرف زراعت سے ہی ہو سکتا ہے۔ پنجاب میں 1997 سے زرعی ٹیکس لاگو ہے اور 95

فیصد کاشتکار ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین رکھتے ہیں اور صرف 5 فیصد کاشتکاروں کی وجہ سے شہری بابو ہمیں جاگیردار کہتے ہیں۔ زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے شہری بابو آج کل بہت بول رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اپنے معزز بھائی سے کہوں گا کہ notes تو ایک ممبر پڑھ سکتا ہے لیکن لکھی ہوئی تقریر اسمبلی میں نہیں پڑھ سکتا۔

جناب سپیکر: وہ notes پڑھ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: وہ تقریر پڑھ رہے ہیں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں notes پڑھ رہا ہوں۔ سستا آٹا لینے کے لئے پچھلے سال ہم سے جو گندم خریدی گئی وہ global rate سے آدھے rate پر خریدی گئی جس میں 350 بلین روپے کا ہمیں ٹیکہ لگایا گیا۔ میرے معزز رکن محمد یار ہراج صاحب نے فرمایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کوئی تجاویز دیں۔ ان باتوں کا ہر روز ذکر ہوتا ہے۔ آپ کے پاس آج وقت ہے تو آپ اپنی تجاویز دیں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں تجاویز ہی دے رہا ہوں۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ساری دنیا import bill کم کرنے اور غذائی قلت پوری کرنے کے لئے اپنے کسان کو support کر رہی ہے جبکہ ہماری زراعت کو جتنا deprive کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس میں سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ پچھلی فصل میں 14 فیصد یوریا کم import کی گئی اور پھر افغانستان سمگل ہوتی رہی۔ اگر آٹے کی سمگلنگ رک سکتی ہے تو یوریا کی سمگلنگ کیوں نہیں روکی گئی؟

جناب سپیکر! چاول کی فصل 6 ملین ٹن متوقع ہے اور ملکی ضرورت 3.2 ملین ٹن ہے۔ اس وقت سعودی حکومت ایک ملین ٹن چاول ہم سے مانگ رہی ہے مگر T.C.P میں بیٹھے لوگوں نے ابھی تک خریداری شروع نہیں کی اور نہ ہی پاسکو اس اپنے کام میں کوئی جنبش لایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

چاول ہمارے گھروں میں پڑا ہے۔جب کسان کا گھر سٹا کئے خالی کر دیں گے تو پھر وہ T.C.P کو بیچیں گے اور منافع کا سارا کیک یہ خود کھائیں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح تیل کا حساب کتاب دیکھ لیں کہ دنیا میں 140 ڈالر فی بیرل تیل تھا تو اس وقت ڈیزل 69 روپے لٹر تھا۔اب 48 ڈالر فی بیرل تیل آ چکا ہے لیکن ہمیں ڈیزل 60 روپے لٹر مل رہا ہے۔یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ڈیزل کا rate اسی حساب سے کم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! global speculation میں ترکی اور امریکہ کی ٹیکسٹائل perform نہیں کر رہی اور چائنہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو پڑھنا شروع کر دیا ہے۔اس طرح شاہ صاحب کی بات تو صحیح ہو گئی۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں یہ آپ کو دے دیتا ہوں، آپ پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا کام ہے، میں کیسے کر سکتا ہوں؟

میاں شفیع محمد: میں نے points لکھے ہوئے ہیں۔ آپ دیکھ لیں۔جناب سپیکر! چائنہ بھی cotton industry پر focus نہیں کر رہا اس لئے ہماری cotton industry کے پاس بہت اچھا موقع ہے۔اس وقت cotton market میں 2 فیصد شیئر لے رہے ہیں۔اس خلاء کو پُر کر سکتے ہیں اور کوشش کر کے 8 فیصد تک جا سکتے ہیں مگر ٹیکسٹائل والوں نے خریداری کو روکا ہوا ہے اور مارکیٹ میں دباؤ رکھا ہوا ہے تاکہ کسان کے گھر سے کپاس نکل جائے اور اس کے بعد وہ اپنی مرضی سے کپاس کی قیمتیں مقرر کر کے کپاس خریدیں۔اس کے ساتھ ساتھ T.C.P جو ٹیکسٹائل کی B ٹیم ہے انھوں نے بھی خریداری ابھی تک شروع نہیں کی جو کہ بہت بڑا ظلم ہے۔اخباروں میں تو روز چھپ رہا ہے کہ T.C.P خریداری کرے گی لیکن ابھی تک T.C.P مارکیٹ میں نہیں آئی۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی گرین ٹریکٹر سکیم قابل تحسین ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز ہو گی کہ laser leveler scheme کو بھی جاری رکھا جائے۔اس سے بھی ہمیں بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! پچھلی فصل پر ارسا نے پنجاب کا 4ہزار کیوسک پانی کاٹ لیا۔ میری یہ استدعا ہو گی کہ ہمیں گندم کی فصل کے لئے پانی چاہئے۔اب ہماری کٹوتی کی نگرانی کی جائے اور ارسا یا وفاقی حکومت کو یہ اجازت نہ دی جائے کہ ہماری گندم کے پانی میں سے وہ کوئی کٹوتی کریں۔ معیاری بیج برائے گندم اور کھاد کی عدم دستیابی کی بھی نگرانی کی جائے۔ایسا نہ ہو جیسے ایک دفعہ کھاد افغانستان سمگل ہو گئی تھی اور اس دفعہ بھی افغانستان سمگل ہو جائے اور ہمیں کھاد کی کمی کا سامنا کرنا پڑے۔ میرے کاشتکار بھائیوں نے "Dawn" میں ایک article چھاپا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے آخری جملے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے، خود ہی دیکھ لیں۔ایک منٹ میں کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ Constitution میں ہے اگر ایک مقرر پہلی دفعہ اپنی تقریر کرے تو اس کو maiden speech کہا جاتا ہے اور اس میں interference نہیں کیا جاتا۔اگر آپ مجھے اجازت نہیں دیتے تو میں باہر چلا جاؤں گا یا تو مجھے یہ آخری جملے بولنے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں تو بڑے پیار اور ادب سے آپ سے گزارش کر رہا ہوں۔

میاں شفیع محمد: میں آخری جملے عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔روزنامہ "Dawn" میں article چھپا ہے جو ہم سب کی آواز ہے۔

The plan to tax agriculture by the Federal Government is illogical, unreserval, ill time, counter productive and unconstitutional.

یہ ہم سب کی آواز ہے جو وفاقی حکومت تک پہنچنی چاہئے اور ہم ٹیکس ادا نہیں کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ! صرف پانچ منٹ بولنا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سب سے پہلے گرین ٹریکٹر سکیم کے ذریعے ٹریکٹر کی منصفانہ تقسیم اور رعایتی نرخوں پر زرعی آلات کی فراہمی یقیناً موجودہ حکومت کا ایک انقلابی قدم ہے اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں دو

چیزوں پر بات کروں گی، پہلی بات کھاد پر ہے اور آج کل گندم مہم کا بہت زور ہے یقیناً اس میں کھاد کی بھی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ کھاد کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ مارکیٹ میں ہر چھوٹی سے چھوٹی اور ہر بڑی سے بڑی چیز پر قیمت کا اندراج ہوتا ہے لیکن افسوس کہ کھاد کی کسی بوری پر قیمت کا اندراج نہیں ہوتا۔ میری اس ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر زراعت سے درخواست ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں اور پاکستانی کمپنیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر کھاد کی بوری پر قیمت کا اندراج کریں تاکہ غریب کسانوں پر بوجھ نہ پڑے۔ میں چاہوں گی کہ یہاں پر انتظامیہ کے جو لوگ یا سیکرٹری صاحب ہیں وہ بھی اس چیز کو نوٹ فرمالیں کیونکہ یہ بے حد ضروری ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ہماری 80 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے مگر اس میں خواتین کو وہ حصہ نہیں دیا گیا ان کا جو حق بنتا تھا۔ غربت کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دیہات کی عورت کو آسان شرائط پر بلا سود قرضے دیئے جائیں اور چھوٹے چھوٹے جانور پالنے کی ترغیب دینے کے لئے اس طرح کا لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ وہ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ ہمارا کسان بہت غریب اور لاچار ہے، اس کا زیادہ تر انحصار اپنے جانوروں پر ہوتا ہے۔ گائے اور بھینس کے دودھ کے ذریعے وہ اپنی کمائی پوری کرتا ہے۔ اب نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھینسیں اور گائیں مناسب دودھ نہیں دیتیں تو ان کو جو انجکشن لگائے جاتے ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہ انجکشن ہیں جو ان کی ہڈیوں سے بھی دودھ نچوڑ لیتے ہیں۔ جب یہ دودھ بازار میں جاتا ہے تو اس کے انتہائی مضر اثرات ہوتے ہیں جو نہ صرف چھوٹے بچوں کے hormones disturb کر رہے ہیں بلکہ اس سے ہیپاٹائٹس اور دیگر بیماریاں بھی پھیل رہی ہیں۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب، منسٹر صاحب اور دیگر محکموں کے افسران سے گزارش کروں گی کہ اس پر قانون سازی ہونی چاہئے اور اس بات کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ سخت action لینا چاہئے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی اس call کو سچ ثابت کر دکھانا چاہئے کہ صحت کے معاملے میں کوئی compromise نہیں۔ آج تک تو ہم غذائیں دو نمبر کھاتے تھے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اب ہم جو دودھ پی رہے ہیں وہ بھی خالص نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم لوگوں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ایک صحت مند نسل جنم لے تو

ہمیں ان چیزوں پر نظر ڈالنی ہوگی، قانون سازی کرنی ہوگی اور جو لوگ اس سے اجتناب کریں ان کے خلاف سخت action لینا ہوگا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی کہ آپ نے اپنا ایک منٹ چھوڑ دیا ہے۔ جی، میجر عبدالرحمٰن صاحب بہادر!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور بہادر کہا۔

جناب سپیکر: آپ کے صرف پانچ منٹ ہیں اس سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ مختصر رہوں۔ میں تقریر کا آغاز اپنی سفارشات سے کرتا ہوں۔ سب سے پہلی میری تجویز یہ ہے کہ اگر ہم زراعت کو انڈسٹری کا رتبہ دے دیں تو جتنے دکھڑے زراعت کے ہیں یہ دھل جائیں گے۔ بہت دیر سے کسان کی demand ہے کہ زراعت کو آپ انڈسٹری کا درجہ دیں اور اس کو انڈسٹری کے برابر لے کر آئیں۔ میں مثال دوں گا کہ جب کھیت کے against بنک کا قرضہ لیا جاتا ہے تو زمیندار کو چند ہزار روپوں میں دیا جاتا ہے اور اگر اسی کھیت میں چند ہزار اینٹیں لگا دیں، چند من لوہا لگا دیں تو اسی کھیت کے بدلے صنعتکار کو کروڑوں روپے کا قرضہ مل جاتا ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اگر زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دیں گے تو یہ تضاد ختم ہو جائے گا۔ اب زراعت کو جدید خطوط پر لانے کے لئے میرے ناقص اندازے کے مطابق ایک ایکڑ کے لئے کم از کم سات سے آٹھ لاکھ روپے چاہئیں۔ اگر آپ نے irrigation system کو جدید بنانا ہے، agriculture system کو بہتر بنانا ہے اور اس سے مناسب آمدنی حاصل کرنی ہے تو یہ رقم جب تک کسان کو ملے گی نہیں تو وہ کہاں سے زراعت کو جدید بنائے گا؟ ہم نعرے تو بہت لگاتے ہیں کہ زراعت کو جدید کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا تیسرا point یہ ہے کہ ہر آنے والی حکومت کہتی ہے کہ بجٹ کی رقوم کے گورکھ دھندے کے اندر زراعت کو اتنے بلین روپے دے دیئے، اتنی subsidy دے دی۔ کھاد کی subsidy پر بات کی جائے تو کھاد کی 70 فیصد سے زیادہ subsidy صنعتکار استعمال کرتا ہے کیونکہ اسی کھاد کے اوپر subsidy دی گئی ہے۔ اس کے لئے مناسب قانون سازی ہونی چاہئے کہ جتنی subsidy مقرر کی گئی ہے وہ زمیندار کو پہنچنی چاہئے نہ کہ صنعتکار کو۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہم پانی کی کمی کا رونا روتے ہیں۔ ہم شاید مزید پانی تو حاصل نہ کر سکیں لیکن کیا متعلقہ محکموں نے موجودہ پانی کی بچت یا جدید آبپاشی نظام کے متعلق کوئی کام شروع کیا ہے؟ میرے خیال میں بالکل نہیں کیا۔ جب تک ہم اس حوالے سے کچھ نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری فصلیں ہمیں مناسب آمدن نہیں دیں گی۔ میرا اگلا point یہ ہے کہ انڈسٹری تمام چیزیں نقد بیچتی ہے لیکن زمیندار سے ہر چیز ادھار لی جاتی ہے اور سالہا سال سے payment نہیں ہوتی۔ آج جب میں یہ بات کر رہا ہوں تو میں خوف میں بھی مبتلا ہوں کہ آج یہ باتیں تو ضرور ہوں گی لیکن شاید ان کا نتیجہ کوئی نہ نکلے کیونکہ میں اسی ہاؤس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے وزیر موصوف نے یہ بیان دیا تھا کہ ایک مہینے کے اندر گنے کی تمام شوگر ملیں کسان کو payments کریں گی لیکن ایک مہینہ چھوڑ کر تین مہینے گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک کسان کو payments نہیں ہوئیں۔ قانون کے مطابق گنے کا کرشنگ سیزن نومبر کا پہلا ہفتہ ہے۔ بتائیے کس سال، کس وقت کس مل نے نومبر کے پہلے ہفتے میں کرشنگ شروع کی؟ اس وجہ سے جب ہم گندم کی کمی کا رونا روتے ہیں تو پنجاب کے اندر چار لاکھ ایکڑ جہاں سے گنا کاٹ کر گندم کاشت کی جاتی ہے وہ صرف انہی ملوں کی وجہ سے ہے۔ یہ ملیں جب دسمبر یا جنوری میں شروع ہوتی ہیں تو ان کی وجہ سے چار لاکھ ایکڑ کے اوپر گندم کاشت نہیں ہو سکتی کیونکہ گنا کھڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد جب اپریل کا مہینہ آتا ہے تو اس وقت زمینداروں کو زیادہ تر گنا جلانا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے already قانون موجود ہے، کوئی نئے قانون کی ضرورت نہیں لیکن بات اس پر عملدرآمد کرنے کی ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اس وقت صنعتکار کی قید میں ہے، اس کے رحم و کرم پر ہے، وہ جو چاہے اس کی مہربانی لیکن وہ زمیندار کی آواز نہیں ہے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ قانون سازی ہونی چاہئے اور صوبوں کو اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق صنعت کی product کو import یا export کر سکیں۔ اگر ہمارے ہاں چاول زیادہ ہو گیا ہے، حکومت نے مونجی کی 1500 روپے فی من قیمت مقرر کر دی ہے تو کوئی زمیندار مجھے بتا سکتا ہے کہ اس نے اس ریٹ پر بیچی؟ آج 1000 یا 1100 روپے من کاشت کار مونجی بیچنے پر مجبور ہے۔ کیوں؟ میرے بھائی نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ ابھی تک مرکزی حکومت خریداری کے لئے باہر نہیں نکلی اس لئے کیوں نہ یہ ہو کیونکہ اگر ہمارے ہاں کمی ہے تو صوبوں کو اجازت

ہونی چاہئے۔ میرے خیال میں اس کے لئے اگر ایک قرارداد پیش کی جائے اور اسے پاس کر کے مرکزی حکومت کو بھیجا جائے کہ وہ اس کے متعلق غور کرے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! اگر کسی مل کے اندر پروڈکشن نہیں ہوتی تو وہ اپنی پروڈکشن کے مطابق ہی ٹیکس دیتا ہے لیکن ہمارے ہاں پانی نہیں ملتا مگر آبیانہ دینا پڑتا ہے کیونکہ فلیٹ ریٹ لگا کر اور بھی زیادہ زمینداروں کے اوپر ظلم ہوا کہ ان کی فصل بھی نہیں اگتی لیکن انہیں آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ اس کی مجھے سمجھ نہیں کہ یہ کہاں کی منطق ہے اور کس طرح کا اصول ہے کہ میری آمدن تو کچھ نہیں، میری پیداوار کچھ نہیں لیکن مجھے اس کے اوپر حکومت کو فیس ادا کرنا پڑتی ہے؟ اس کے متعلق بھی اگر حکومت نئی اور بہتر قانون سازی کرے کہ جس طریقے سے سال کے آخر میں مل والوں کا product کا تخمینہ اور analysis کیا جاتا ہے اور اس کی آمدن کے مطابق وہ اپنا ٹیکس جمع کرواتا ہے تو زمیندار کے اوپر یہ کیوں ہے کہ وہ آبیانہ بھی دے، زرعی انکم ٹیکس بھی دے اور اب جو آواز آ رہی ہے لیکن اس کے متعلق ایک clarification ہو گئی ہے کہ مرکزی حکومت یہ نہیں لگا رہی جو کہ بہت اچھی اور خوش آئند بات ہے، ہم تو بلکہ یہ کہیں گے کہ جو پہلے ساڑھے بارہ ایکڑ کے اوپر زرعی انکم ٹیکس لگا ہوا ہے وہ بھی ختم ہونا چاہئے کیونکہ اس کا کوئی جواز نہیں بنتا ہمیں دینے کا اور نہ ہی آج کا زمیندار، جیسے آپ نے کہا کہ پنجاب میں کوئی جاگیر دار نہیں ہے بلکہ زمیندار ہیں۔ آج کوئی زمیندار اس کو دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس لئے اس پر بھی نئے سرے سے غور کرنا ہو گا کیونکہ آپ بار بار گھڑی کو دیکھ رہے ہیں تو میں خود ہی بیٹھ جاتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: میں آپ کو دیکھتا ہوں، گھڑی کو نہیں دیکھتا۔ شکریہ۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر میں آپ کا اور رانا ثناءاللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کاشت کار طبقے کے لئے وقت مقرر کیا ہے اور زراعت کے متعلق کاشت کار طبقے کو درپیش تکالیف کو سننے اور کہنے کا موقع دیا ہے۔

جناب والا! کاشت کار طبقہ ہی ہے جس سے ملک کی معیشت بھی مضبوط ہے اور شہر کی رونقیں بھی بحال ہیں۔ ایک کاشت کار طبقہ ہی ہے جو رات دن محنت کر کے ملک کے عوام کو خوشحال

کرتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جو ملک کے عوام کو خوشحال کرتا ہے کبھی وہ بیچارہ خود خوشحال نہیں ہوا۔ کاشت کار دن رات محنت کر کے اناج پیدا کرتا ہے کبھی کسی نے سوچا ہے کہ اس کو کتنی مشکلات ہیں؟ اس کے متعلق یہ کہہ دینا یہ جاگیر دار ہیں، یہ عیش و عشرت کر رہے ہیں۔ اناج پیدا کرنے کے لئے جو تکلیف کاشت کار طبقہ اٹھاتا ہے اگر یہ جاگیر دار کہنے والے دیکھیں تو یہ ایک رات بھی فصلوں کو پانی نہیں لگا سکتے۔ گھپ اندھیری راتوں میں کانٹوں پر چل کر اور سانپوں سے لڑ کر یہ کاشت کار جب فصلوں کو رات کو پانی لگاتے ہیں تو اللہ کے سوا اس کے ساتھ اور کوئی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ کاشت کار ٹیکس نہیں دیتا تو میں کہتا ہوں کہ جتنا زیادہ ٹیکس کاشت کار دے رہا ہے اور کوئی کاروباری اور کوئی صنعت والا ہم سے مقابلہ کر لے کہ کاشت کار ٹیکس زیادہ دے رہا ہے یا صنعت کار زیادہ ٹیکس دے رہا ہے۔ یہ زرعی ادویات کی صورت میں ہو، یہ مالی آبیانہ کی صورت میں ہو، یہ زرعی ٹیکس کی صورت میں ہو، یہ جعلی ادویات جو بیچارے کسانوں کو ملتی ہیں اس کی صورت میں جو وہ بھگتتا ہے، ڈیزل کی مہنگائی کی صورت میں، کھاد کی مہنگائی کی صورت میں کاشت کار کیا کیا مشکلات نہیں اٹھاتا؟ لیکن اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ ٹیکس نہیں دیتا بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ افسوس ہوتا ہے کہ آج اسی کاشت کار کے متعلق یہ سوچا جا رہا ہے کہ اس پر زرعی انکم ٹیکس بھی لگا دیں۔ مالیہ یہ دیتا ہے، آبیانہ یہ دیتا ہے، زرعی ٹیکس یہ دے رہا ہے، مہنگائی کی چکی میں یہ پس رہا ہے۔ باقی سب کاروباری اداروں کا بجٹ جون میں بڑھتا ہے لیکن کسان کا کوئی وقت نہیں۔ کھاد کی بوری لے کر گھر جاتا ہے جب دوسری لینے کے لئے آتا ہے تو سو روپیہ زیادہ ہو جاتی ہے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ اس کا بھی کوئی بجٹ ہے اور اس کا کوئی ٹائم مقرر ہے کہ وہ اس حساب سے کھاد ابھی ایک دن پہلے اس ریٹ پر لے گیا ہے اور پھر آیا ہے تو اس کو دوسرا ریٹ دینا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک کاشت کار ہی ہے جو رب کے بھروسے پر چلتا ہے کیونکہ اس کے پاس جو کچھ پڑا ہوتا ہے وہ زمین میں دبا دیتا ہے اور اللہ کے بھروسے پر رہتا ہے اور اللہ کی مہربانی سے جب فصل اگتی ہے تو اس کے چہرے پر رونق آتی ہے۔ فصل اگتی ہے تو کاشت کار کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے وہ جڑی بوٹیوں سے لڑتا ہے، پھر کیڑے مکوڑے آ جاتے ہیں تو ان کے لئے دوائی لے کر آتا

ہے پھر زمینی آفات ہوں یا آسمانی وہ سب مشکلات برداشت کرتا ہے لیکن افسوس کی بات کہ جب اس کی فصل تیار ہو جاتی ہے تو ایک واحد کاشت کار طبقہ ہے جس کو اپنی جنس کی قیمت مقرر کرنے کے اختیارات نہیں ہیں۔ کاٹن ہو، دھان ہو، گنا ہو جو کچھ بھی ہو وہ فصل تیار تو اتنی مشکل سے کر سکتا ہے لیکن اس کو اپنی فصل کی قیمت مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ کوئی کاروباری صاحب بتادے کہ جن کا ٹیکسٹائل ملوں یا کارخانے سے تعلق ہو کہ وہ جو چیز تیار کرتے ہیں اس کا اپنا ریٹ وہ خود مقرر کرتے ہیں لیکن یہ صرف کاشت کار ہے کہ اس کی جنس کی قیمت گورنمنٹ مقرر کرتی ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! جلدی مکمل کریں کیونکہ ٹائم کافی ہو گیا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اگر ملک کو ترقی دینی ہے اور ملک کی معیشت مضبوط بنانی ہے تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے زراعت کو مضبوط نہ کیا تو ملکی معیشت کبھی مضبوط نہیں ہو سکے گی۔ میرا وقت تو کافی ہونا چاہئے تھا چونکہ میں محرک ہوں اور محرک کا ہمیشہ دگنا ٹائم ہوتا ہے لیکن آپ مجھے بھی اس کے متعلق کہہ رہے ہیں تو میرے دل کی باتیں تو رہ گئی ہیں۔ میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ اس وقت کاٹن، دھان کھلے آسمان تلے پڑی ہے لیکن لینے والا کوئی نہیں ہے تو میری یہ تجویز ہے اور میری کاشت کار طبقے کی طرف سے یہ فریاد ہے کہ اس کو فوری طور پر خرید کریں ورنہ یاد رکھنا کہ آپ کا گندم کا ٹارگٹ پورا نہیں ہوگا۔ اس وقت دو لاکھ ایکڑ گندم بجائی کرنا چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس وقت 40 ہزار ایکڑ گندم کی بجائی ہوئی ہے۔ صرف اس لئے کہ کاٹن کی فروخت نہیں ہو رہی۔ ایک تو کاٹن فوری طور پر خریدی جائے اور دوسری تجویز یہ ہے کہ جس طرح باقی ہر کاروباری ادارے اور ہر دکان اور فیکٹری کی انشورنس ہے تو کاشت کار کی فصل کی بھی انشورنس ہونی چاہئے اور تیسری بات یہ ہے کہ وزیر زراعت صاحب تشریف فرما ہیں تو میری ان سے یہ تجویز ہے کہ ریسرچ سنٹرز کو کروڑوں روپے کا بجٹ دیا جاتا ہے اور آج بھی رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ پتا نہیں کہ 270 یا کتنے ملین روپے ریسرچ والوں کو دے دیئے گئے ہیں تو وہ بتائیں کہ آج تک انہوں نے کوئی اینٹی وائرس کاٹن کا بیج تیار کیا ہے، کاشت کار کو کوئی ایسا بیج دیا ہے کہ جس کو وائرس نہ لگتی ہو۔ اس چیز کے لئے وہ پیسے لے رہے ہیں کہ ہم نئے نئے بیج گندم اور کاٹن کے تیار کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ آج تک وہ ہمیں anti

seed virus مہیا نہیں کر سکے۔ اگر ان کو اتنے پیسے دیئے جاتے ہیں تو ان کی جانچ پڑتال بھی ہونی چاہیئے، ان کا آڈٹ بھی ہونا چاہیئے، ان سے پوچھنا بھی چاہیئے کہ آپ نے جس مقصد کے لئے اتنا بجٹ لیا ہے کاشتکار کو اس کا کیا فائدہ پہنچایا؟ میری صرف آخری گزارش ایک منٹ کے لئے یہ ہے کہ I.M.F سے قرضہ لے کر زرعی ٹیکس نہ لگائیں۔ اگر خدانخواستہ ان کے دباؤ میں آکر زرعی ٹیکس لگا دیا تو یاد رکھیں کہ ملکی زراعت تباہ ہو جائے گی اور اس کے تباہ ہونے سے ملکی معیشت تباہ ہو جائے گی۔ مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جناب عامر سلطان چیمہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جناب سپیکر! آج جبکہ وطن عزیز میں امن و امان کے حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ آپ کی external investment ختم ہو چکی ہے۔ پاکستان میں energy نہ ہونے کی وجہ سے انڈسٹری بیٹھ چکی ہے۔ یہ صرف زراعت ہی ہے جس میں آپ بہتر توجہ دے کر پاکستان کی معیشت اور سالمیت کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ میں agriculture statistics of Pakistan کے مطابق عرض کروں گا کہ اس وقت پنجاب کے اندر 57 فیصد رقبہ زیر کاشت ہے۔ اس میں سے کل cultivated area 31.06 ملین ایکڑ ہے اور اس میں 7.33 ملین ایکڑ ایسا ہے جو cultivation کے لئے absolutely available نہیں ہے۔ 4.2 ملین ایکڑ culturable waste ہے اور جو میں نے cultivated area 31.06 کہا ہے اس کا sown area 41.21 ملین ایکڑ ہے۔ اس طرح جو یہ culturable waste ہے اس کا 4.02 ملین ایکڑ neglected ہے اور اس پر توجہ اور focus کر کے ہم اپنی production بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ wheat کی طرف مبذول کراؤں گا، پاکستان میں wheat کی ضروریات تقریباً 21 ملین ٹن ہیں جس میں سے 15.6 ملین ٹن پنجاب پیدا کرتا ہے لیکن پچھلے سال اور اس سال کے اوائل میں آپ کو جو wheat کا بدترین بحران دیکھنا پڑا اس کی وجوہات سیاسی ہیں۔ 2007 اور 2008 میں پنجاب میں گندم کا 19 لاکھ ٹن سٹاک موجود تھا جس میں سے وفاق نے پانچ لاکھ ٹن گندم export کے لئے ٹینڈر float کئے اور اس میں سے 3 لاکھ 85 ہزار ٹن گندم اور 15 لاکھ ٹن آٹا ملک سے باہر export کر دیا گیا جس کے ریٹ 220 ڈالر فی ٹن تھے۔

جناب سپیکر: اب آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ قومی معاملہ ہے، میں آپ سے عرض کروں گا کہ اگر یہ معاملہ کوئی irrelevant ہو تو آپ ٹائم کو reduce کر دیجئے۔ یہاں ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں آدھ گھنٹہ لیا تھا اور اب ان میں اتنا بھی ظرف موجود نہیں ہے کہ وہ یہاں پر بیٹھ کر ہماری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو چھوڑیں، اپنی بات کریں اور suggest کریں کہ آپ کیا تجویز دینا چاہتے ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس طرح 590 روپے فی من کے حساب سے wheat export کی گئی۔

جناب سپیکر: ڈپٹی اپوزیشن لیڈر تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ان کا شکریہ۔ بعد میں یہ تقریباً 17 لاکھ ٹن گندم import کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ suggest کریں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ہمیں کیسے آگے بڑھنا چاہئے؟ یہ اعداد و شمار تو آ گئے ہیں اب اپنی suggestions دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس نتیجے میں ہم نے گندم 12 سو روپے فی من کے حساب سے import کی اور ہم نے اس طرح سے بھاری زرمبادلہ ضائع کیا۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ

آج بھی پاکستان کے اندر اور بالخصوص پنجاب کے اندر گندم ہماری ضروریات سے زیادہ پیدا ہو رہی ہے۔ پاکستان کو wheat کے معاملے میں خود کفالت سے بڑھ کر export standard تک لانے کے لئے ہمیں neglected area پر cultivation کرنی ہوگی۔ forest کو ہم نے مختلف اضلاع میں ہزاروں ایکڑ زمین plantation growth کے لئے دی ہوئی ہے وہ واپس لینا ہوگی اور اس پر cultivation کرنا ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسانوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے جگہ دے دی جائے اور اس میں سے دو ایکڑ یا وٹ بندی پر ان کو compulsorily حد مقرر کر دی جائے کہ اس پر آپ نے plantation کرنی ہے۔ اس طرح forest کے پاس جو non utilized area پڑا ہوا ہے وہ utilization کی طرف آ جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں کپاس کے معاملے پر معزز ممبر نے ابھی بات کی ہے کہ کپاس پر مختلف قسم کے وائرس کا حملہ ہوتا ہے اور یہ وائرس فصل کی فصل چاٹ جاتے ہیں۔ ہمیں اس شعبہ میں کپاس کی production کے حوالے سے بڑی ناکامی کا سامنا ہے۔ جس میں ملی بگ جیسے جراثیم اہم ہیں جس پر کنٹرول نہیں کیا جا سکا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو کریڈٹ دوں گا کہ انہوں نے اس مسئلہ پر ابھی چائنہ میں M.O.U sign کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی اپنی suggestion دیں تاکہ اس کو فارغ کریں۔ پلیز، اس کو wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس پر فوری طور پر implement کرنے کی ضرورت ہے اور جو سسٹم drip irrigation کا ہے اس کو فوری طور پر پاکستان میں introduce کرانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جو ابھی لاء منسٹر نے agriculture minister کے behalf پر بتایا ہے کہ تین ہزار ملین کے arrangements کئے جا رہے ہیں کہ یہ agriculture promotion پر لگیں گے۔ بات ڈیپارٹمنٹ کی output کو بڑھانے کی

ہے۔ ہم بجٹ کا سب سے بڑا حصہ agriculture پر لگاتے ہیں لیکن اس میں feed back کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو ہدف مقرر کریں اس کے حصول کے لئے ہمیں ان اداروں سے پوچھنا بھی چاہئے کہ کیا رزلٹ حاصل ہوا ہے؟

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شجاع صاحب!

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، میں وزیر زراعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور سیکرٹری زراعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں جو کہہ رہا تھا کہ brief ملنا چاہئے وہ brief سب کو مل گیا ہے اور اس کی پوری detail ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ باقی جو محکمے ہیں جب ان کی discussion ہو وہ بھی اسی قسم کا brief ضرور دیا کریں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ باقی تمام departments بھی اس کو نوٹ فرما لیں۔ اعجاز شفیع صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ جناب آصف منظور موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! زراعت پر سب دوستوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں مگر آپ کا فرمان ہے کہ صرف تجاویز دی جائیں۔ تجاویز کیا میں تو اپنے مطالبات پیش کروں گا کہ میرا ضلع بہاولنگر اس وقت پسماندگی کے انتہائی نیچے درجہ پر جا رہا ہے۔ زراعت کے لئے اگر پانی نہیں ہوگا تو پھر یہاں پر ہم گندم، کپاس اور گنے کے لئے جتنے بھی facts & figures بیان کر دیں تو میرا نہیں خیال کہ اس میں کوئی حقیقت ہو گی۔

میری یہ گزارش ہے کہ میرے ضلع بہاولنگر کو سب سے پہلے پانی کا مسئلہ ہے، اس کی کمی سے ہم گزر رہے ہیں ایک تو اس کو پورا کیا جائے اور جو اس سال پانی کی تقسیم کی گئی ہے وہ بڑی خطرناک حد تک ہے۔ جس کو میں آج آپ کی اجازت سے اس ایوان میں figures کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس منگلا اور تربیلا دو commands ہیں۔ بہاولنگر، وہاڑی اور ساہیوال یہ تینوں ضلعے اس منگلا کی command میں ہیں اور اسی طرح بہاولپور اور رحیم یار خان تربیلا

command میں آتے ہیں تو ہماری جو none perennials نہریں ہیں اس کے حوالے سے جو planning کی گئی ہے اس کے اندر یہ رکھا گیا ہے کہ جو منگلا کی command نہریں ہیں انہیں پانی نہیں دیا جائے گا جبکہ جو تربیلا کی command نہریں ہیں ان کو یہ پانی دیا جائے گا تو اتنا بڑا تضاد کیوں ہے؟ جن کو پانی دیا جارہا ہے ان کو اس criteria پر دیا جارہا ہے کہ وہاں گندم کی کاشت ہے تو کیا ہم گندم کاشت نہیں کرتے؟ کیا میرے ضلع ساہیوال اور وہاڑی میں گندم کاشت نہیں ہوتی؟ میری یہ گزارش ہے کہ اگر پانی دیا جائے تو none perennials میں بھی برابر دیا جائے یا پھر بالکل نہ دیا جائے یعنی انصاف کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی 21۔نومبر سے ہمارے حصہ کا یعنی صادقیہ نہر کا 5500 کیوسک پانی بنتا ہے جس میں سے ایک ہزار کیوسک deduct کر کے اس میں down stream پر بہاولپور کو دیا جارہا ہے اور ہمیں 4500 کیوسک دیا جارہا ہے اور یہ director regulation کے order پر کیا گیا ہے تو میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اس کو آپ on the behalf of this House as speaker کنٹرول کریں اور ہمارا جو ایک ہزار کیوسک پانی ہے یہ کم از کم ضلع بہاولنگر کو واپس دے دیا جائے اور یہی میں بات چاہتا تھا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آج سیکرٹری زراعت تو اس ایوان میں موجود ہیں اور اگر سیکرٹری اریگیشن بھی ہوتے تو پھر اور بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کرتے چلے جائیں، آپ کی بات نوٹ ہو رہی ہے۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ باتیں سب میرے معزز اراکین نے کر دیں تو میں صرف ان کی تفصیل میں جانا چاہوں گا۔ جو زرعی انکم ٹیکس کی بات کی جارہی ہے، خدا کرے کہ آج جو بیان مرکزی حکومت نے دیا ہے یہ حقیقت پر مبنی ہو کہ آئندہ ابھی وہ زرعی ٹیکس لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور اگر وہ ارادہ رکھتے ہیں تو میں یقین سے آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ آج پنجاب کا کسان زرعی ٹیکس تو کیا وہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت بھی برداشت نہیں کر سکتا تو ہم سے یہ ہمارے خون مانگ لیں، ہماری آنکھوں کا نور مانگ لیں، ہماری جانیں

مانگ لیں مگر ہمارے بچوں کا جو رزق ہے وہ ہم سے نہ چھینیں۔ ہم اس floor پر احتجاج کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ زرعی ٹیکس نہیں دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری آپ سے ہی گزارش ہے کہ ہماری زراعت تب کامیاب ہوگی اگر اس ایک تجویز پر عمل کیا جائے کہ ہمارے قائد محترم میاں شہباز شریف صاحب کا vision بھی اسی کے حق میں ہے اور اگر ہمارا agriculture department بھی اسی کو focus کر لے تو خدارا! اس زراعت میں جو ہمارے in puts ہیں اگر اس میں جعلسازی کو روک دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری outputs دگنی ہو سکتی ہے بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ میں چند دنوں میں اس ہاؤس کے اندر ایک ایسی FIR بھی پیش کروں گا کہ جو ایک کھاد کی بڑی authentic کمپنی کے خلاف میرے ضلع میں درج ہوئی ہے جس کی کھاد کے اندر ملاوٹ نکل آئی ہے اور اگر ہم نے اتنی مہنگی مہنگی دو نمبر ملاوٹ والی کھادیں اپنے کھیتوں میں ڈالنی ہیں تو کیسے ہم اپنے پنجاب اور اپنے پاکستان کو ایک اچھی زراعت کا مستقبل دے سکیں گے؟ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ مائزہ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میری چھوٹی سی request آپ کے توسط سے سیکرٹری زراعت سے اور منسٹر زراعت سے ہے کہ جو پنجاب سیڈ کارپوریشن ہے انہوں نے seed procurement بند کر دی ہے۔ انہوں نے pre-basic seed کے لئے کسان کو incentive دیا تھا کہ یہ 15 دسمبر تک considerable high price procurement دیں گے لیکن وہ انہوں نے اب بند کر دی ہے اور اب کسان suffer کر رہا ہے۔ پہلے input prices فیڈرل گورنمنٹ نے اتنی high کر دی ہیں کہ جس کی وجہ سے کسان کا کوئی بھی leverage نہیں ہے تو kindly یہ پنجاب سیڈ کارپوریشن اگر پنجاب کے کنٹرول میں ہے تو ان کی ایک meeting call کر کے ان سے پوچھا جائے کہ انہوں نے یہ کیوں کیا ہے اور اس کی date کو extend کیا جائے کیونکہ کسان پہلے ہی مارا جا رہا ہے، thank you very much

جناب سپیکر: جی، افتخار علی بابر کھیتران!

جناب افتخار علی بابر کھیتران: شکریہ۔جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے یقیناً مسائل فاضل ممبران نے بہت خوبصورتی سے پیش کئے ہیں اور میں suggestions کی طرف آنا چاہوں گا کہ پاکستان میں ہمارا کاشتکار بنیادی طور پر قدرت کے سہارے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہاں اس ایوان میں جو کسانوں کا ایوان بھی کہلایا جا سکتا ہے، یہاں پر کی ہوئی باتوں کا اثر اس کاشتکار تک اگر پہنچتا ہے جو کھیتوں میں موجود ہے تو اس ایوان کا بنیادی فرض ہے کہ یہ اپنی عوام کے لئے بہتری کی تجاویز مرتب کرے اور اس پر عملدرآمد کرائے۔اس کے بعد میں یہاں پر inputs کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا کہ مارکیٹ اکانومی کے اوپر کاشتکار اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے اور subsidized items اب اس کے لئے ناممکن ہیں کہ وہ اپنی کسی بھی inputs کے حوالے سے اسے subsidy مل رہی ہو لیکن ان تمام مارکیٹ اکانومی inputs کے ساتھ وہ جو پروڈکشن پیدا کرتا ہے اسے کنٹرول ریٹ پر اس وقت خریدا جاتا ہے جب ملک میں اس چیز کی shortage ہو لیکن surplus ہونے کی صورت میں اسے مارکیٹ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں اس کا سب سے بڑا استحصال مڈل مین آڑھتی کرتا ہے۔جب ہم اس ایوان میں بات کرتے ہیں تو جو گورنمنٹ کے پاس available tools ہیں اور مارکیٹ کمیٹیاں ہیں یا باقی ادارے ہیں اس حوالے سے ان کی کارکردگی یقیناً مایوس کن ہے اور آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ساتھ زیادہ تر تعلق آڑھتیوں کا ہوتا ہے اور کاشتکار تقریباً اس سے لاتعلق رہتے ہیں تو اب اس چیز کی ضرورت ہے کہ کاشتکار جب اپنی پروڈکشن کو تیار کر لیتا ہے تو اسے کم از کم وہ mechanism ملنا چاہئے جہاں وہ اپنی معقول قیمت لے سکے اور اس کے لئے ہمارے سامنے ہندوستان کی مثال ہے کہ جہاں مہاراشٹر یا باقی علاقوں میں کہ انٹرنیٹ کے ذریعے اپنی products کو وہ within region کہیں بھی اپنی بہتر قیمت کے لئے ان کے پاس ایک سہولت موجود ہے۔اسی کے ساتھ ہی جو cartels against کاشتکار اس ملک کے اندر وجود رکھتے ہیں سیڈ کے حوالے سے کہ جو سیڈ نیا پیدا ہوتا ہے وہ انتہائی مہنگے داموں میں کاشتکار کی لاعلمی کا فائدہ لے کر اسے

فروخت کیا جاتا ہے، خواہ اس بیج کی پیداواری صلاحیت ہو یا نہ ہو انتہائی مہنگے داموں میں نیا بیج کا نام دے کر اسے بیچا جاتا ہے اور کوئی گائیڈ کرنے والا موجود نہیں ہوتا۔ non-registered seed ہمیشہ مہنگے داموں shops پر فروخت ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہی ایک اور چیز جب ہم چاول کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو جس وقت کاشتکار اپنے چاول کی کاشت کی طرف جا رہا تھا تو کوئی بھی ادارہ اسے intimate نہیں کر رہا تھا کہ وہ بہت زیادہ پروڈکشن کی طرف جا رہے ہیں اور یہی چیز ہے کہ اتنی زیادہ کاشت کے بعد آج کاشتکار کو اپنی فصل کی فروخت کے لئے کوئی سیکٹر بھی موجود نہیں جو اسے خرید سکے۔ اب میں ریسرچ انسٹیٹیوٹس کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ کاشت کار دو قسم کے ہیں۔ایک progressive کاشتکار ہیں جو حکومت کی تمام پالیسیوں کے benefits لیتے ہیں لیکن سب سے زیادہ ضرورت کم علم کاشتکار کو ہے جو یہ avail facilities نہیں کرتا۔لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ تمام چیزیں کاشتکار تک جائیں تاکہ وہ حکومت کی طرف سے دیئے گئے تمام benefits سے مستفید ہو سکیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ محکمہ زراعت کے پاس 25ہزار ملازمین ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ کاشتکاروں تک کتنے پہنچتے ہیں؟ یہ ہمارے لئے ایک question mark ہے۔

جناب سپیکر! میں نے بجٹ اجلاس میں بھی ایک تجویز پیش کی تھی کہ اگر ہم زراعت کو ریڑھ کی ہڈی قرار دیتے ہیں تو طالب علموں کو کم از کم میٹرک تک زراعت بطور مضمون پڑھایا جائے تاکہ جب کاشتکار کا بیٹا اپنے گھر جائے تو اپنے خاندان کے لئے کچھ تو افادیت رکھتا ہو۔ میں یہ بھی چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے، پلیز تشریف رکھیں۔جی، رانا منور غوث صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ جیسے جیسے نام آئے ہیں اسی طرح ان کو پہلے سنا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، وہ بھی سنتے ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا نام ساتویں نمبر پر تھا لیکن میرا نمبر ابھی تک نہیں آیا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! گھبراہٹ نہ کریں-ان کے بعد آپ کی باری لگ چکی ہے-

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایوان میں کاشتکاری کے فروغ اور زمینداروں کے مسائل پیش کرنے کے لئے موقع فراہم کیا-اس وقت زمیندار کو کھاد اور بیج کی فراہمی بڑی مشکل سے ہو رہی ہے آپ جو کاشتکاروں کو کھاد اور بیج خریدنے کے لئے زرعی بنک سے قرضہ دیتے ہیں اس میں میری تجویز ہے کہ زرعی بنک، سیڈ کارپوریشن اور فیکٹریوں کا آپس میں اس طرح مربوط رابطہ ہونا چاہئے کہ وہ زمیندار سے ڈیمانڈ لے کر اسے اچھی اور معیاری کھاد اور بیج فراہم کریں-اس وقت پنجاب میں زمیندار کو لیزر لیول کا بھی بہت کم فائدہ ہو رہا ہے، جب زمیندار کو لیزر لیول کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے کئی دفاتر کے چکر لگانے پڑتے ہیں اس وجہ سے وہ dishearts ہو جاتا ہے اور اسے اس کی افادیت کا پتا چلتا ہے اور نہ ہی فائدہ حاصل کر سکتا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ لیزر لیول کو عام کیا جائے-آپ نے پہلے ہر تحصیل میں ایک لیزر لیول دیا ہوا ہے یا پھر بڑی تحصیلوں میں دو یا تین لیزر لیول ہیں- میرا تعلق تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا سے ہے مجھے اچھی طرح علم ہے کہ میری تحصیل میں صرف ایک لیزر لیول ہے- ہماری تحصیل میں یہ ایک لیزر لیول بالکل کم ہے اور وہاں کے کسانوں کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا-لہذا آپ ان articles کی دستیابی کو زیادہ سے زیادہ ensure کریں-ابھی جیسے افتخار کھیتران صاحب نے کہا ہے کہ اس وقت پنجاب میں محکمہ زراعت کا فیلڈ سٹاف 25 ہزار ہے-آپ نے ان کو ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک دفتر فراہم کیا ہوا ہے اور وہ وہاں جا کر زمینداروں کو مشورے دیتے ہیں لیکن ان کا فیلڈ ورک بالکل کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے-وہ نہ تو زمینداروں کو مشورے دیتے ہیں اور نہ ہی کھاد اور بیج کے متعلق بتاتے ہیں-اس سلسلے میں میری استدعا ہے جیسے آپ نے فیلڈ سٹاف کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دی ہوئی ہیں ان کو موٹر سائیکل دیئے ہوئے ہیں اور ان کو اچھی مراعات مل رہی ہیں لہذا ان کو چاہئے کہ وہ زمینداروں تک پہنچیں اور ان کو زیادہ سے زیادہ motivate کریں تاکہ ہماری فصلیں بروقت کاشت ہو سکیں اور ایک عام کسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے-

جناب سپیکر!صوبائی حکومت کی گرین ٹریکٹر سکیم شروع کرنے پر تمام کسان شکریہ ادا کرتے ہیں۔آپ نے گرین ٹریکٹر سکیم میں ہر تحصیل کے لئے کوٹا مختص کر دیا کہ فلاں تحصیل میں 100 ٹریکٹر ہوں گے فلاں میں 80 اور فلاں میں 40 ٹریکٹر ہوں گے۔آپ نے جو قرعہ اندازی کا سلسلہ شروع کیا اس میں بہت سے چکوک میں ایسا ہوا کہ ایک چک کے تو 10 ٹریکٹر نکل آئے اور کہیں ایسا ہوا کہ پانچ پانچ یونین کونسلوں میں ایک ٹریکٹر بھی نہیں گیا۔یہ قرعہ اندازی بالکل transparent ہوئی ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کا کوئی ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ ہر جگہ کے لوگ مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کا time over ہو گیا ہے۔پلیز! wind up کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر!اس وقت نہری پانی ہماری زراعت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ پانی چوری ہو رہا ہے۔ feudal lords نہریں کاٹ کر پانی چوری کر لیتے ہیں لیکن ان کے خلاف دفعہ 330 کی کارروائی ہوتی ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ ان کے خلاف دفعہ 379 اور 420 کے تحت پرچے دیئے جائیں اور سختی سے ensure کیا جائے کہ جو پانی چوری کرے کم از کم تین ماہ تک اس کی ضمانت نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔پلیز wind up کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر!میں wind up کر رہا ہوں۔میری آخری استدعا ہے کہ محکمہ زراعت کو ہدایت جاری فرمائیں کہ سبزیات اور باغات کے فروغ کے لئے ایک سپیشل ٹاسک فورس بنائی جائے اور جو آپ نے کین کمشنر مقرر کیا ہوا ہے اسے اتنا بااختیار بنائیں کہ جب یہ ملوں والے زمینداروں کے پیسے کھا جاتے ہیں تو وہ ensure کرے کہ زمینداروں کو بروقت ان کی ادائیگیاں ہوں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔جی، جناب محمد حفیظ اختر چودھری!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! قبل اس کے کہ میں آپ سے یہ کہوں کہ زراعت ہمارے ملک کی اکانومی میں کیا role play کر رہی ہے۔ اس معزز ایوان کے سب اراکین جانتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جو تجاویز نہیں آئیں آپ وہ دیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں مختصر کرتے ہوئے صرف suggestions کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے محکمہ زراعت کے departments خواہ وہ ریسرچ ہے، ایگری ایکسٹنشن ہے، فلوری کلچر ہے یا کوئی بھی ہے وہ جو بھی کام کر رہا ہے ان کی افادیت بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میں green evaluation سے بات شروع کرتا ہوں۔ آج ہم food crisis کی بات کر رہے ہیں، جب پاک 81 آئی تو ہم اس دور کو green evolution کہتے ہیں، سبز انقلاب کہتے ہیں اس وقت کسان کی فی ایکڑ پیداوار تقریباً +90 تھی لیکن اس کے بعد جب آج ہم دوسری varieties کاشت کر رہے ہیں تو ہماری پیداوار اس level تک کیوں نہیں ہے؟ جہاں تک میرے علم میں بات آئی ہے کہ اس وقت ہمارے کسی ایگریکلچر ایکسٹنشن ڈیپارٹمنٹ، ایگری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ اور soil reclamation کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی ایسا data موجود نہیں ہے۔ لہذا میری تجویز ہے کہ اس وقت کا soil analysis اور پورے پنجاب کا ٹوٹل analysis موجود ہونا چاہئے کہ اس وقت ہماری زمینوں میں کون کون سے micro and macro elements موجود تھے اور اب ان کی کتنی deficiency ہو چکی ہے۔ اگر ہم local strength سے synthetic variety میں آئے ہیں تو ہماری وہ varieties کتنی inputs لے گئی ہیں۔ اس وقت پنجاب میں سب سے بڑا ڈیپارٹمنٹ ایگریکلچر ایکسٹنشن ڈیپارٹمنٹ ہے، ہمیں چاہئے کہ جو چیز آج ہمارے کام نہیں آئی کم از کم ہماری آنے والی نسل کے ضرور کام آئے۔ اس وقت ہمارے پنجاب میں مربع سسٹم اور ایکڑ سسٹم موجود ہے، ہمارے ایگری کلچر ایکسٹینشن ڈیپارٹمنٹ کو فوری طور پر ہنگامی بنیادوں پر یہ کام شروع کر دینا چاہئے کہ ہمارے پاس ہر ایکڑ کا ہر مربع کا soil analysis کا data موجود ہونا چاہئے۔ اس میں water analysis کا data موجود ہونا چاہئے۔ اگر آج ہمارا ڈیپارٹمنٹ recommendations

دے رہا ہے تو وہ blind ہے۔ اگر کوئی کسان اپنے soil کا analysis خود کروا کر لائے تب اس کی requirement کی recommendation ہوتی ہے ورنہ جتنی بھی نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاش کی recommendations دیتے ہیں وہ بالکل blind دیتے ہیں اس لئے میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے پاس پورے پنجاب کا مربع وار اور ایکڑ وار data ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! چونکہ ہمارے منسٹر صاحب نے enhance production کی بات کی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اب ہمیں اس طرف آ جانا چاہئے۔ ہمیں روایتی ایگریکلچر کو چھوڑ کر ایڈوانس ایگریکلچر کی طرف توجہ دینا ہو گی۔ ہمارا under cultivation area بہت کم پڑ رہا ہے اور اس کے برعکس ہماری بہت سی ایگریکلچر لینڈ زرعی سے سکنی میں تبدیل ہو رہی ہے اس کے لئے کوئی پالیسی بنائی جائے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ چودھری صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں to the point اور relevent subject پر رہ کر چند تجاویز دینا چاہتا ہوں اگر میں subject سے ہٹوں تو آپ ضرور کہہ دیں کہ میں بیٹھ جاؤں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ ٹائم کی بھی پابندی کرنا ہوتی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اب ہمیں ایڈوانس ایگریکلچر کی طرف توجہ دینا ہو گی اور ہمیں cropping pattern کے لحاظ سے zoning کرنا ہو گی۔ ہمیں اس میں citrus, mango, temperate fruit, vegetables, floriculture اور اس میں جتنی بھی major crops آتی ہیں۔ جس میں corn, wheat, cotton, sugarcane اور rice ہے ان crops کے لحاظ سے ہمیں ایک zoning کرنا ہو گی تاکہ ہم اپنے تمام محکمہ جات کو اس کی افادیت اور اس کی صلاحیت کے مطابق استعمال کر سکیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا وقت ختم ہوا۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں مزید اس پر بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ مہربانی کر کے مجھے پانچ منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: پانچ منٹ کیسے دے سکتے ہیں؟ دوسرے لوگوں نے بھی ابھی بات کرنی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے پانچ منٹ ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں اپنے پانچ منٹ ان کو دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا نام ادھر فہرست میں موجود ہے؟

جناب عبدالوحید چودھری: جی ہاں۔ میرا نام ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ بڑی دیر کے بعد زراعت پر بحث ہو رہی ہے اور میرا یہ subject بھی ہے، میں agrarian ہوں اور بحیثیت agrarian میں اس میں اپنی inputs دینا چاہتا ہوں تو استدعا ہے کہ پلیز آپ پانچ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر! اس وقت دنیا organic پر چلی گئی ہے اگر ہم vegetables کو export کی سطح پر لے کر جانا چاہتے ہیں، اگر ہم اپنی valuable product میں آنا چاہتے ہیں تو ہمیں organic کے اوپر آنا پڑے گا۔ اب بھی ہم pesticides and insecticide سے plant protection measure کر رہے ہیں۔ ہمیں export zones بنانا ہوں گے تب جا کر ہم اپنی export کو بڑھا سکتے ہیں۔ ہمیں valuable product میں آنا پڑے گا۔ اس وقت citrus اور citrus میں specially mandarin اور mango میں پاکستان دنیا میں نمبر 1 پر ہے۔ ہمارا تمام سی گریڈ کا mango اور سی گریڈ کا citrus ضائع ہو رہا ہے۔ نہ ہم mango pluck میں جا رہے ہیں اور نہ ہم citrus concentrate میں ہیں۔ جب تک ہم valuable product میں نہیں آئیں گے تو ہم اپنے ملک کی معیشت کو سنبھالا نہیں دے سکتے۔ یہ agriculture ایک ایسا واحد sector ہے کہ جس کو ہم بڑھا کر ملکی معیشت میں بہت اہم role play کر سکتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ہمارے سیکرٹری زراعت، سیکرٹری اری گیشن، سیکرٹری خوراک اور سیکرٹری محکمہ جنگلات کا ایک coordination ہونا چاہئے۔ ہماری پالیسی ان تمام کی مشاورت سے، ہماری exports کے مطابق اور ہماری ملکی ضروریات کے مطابق بنی چاہئے۔ ہماری جو agro based industry ہے اس

کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی policies کو ترتیب دینا چاہئے۔اس وقت جو ہم production بڑھانے کی بات کر رہے ہیں تو ہماری production کسی مربوط پالیسی کے بغیر کیسے بڑھے گی؟ اب دنیا subsurface irrigation پر آ گئی ہے جبکہ ہم اب پکے کھال بنا رہے ہیں۔ پکے کھال میں تقریباً ہر مربع میں ساڑھے سولہ فٹ رقبہ ضائع ہو رہا ہے۔ اگر ہم subsurface پر چلے جائیں تو یہ area بھی under cultivation آ سکتا ہے اور اس سے ہم اپنی پیداوار کو بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح marketing کے لحاظ سے میں یہ استدعا کروں گا کہ ہمارا زرعی مارکیٹنگ کا جو محکمہ ہے وہ اس بارے میں effective policy بنائے جس میں middle man کے role کو minimize کیا جائے اور farmers and consumers کی افادیت کو بڑھایا جائے تب جا کر ہم اپنی زراعت کو سنبھالا دے سکتے ہیں۔ یہ وہ تمام چیزیں تھیں کہ میں نے جن کے بارے میں بڑے مختصر اانداز میں تجاویز دی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں اپنی policies کو review کرنا ہو گا، ہمیں export zone بنانا ہوں گے۔ ہمارے پاس مربع وار، ایکڑ وار data آنا چاہئے۔ ہماری جو ضلع کی سطح پر لیبارٹریز ہیں ان میں صرف soil analysis and water analysis ہوتا ہے ان کو upgrade کرنا چاہئے۔ ان میں crops fertilizers, کا بھی analysis ہونا چاہئے۔ تمام چیزوں کا analysis کرنے کی سہولت ضلع کی سطح پر دی جائے اور یہ سہولت تمام کسانوں کو میسر آنی چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمیں farmers کی رجسٹریشن پر کام کرنا چاہئے۔ ان farmers کی تین categories بنائیں جس میں small, medium and large farmers کی categories بنائیں۔ ان farmers کو registered کریں اور ان کی ٹریننگ کا سلسلہ شروع کرنا چاہئے تاکہ ہمارے large farmers اور جو progressive growers ہیں وہ باہر جا کر نئی ٹیکنالوجی دیکھیں اور پھر وہ ٹیکنالوجی ہم اپنے ہاں ٹرانسفر کریں۔

جناب سپیکر! اسی کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

خدا کرے کہ میری عرض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں سے خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ، مہربانی۔ جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ نے ہمیشہ مجھے آخر میں وقت دیا۔ زراعت میں بہت سی تجاویز آئیں۔ میں مختصراً یہ کہوں گا کہ زراعت میں سب سے پہلے زمین کی تیاری کا مرحلہ آتا ہے۔ زمین کی تیاری کے سلسلے میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں۔ ایک یہ کہ زمیندار کو ڈیزل سستا دیا جائے اور دوسرا ہر یونین کونسل میں laser leveller فراہم کیا جائے تاکہ زمیندار اپنی زمین کو صحیح طریقے سے ہموار کر سکے۔ اس میں زمیندار اور حکومت کا فائدہ یہ ہوگا کہ پانی کم لگانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بیج آتا ہے۔ وزیر زراعت صاحب تشریف فرما ہیں۔ سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بیج کے معاملے میں تھوڑی سی سختی کی جائے۔ ان کمپنیوں کو رجسٹر کیا جائے جو کہ اچھا کام کر رہی ہیں اور latest seed لے کر آئیں۔ وہ seed companies fields میں رہنی چاہئیں جو maximum production دے سکیں باقی سب کو بھگا دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد pesticides کا نمبر آتا ہے۔ پنجاب حکومت کو اس حوالے سے مرکزی حکومت کی support چاہئے۔ pesticides کی ایسی لیبارٹریاں تیار کی جائیں، factories لگائی جائیں جو یہاں پر اپنا raw material تیار کر سکیں تاکہ ہماری حکومت کا pesticides کی import پر جو خرچ آتا ہے وہ کم ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے پورے ملک کی معیشت کا انحصار شعبہ زراعت پر ہے اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ زراعت کو maximum subsidy دی جائے۔ کھاد میں maximum subsidy کے لئے میں درخواست کروں گا کہ آپ اس حوالے سے ہماری support کریں۔ میں نے پچھلی حکومت میں بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ یوریا کی جو total cost production ہے---

جناب سپیکر: گجر صاحب! ذرا تصحیح فرمادیں کہ کیا پچھلی حکومت میں آپ نے مجھے کہا تھا؟

جناب جاوید حسن گجر: نہیں، sorry for that۔ میں نے پچھلی حکومت سے بھی کہا تھا، last tenure میں بھی کہا تھا کہ آپ اس حوالے سے ریسرچ کر کے دیکھ لیں، یوریا، این۔ایف۔سی یا دوسری کمپنیوں کے اکاؤنٹس دیکھ لیں۔ ان کی cost of production 200 rupees per bag سے اوپر نہیں ہے جبکہ ہمیں یہ 600/800 روپے میں مل رہی ہے اس لئے آپ یوریا کھاد کے لئے کچھ نہ کچھ کریں۔ اسی طرح ڈی۔اے۔پی کا total import rate یا اس کی cost of production نکالیں تو 500/روپے per bag نکلتی ہے جبکہ یہاں پر اڑھائی ہزار، تین ہزار روپے میں زمیندار کو مل رہی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ زمیندار کو ڈیزل کے اوپر maximum subsidy دیں تاکہ زمیندار کو زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے کم سے کم inputs لگانے پڑیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ تحصیل لیول پر زراعت کے جو آفیسر ہیں ان سے maximum out put لینے کے لئے انھیں موبائل کیا جائے، ان کو mobility دی جائے۔ زراعت آفیسر کے پاس صرف ایک موٹر سائیکل ہوتا ہے جس سے وہ maximum coverage نہیں کر سکتا۔ میں یہ کہوں گا، میری آپ کے لئے اور سب زمینداروں کے لئے ایک suggestion ہے کہ ڈی۔ڈی۔او جو کہ تحصیل لیول کا ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ہے اس کو بھی ایک ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ڈسٹرکٹ لیول پر آپ ایک ایسا سسٹم بنائیں کہ جس کے اوپر ایک ایم پی اے hire کیا جائے اور experienced MPA hire کیا جائے تاکہ ٹریننگ لے

کر وہ اپنے field میں output لے سکے ۔ یہی زراعت ہے، یہی زمیندار ہے جو یہاں سے production لے کر اپنے بچوں کو باہر کے ملکوں میں بار ایٹ لاء کے لئے بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

جناب جاوید حسن گجر: بار ایٹ لاء کے لئے بھیجتے ہیں اور پھر ایم پی اے بن کر اسمبلی میں کہتے ہیں کہ بدتمیزی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ زمیندار کو سارے کھا رہے ہیں، زراعت کو سب کھا رہے ہیں اس لئے آپ ہم زمینداروں کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں تاکہ extension wing اپنی output لینے کے لئے زمینداروں کو support کر سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ چودھری شوکت محمود بسرا صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ ایک صاحب تو مجھے request کر گئے ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ آئندہ کے لئے میرا نام رکھیں۔ ملک احمد حسین ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میں بہت شکر گزار ہوں سپیکر صاحب کا کہ انہوں نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ سب سے پہلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی discussion آج تک اس اسمبلی میں ہوئی ہیں، زراعت جو ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ زراعت سب سے اہم ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ سب سے کم زراعت کو ٹائم دیا جا رہا ہے۔ جو بھی کوئی ممبر کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے یہ restriction ہے کہ آپ پانچ منٹ سے چھ منٹ میں بات مکمل کریں۔

جناب سپیکر: آپ suggestion دیں۔ اس کے لئے ہم نے آپ کو زحمت دی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! میرا یہ aim ہے کہ اگر کسان خوشحال تو پاکستان خوشحال۔ ہماری تمام کی خوشحالی کسان کے ساتھ ہے اور کسان کو کم از کم تفصیل کے ساتھ سنا جائے۔ زراعت کی اہمیت اس بات سے ہے کہ سب سے پہلے جتنے ممبر ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں میں انہیں دعوت فکر دینا چاہتا ہوں کہ جب بھی کبھی ہم زراعت پر بات کریں اور جب کبھی بھی زراعت پر بات ہو تو across the board ہر پارٹی اپنی affiliation کو چھوڑ کر صرف اور صرف اس غریب کسان کے لئے ہمیں مل کر struggle کرنی چاہئے اور بات کرنی چاہئے اس کے لئے ہمیں کام کرنا چاہئے۔ میں

تمام اپوزیشن اور گورنمنٹ پارٹیز کو دعوت فکر دینا چاہتا ہوں کہ آج کے بعد ہم aim کر لیں کہ زراعت کے اوپر ہم اکٹھے ہو کر اس غریب کسان کی بات کریں گے جس نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے اور جس کی وجہ سے ہم یہاں پر کھڑے ہیں۔ جو آج ہمارے اوپر امیدیں لگا کر بیٹھا ہے کہ آج اس ہال میں اگر زراعت پر بات ہو رہی ہے تو کتنے ایم پی ایز، ہمارے نمائندے بیٹھے ہیں اور کتنے گھروں میں جا کر آرام کر رہے ہیں۔ یہ سب سے پہلی بد دیانتی ہماری ہے کہ آج اگر زراعت پر بات ہو رہی تھی تو تمام ممبران کو یہاں موجود ہونا چاہئے تھا اور اس میں اپنی تمام آراء دینی چاہئیں تھیں اور سننا چاہئے تھا اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں جو بھی بات کروں گا، across the board کروں گا، کسی بھی پارٹی سے تعلق ختم کر کے کروں گا۔

ایک آواز: تجاویز دیں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: میں تجویزوں پر بھی آتا ہوں، پہلے بنیاد تو بنانے دیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا وقت بھی ختم ہو جائے گا۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب! آپ ٹائم ختم کر لیں۔ میں ویسے بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں House کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! اگر آپ یہ باتیں نہیں سننا چاہتے تو پھر ہم یہاں آئے کس لئے ہیں؟ افسوس یہ ہے کہ آپ کے لئے، ہمارے لئے یعنی زراعت کے لئے ٹائم نہیں ہے تو پھر ہم کس لئے یہاں کھڑے ہیں؟ پھر ہم یہاں سے واک آؤٹ کر جاتے ہیں۔ آپ ہماری بات تو سنیں میں تو پورا دن ایک لفظ بھی نہیں بولا کم از کم ایک دفعہ ہماری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح سے ٹائم ضائع نہ کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! میرا دوسرا topic یہ ہے کہ آپ نے ہمیں جو پیپر دیا ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ زراعت کے محکمے کون کون سے ہیں۔

Punjab Agriculture Department, five Directorate General, four Directorate General of Agriculture, two Specialized Cells and Evaluation, two Autonomous Organization of Punjab.

جناب سپیکر: ایوان کا وقت پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہڑ: اس کے علاوہ subordinate offices. میں کہتا ہوں کہ یہ جو پانچ چھ دس محکمے لکھ دیئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت ان محکموں میں سے کتنے بندے یہاں موجود ہیں، جو ہماری بات سننا چاہتے ہیں، جو ہماری آراء کو سننا چاہتے ہیں، جو ہمیں اپنا feed back دینا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے جب ہماری بات سننے کے لئے بھی کوئی serious نہیں ہے تو ہمیں کوئی تقریروں کا شوق نہیں ہے۔ آپ دیکھیں اس وقت کن کے پاس کاغذ پنسل ہے اور کون ہمارے points note کر رہا ہے؟ ہر کوئی اپنی باتوں میں مصروف ہے۔ ان اہم points کو سننے کے لئے بھی شاید کسی کے پاس کوئی وقت نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جمہوری حکومتوں کے لئے شاید یہ آخری موقع ہے۔ بڑی مشکل سے ہماری ان فوجیوں سے جان چھوٹی ہے۔ خدا کے لئے اگر آپ آج بھی متحد ہو کر، متفق ہو کر اس غریب کسان کے لئے نہیں سوچیں گے اور آپس کے اختلافات اور سازشوں میں رہیں گے تو پھر خدا کی قسم ہمیں اس ایوان اقتدار میں کوئی نہیں لائے گا۔

جناب والا! اب میں تجاویز کی طرف آرہا ہوں۔ میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ہماری ایم پی ایز کی meetings مباحثے اور سیمینار arrange کریں۔ ان لوگوں کے ساتھ arrange کریں جن کے دس ہزار محکمے آپ نے یہاں لکھ لئے ہیں۔ ان محکموں کو ہمارے ساتھ بٹھائیں جو زراعت سے متعلقہ ہیں۔ سیکرٹریوں کو بٹھائیں اور وزراء کو بھی بٹھائیں۔ آپس میں ہم discussion کریں، بات چیت کریں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایگریکلچر ریسرچ کے لئے 27 کروڑ روپے رکھ دیا ہے۔ آپ نے پنجاب ایگریکلچر ریسرچ کے لئے 94 کروڑ روپے رکھ دیا ہے۔ other projects کے لئے 44 کروڑ روپے رکھ دیا ہے جو 126 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ آپ یہ 126 کروڑ روپے بے شک اپنی ریسرچ پر لگائیں مگر میں دعویٰ سے یہ کہتا ہوں کہ آج آپ کسانوں کو اور ہمیں بٹھا دیں اور ان دس محکموں کو بٹھا دیں اگر ان سے زیادہ رزلٹ ہم آپ کو نہ دیں تو پھر کہیں۔ اب میں

کچھ تجاویز آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا ملک shortage of water کا شکار ہونے والا ہے، ہمارا ماضی تباہ ہونے والا ہے کہ ہم بوند بوند کو ترسنے والے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم مستقبل کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ ہم پانی کی بوند بوند کے لئے ترسیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سب سے بڑا حل drip irrigation system ہے۔ اس سسٹم کے بارے میں، میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے ملتان میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے پروفیسروں کے ساتھ مل کر اس معاملے میں بہت کام کیا ہے۔ drip irrigation system میں ایک ایکڑ کا جو خرچہ ہے وہ پانچ سے چھ لاکھ روپے ایکڑ ہے۔ جب آپ اس کے لئے سرکاری محکمہ کو پیسا دیں گے تو وہ پانچ چھ لاکھ میں سے کمیشن لگا کر آپ کو سات آٹھ لاکھ روپے ایکڑ میں کر کے دیں گے۔ ہم نے اس پر work out کیا ہے اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ drip irrigation کا ایک ایکڑ کا خرچہ ہم نے صرف ایک لاکھ روپے نکالا ہے جس میں وہ drip irrigation آپ کو کھاد بھی فراہم کرے گا جو liquid form میں شامل کر کے دی جائے گی۔

جناب سپیکر: وقت کا خیال کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب! مجھے پتا ہے کہ ان باتوں کے لئے تو ٹائم نہیں ہے۔ drip irrigation کا یہی مسئلہ ہے اگر اس کے لئے آپ ہمارے ساتھ بات کرائیں، ہم نے جو home work کیا ہے اور میں نے اس کے لئے پی سی ون بھی تیار کروایا ہوا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک لاکھ روپے میں آپ ایک ایکڑ دیں تو ہمارے ملک میں اس سے بڑا فائدہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے tunnel forming کی بھی میں بات کرنا چاہتا ہوں tunnel forming میں دس سے بارہ لاکھ روپے ایکڑ کا خرچہ آتا ہے۔ ہم نے بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی میں work out کیا ہے اس میں صرف دو لاکھ روپے سے ایک ایکڑ میں tunnel forming کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں بات کرنا چاہتا ہوں laser leveller کی۔ جو غریب آدمی ہے دس ایکڑ سے کم جس کی زمین ہے حکومت کو چاہئے کہ اس کو مفت زمین level کر کے دے۔ اس کے لئے میں تجویز کیا دینا چاہتا ہوں؟ میری تجویز یہ ہے کہ آپ نے جو پیسے زراعت کے لئے رکھے ہیں بے

شک اس کو ریسرچ پر لگائیں وہ سارے پیسے ریسرچ والے ہی کھا جائیں گے ۔آپ نے ہمیں جو 80,80لاکھ روپے دیا ہے، خدا کے لئے جہاں ایم پی ایز کو80،80لاکھ روپے دیئے ہیں اس میں ہم سڑکیں، بجلی، سوئی گیس حلقے میں لگوا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ بھی اجازت ہے کہ ہم قبرستان کی چار دیواری بھی بنوا سکتے ہیں اس لئے کہ مردے کہیں بھاگ نہ جائیں۔ ہم وہاں جنازاگاہوں پر فرش بھی لگوا سکتے ہیں لیکن اگر کوئی چیز ہم نہیں کر سکتے تو وہ زراعت پر خرچ نہیں کر سکتے۔ ہمیں روکا کس پر جارہا ہے ؟زراعت پر خرچ کرنے سے روکا جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اتنے جذباتی نہ ہوں۔۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر:آپ آدھے منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب! میں کیسے ختم کروں۔

جناب سپیکر: شکریہ.Thank you then.میں آپ کو اس سے زیادہ ٹائم نہیں دے سکتا۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب والا! پھر ہم یہ مسئلے کہاں پرلے کر جائیں؟

جناب سپیکر:No۔ میں نے آپ کو بڑیpatient hearingدی ہے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: پھر میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے وہ آپ کی مرضی ہے۔

آوازیں: ایسا نہ کریں۔

جناب احمد حسین ڈیہر: میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ اس معاملے میں میرا کسی پارٹی سے واسطہ نہیں ہے اور آج بھی ہم غریب کسان کی بات یہاں کھڑے ہو کر نہیں کر سکتے۔ ہم نے جوworkکیا، آپ بے شک ہمارے ساتھ بیٹھ کر کر لیں۔آپ نے ہمیں جو80/80لاکھ روپیہ دیا ہے آپ اس80لاکھ میںagricultureکی اجازت دیں، میری 11 یونین کونسلیں ہیں میں ایک ایک ایکڑ پر 2لاکھ روپیہ tunnel farming پر لگانا چاہتا ہوں، ایک ایک لاکھ سے drip irrigation

system لگانا چاہتا ہوں اور میں ہر یونین کونسل کو اپنے فنڈز سے ایک ٹریکٹر اور ایک laser leveller لے کر وہاں کھڑا کرنا چاہتا ہوں جس سے 10 ایکڑ سے کم والے کاشت کار مفت levelling کریں۔ آپ ہمیں سڑکیں، بجلی، سوئی گیس نہ دیں، ہمیں یہ چیزیں دیں۔ ہم ان چیزوں کو عام کرنا چاہتے ہیں اور ہم لوگوں کو یہ ٹریننگ دینا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ میرے بھائی نے بھی بات کی ہے کہ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ ہمارے ہاں کھاد، بیج اصل نہیں ملتا۔ جب ایک کاشت کار بنک میں قرضہ لینے کے لئے جائے تو اسے آپ خالص کھاد provide کریں، اسے direct بیج provide کریں، اسے direct pesticide provide کریں اور اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں anti virus seeds بنانے چاہئیں۔ میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ امونیم سلفیٹ ہماری زمینوں کے لئے بہت ضروری ہے اس کے لئے پاکستان میں کوئی فیکٹری نہیں ہے۔ وہ پہلے import ہوتی تھی اب وہ روک دی گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر فیکٹریاں لگائی جائیں جس میں ہم امونیم سلفیٹ وغیرہ تیار کر سکیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! کافی گرما گرم بحث سن رہی تھی لیکن solution کوئی نہیں بتا رہا تھا۔ میرا تعلق چونکہ پیپلز پارٹی سے ہے، ہمارے منشور میں درج ہے کہ سوشلزم ہماری معیشت ہے تو بے چاروں کا رونا میرے سے دیکھا نہیں گیا۔ یہاں جو زمیندار بیٹھے تھے کسان کی تعریف میں ان میں سے ایک بھی نہیں آتا، نہ مزارع کی تعریف میں کوئی آتا ہے۔ یہ بڑے وڈیرے، جاگیردار اور زمیندار ہیں جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں تو آپ کی وساطت سے ان سے میرا ایک ہی مشورہ ہے کہ اگر تمام جاگیریں اور تمام انڈسٹریز nationalize کر لی جائیں تو ان میں سے کوئی بھی نہیں روئے گا، یہ سب خوش ہوں گے اور آج یہی اس کا حل ہے۔ آپ چائنہ چلے جائیں تو وہاں آپ کو بہترین معیشت اور بہترین زراعت نظر آئے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! آپ اپنی پارٹی کو ضرور یہ تجویز دیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! محترمہ نے ہمیں جاگیردار کہا ہے، ہم اس کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ میں ایک غریب کسان ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جاگیردار یہاں ہے ہی کوئی نہیں۔ چھوڑ دیں میں نے پہلے بات کر دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جی جی، شاباش۔ بہت اچھا جی۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں۔ رانا بابر صاحب!۔۔۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس طرح سے کر لیں کہ اس وقت agriculture پر بات کرنے کے لئے جو ممبران موجود ہیں اگر وہ اپنی بات کر لیں تو ٹھیک ہے اگر ان میں سے کوئی رہ جائے تو ان کے لئے کل کا دن رکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ممبران بحث سنے بغیر جا چکے ہیں ان کا حق نہیں بنتا کہ کل انہیں ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی جی، وہ ریکارڈ پر ہے۔ میں نے ان کے نام delete کر دیئے ہیں۔ جی، جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب!۔۔۔ لغاری صاحب! ان کے بعد آپ بھی تیار رہیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے اتنے اہم موضوع پر discussion کرنے کے لئے اس ایوان کو موقع دیا۔ یہ بحث یقیناً تمام ملک کے Print and Electronic Media میں جاری ہے۔ آج کے انگریزی کے "Daily "Dawn میں اسی موضوع پر بہت اچھا اداریہ ہے۔ اس کے علاوہ ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں یہی بحث جاری ہے۔

جناب سپیکر! جب پاکستان بنا تو اس وقت پاکستان کی G.D.P کا 50 فیصد حصہ زراعت تھا اور آج 60 سال بعد وہ تقریباً 24 فیصد رہ چکا ہے۔ تمام شعبہ جات میں ترقی ہوئی لیکن زراعت میں جو ترقی ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہوئی اور اس کی وجہ سے ہماری 50 فیصد آبادی جو دیہی علاقہ جات میں رہتی ہے وہ غربت کا شکار ہے۔ آپ شہروں میں جائیں تو پلازے اور housing societies ہیں جبکہ دیہاتوں میں آپ کو غربت نظر آتی ہے۔ اس urban rural divide کو صرف

زراعت کی ترقی کے ذریعے bridge کیا جاسکتا ہے۔ کسان کی پریشانی کا حال شاید پہلے علامہ اقبال کے شعر سے Deputy Leader of the Opposition نے دہقان کا حال بیان کیا، میں دہراؤں گا نہیں۔ کسان قرضہ جات کے نیچے دبا ہوا ہے۔ industrialists اربوں روپے کے قرضہ جات معاف کرواتے ہیں۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ کسانوں کے زرعی قرضہ جات اور اس میں آپ ڈیڑھ دو لاکھ کی حد مقرر کر لیں اور صرف interest ہی معاف کر دیں تو یہ ان کے لئے ایک بہت بڑا relief ہوگا۔ کسان سارا سال محنت کرتا ہے، sugarcane جیسی فصل کو سارا سال پالتا ہے لیکن اسے اس کی payment نہیں ملتی تو اس طرح کا اقدام اس کے لئے بڑا helpful ہوگا۔ موجودہ وفاق کی اور صوبے کی حکومت نے زراعت کی ترقی کے لئے اقدامات شروع کئے ہیں۔ وفاقی حکومت نے گندم کی support price Rs. 950/- کی جس سے کسانوں کو کافی relief ملا ہے۔ صوبائی حکومت نے چند اقدامات کئے جن میں green tractor scheme، زرعی آلات فراہم کرنے کا منصوبہ اور ان اقدامات سے کسانوں کو کافی encouragement ہوا ہے لیکن مزید اقدامات اٹھانے ہوں گے اور ان میں بہت سی باتیں پہلے ہو چکیں۔ water management and irrigation کا نظام بہتر کرنا ہوگا۔ نئی ٹیکنالوجی کو متعارف کرانا ہوگا، نئے بیج دریافت کرنے ہوں گے، ریسرچ پر زیادہ توجہ دینی ہوگی۔ زراعت ایک ایسا شعبہ ہے میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ ہمارے دیہاتوں میں گوار عام اُگتا ہے اور اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی لیکن وہی گوار ٹیکساس میں لے جا کر ایک بہت بڑا فارم بنایا گیا اور اس کے ذریعے گوار کے products by 7/8 جن میں gum تو عام ہے، industrial usages ہیں اس طرح کی applications ہمیں اپنی فصلوں سے نکالنی ہوں گی۔ اگر زراعت کی ترقی ہوگی تو یقیناً اس سے ہماری food security بہتر ہوگی اور اس کے ساتھ energy security بھی بہتر ہوگی کیونکہ آپ زرعی اجناس کے ساتھ ساتھ توانائی بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ Ethanoil اس کی ایک مثال ہے جو کہ corn اور دوسری اجناس سے پیدا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں تمام اراکین سے میری درخواست ہے اور خاص طور پر وہ بھائی اور بہنیں جو زراعت کے ساتھ منسلک ہیں کہ اگر ہم Chamber of Agriculture,

Chamber of Commerce and Chamber of Industry کی بنیادوں پر وجود میں نہیں ہیں، اگر ہے تو ہمیں ظاہر نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے مزید 10 منٹ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: اگر وجود میں نہیں ہے تو اسے قائم کیا جائے اور صوبائی و ضلعی سطح پر غیر سیاسی بنیادوں پر چیمبر آف ایگریکلچر کا اجراء ہو تاکہ ان کے ذریعے ہم اپنے زرعی شعبے کو ترقی دلوا سکیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بہت چھوٹے چھوٹے points سامنے لاؤں گا تاکہ میں اپنے بھائیوں کا زیادہ وقت نہ لوں۔

جناب والا! ایک تو ہمارا کاشتکار اور کسان credit کی availability نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ مجبور ہوتا ہے۔ وہ بہت high interest rates پر کھاد کے ڈیلروں سے سود پر کھاد اور دوسرے inputs اٹھاتا ہے جس کی وجہ سے کاشتکار کو بہت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ سود کے rates بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ہماری پچھلی حکومت میں ایک money lending bill پاس ہوا تھا جس کی میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ اس کی سختی سے enforcement کروائیں۔ میں وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ شاید ان کو یاد ہو کہ حمیرا اویس شاہد کا ایک بل آیا تھا جو کہ پنجاب کی تاریخ میں واحد پرائیویٹ ممبر بل ہے جو پاس ہوا تھا۔ اس کی enforcement سے غریب کاشتکار، غریب کسان اور چھوٹا زمیندار جو کہ ساہوکار کے چنگل میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اور اس کا اس چنگل سے نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کی آزادی کے لئے ہم credit کو enforce کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کوآپریٹو بنک ہوا کرتے تھے جو کہ بہت مناسب شرح پر کاشتکار کو credit کی سہولت فراہم کیا کرتے تھے۔ ان کو دوبارہ revive کریں اور ان کے لئے ہم بہت سارے پیسے رکھیں۔ ہمارا کاشتکار طبقہ سب سے پسا ہوا طبقہ اس طرح ہے کہ دنیا میں کہیں یہ نہیں ہوتا کہ خریدار قیمت مقرر کرے کہ اس نے کس قیمت پر خریداری کرنی ہے۔ اگر میں نے عینک خریدنی

تھی تو دکاندار نے کہا کہ اتنے کی ہے پھر مجھے وارا کھایا تو میں نے خریدی، وارا نہیں کھایا اور اس نے قیمت کم نہیں کی تو میں نے نہیں خریدی لیکن کاشتکار بے چارے کے ساتھ مصیبت یہ ہے کہ اگر وہ پھٹی اگاتا ہے تو جو خریدنے والا ہے وہ اس کی قیمت بتاتا ہے کہ میں نے بارہ سو روپے من لینی ہے یا آٹھ سو روپے من لینی ہے۔ اگر وہ گندم پیدا کرتا ہے تو اس کا محکمہ خوراک بتاتا ہے کہ اس کا کیا rate ہے۔ اگر وہ گنا پیدا کرتا ہے تو شوگر مل والے کی مرضی ہے کہ وہ اس سے کس rate پر خریدے۔ ہمارے کاشتکار کے پاس price mechanism کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہماری حکومت نے کوشش کر کے ایگریکلچر مارکیٹنگ کا محکمہ بنایا تھا۔ وہ اس وقت کہاں تک پہنچا ہے لیکن وہ idea بہت اچھا تھا کہ ان کو ایک نظام مل رہا تھا کہ جس سے انھیں مناسب قیمت ملے۔

جناب سپیکر! اس وقت کاشتکار کو ڈیزل کی سبسڈی کی بہت ضرورت ہے۔ حکومت پٹرول پر سبسڈی دے رہی ہے لیکن ڈیزل پر سبسڈی کم کرتی جا رہی ہے۔ ہم یہ IMF اور ورلڈ بنک جو باہر بیٹھے ہوئے صاحب بہادر ہمیں حکم دے رہے ہیں تو ہم ان کے حکم پر یہ چیزیں کر رہے ہیں۔ آپ پٹرول پر سبسڈی بے شک نہ دیں، دنیا میں تیل کی قیمتیں کم ہو رہی ہیں تو پٹرول کی قیمت تو کم ہو رہی ہے لیکن ڈیزل جو ایک کاشتکار کو ٹیوب ویل اور اپنے ٹریکٹر کے لئے چاہئے وہ سستا نہیں ہو رہا۔ اگر یہ وفاقی حکومت سے نہیں ہوتا تو اس میں حکومت پنجاب ایک bold step لیتے ہوئے ٹیوب ویلوں کے لئے ڈیزل اور بجلی کی سپلائی کے لئے فنڈ جاری کر دے تو اس سے ہمارے کاشتکار کو بہت فائدہ ہو گا۔

جناب والا! میری ایک اور درخواست یہ ہے اور شاید میرے بہت سارے بھائی اور بہنیں اس کو غلط رنگ دیں گے۔ میں اللہ کے فضل و کرم سے بالکل نیک نیتی سے یہ بات کر رہا ہوں کہ جب ہماری land reforms ہوئی تھیں تو لاکھوں ایکڑ، ہزاروں مربع زمین حکومت کے پاس آئی تھی اور بڑے بڑے زمینداروں سے زمینیں لے لی گئیں تھی لیکن ان زمینوں کو لوگوں سے لے کر develop نہیں کیا گیا۔ کسی سے زمین چھین لینا land reform نہیں ہوتا بلکہ اس زمین کو اگر آپ چھوٹے کاشتکاروں کو credit facilities دے کر آباد کرنے کے مواقع فراہم کریں گے تو پھر land reforms کا فائدہ ہو گا ورنہ ابھی جو economy scale ہیں کہ جتنا بڑا آپ کا زرعی یونٹ ہو گا تو آپ کا ٹریکٹر، آپ کا پانی، آپ کی ادویات، آپ کی کھاد اور ہر چیز زیادہ بہتر طریقے

سے استعمال ہوں گی تو فائدہ بھی زیادہ ہوگا۔آپ برازیل میں چلے جائیں، امریکہ میں چلے جائیں، ارجنٹائن میں چلے جائیں اور جو بھی بڑے بڑے زرعی ملک ہیں ان میں land holdings بڑی کی جارہی ہیں۔ ہماری ایک بہن نے ابھی بھی ایک تجویز دی ہے کہ ملوں کو بھی نیشنلائز کر دیں، زمینوں کو بھی نیشنلائز کر دیں شاید وہ ابھی پیچھے ہیں اور وقت بہت آگے نکل گیا ہے اور زمانے نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں کامیاب نہیں ہوتیں۔ اگر ہم نے کچھ کرنا ہے تو land reforms میں جو زمینیں لی گئی ہیں یا تو وہ چھوٹے کاشتکاروں کو دیں اور ساتھ ان کو پیسا بھی دیں کہ وہ زمینوں کو آباد کریں نہیں تو پھر جن لوگوں کے پاس وسائل ہیں اور جو بڑے زمیندار ہیں جن سے وہ زمینیں لی گئی تھیں اگر ان کو واپس کر دی جائیں تاکہ وہ ان زمینوں کو آباد کریں تو وہ زمینیں آباد ہو جائیں گی۔ یہ میری چھوٹی سی گزارشات تھیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب کرم الٰہی بندیال!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ ملک جہانزیب وارن!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ ملک نوشیر لنگڑیال!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ رائے محمد اسلم خان کھرل!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ ملک فیروز جوئیہ!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ جناب شیر علی خان!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ سید ناظم حسین شاہ، مجھے کہہ کر گئے ہیں کہ میں کل بات کرنا چاہتا ہوں، جناب جمیل اشرف، خواجہ محمد اسلام، محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ، ملک محمد عباس راں، ملک محمد عامر ڈوگر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں طارق امین ہوتیانہ!۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟ جناب محمد خرم گلفام!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟ چودھری غلام نبی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ رانا تنویر ناصر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سردار محمد ایوب خان گادھی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک جاوید اعوان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک اعتبار خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری ممتاز احمد جھجہ!۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں؟ چودھری اویس قاسم!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری طاہر احمد سندھو!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری محمد ارشد! ساہیوال۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ ملک محمد ظہور انور!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک جلال الدین ڈھکو مجھے کہہ کر گئے ہیں کہ میں کل تقریر کروں گا۔ جناب شہزاد سعید چیمہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ مجھے کہہ کر گئی ہیں۔ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!۔۔۔تشریف رکھتیں ہیں؟جناب عبدالوحید چودھری!۔۔۔تشریف رکھتے ہیں لیکن انھوں نے تو اپنا وقت دوسرے ممبر صاحب کو دے دیا تھا۔جناب عامر محمود!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جناب طاہر محمود ہندلی!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ ملک اختر!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟الحاج محمد الیاس چنیوٹی!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟چودھری شوکت محمود بسرا!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟میاں غلام سرور صاحب!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد یار ہراج:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میری گزارش صرف اتنی ہے کہ آج کی جو debates ہوئیں،رانا صاحب نے جب اس دن کو زراعت پر بحث کے لئے مختص کیا تھا تو اس وقت بات ہوئی تھی کہ زرعی ٹیکس کے سلسلے میں ہم نے اگر کوئی قرارداد وفاقی حکومت کو بھیجنی ہے تو discussion کے بعد ہم وہ قرارداد لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بیٹھ کر decide کر لیں۔

جناب محمد یار ہراج:زرعی ٹیکس کے سلسلے میں کوئی قرارداد بنا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! کل پرائیویٹ ممبر زڈے بھی ہے۔ اگر یہ consensus کے ساتھ کوئی قرارداد لے آئیں تو اس کو کل consider کر لیں گے۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 25۔نومبر 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔